کنز الخطیب
٦
علامہ محمد دین چشتی
مکتبہ نوریہ رضویہ
گلبرگ اے، فیصل آباد، فون:- ٦٢٦٠٤٦
کنز الخطیب
علامہ محمد دین چشتی
مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
6

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کنز الخطیب

(ماہ جمادی الاُخریٰ)

(حصہ ششم)

تصنیف لطیف:

علامہ محمد دین چشتی

ناشر

مکتبہ حامدیہ مہریہ، صدیق آباد گوبند پورہ

گلی نمبر ۱، فیصل آباد فون ۶۱۵۸۶۴

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب ——— کنز الخطیب (حصہ ششم)

مؤلف ——— علامہ محمد دین چشتی گولڑوی

طابع ——— سید حمایت رسول قادری

کتابت ——— محمد عاشق حسین ہاشمی (چنیوٹ)

اشاعت بار ———

پروف ریڈنگ ——— قاری محمد عمر باسط (ایم۔ اے)

تزئین و آرائش ——— حکیم حافظ عبد الحفیظ قادری

معاونین ——— (۱) علامہ پروفیسر محمد افضل چوہدری اسلام آباد
(۲) پروفیسر حکیم محمد سلیم چشتی فیصل آباد

تعداد ——— ایک ہزار

قیمت ——— ۸۰۔ روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے فیصل آباد، مکتبہ نوریہ رضویہ گنج بخش روڈ لاہور،
مکتبہ سعیدیہ، جامعہ قادریہ رضویہ، مصطفیٰ آباد، سرگودھا روڈ فیصل آباد
مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ لاہور
مکتبہ نظامیہ، سیٹلائٹ ٹاؤن، نزد پیپسی کولا، فیصل آباد
نیو القمر بک کارپوریشن، گنج بخش روڈ، لاہور،
نوری بک ڈپو امین پور بازار فیصل آباد، مکتبہ ضیائیہ، بوہڑ بازار، راولپنڈی
شبیر برادرز، اردو بازار لاہور۔ ضیاء الدین پبلیکیشنز شہید مسجد کھارادر کراچی
مکتبہ چشتیہ، راچ ڈیل (یو کے)

فہرست موضوعات

انتساب ۹
الاہداء //
تقریظ (حسن تصدیق) ۱۰
(۱) ماہ جمادی الاخریٰ ۱۱
ماہ جمادی الاخریٰ کے اہم واقعات ۱۲
خصوصی نوافل //
(۲) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندان
اور آپ کی ولادت ۱۳
شجرہ نسب ۱۴
قبیلہ قریش ۱۵
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد گرامی ۱۷
والدہ محترمہ //
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ولادت ۱۸
آپ کا لقب عتیق //
شرک سے بیزاری ۲۰
تعلیم ۲۲
ذریعہ معاش //
دورِ جاہلیت اور آپ کا مقام ۲۳
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دوستی ۲۳
ابوبکر کی وجہ تسمیہ //
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان لانا ۲۵
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خواب ۲۶
مردوں میں پہلا مسلمان ۲۸
چار پشتوں میں شرفِ صحابیت ۲۹
ابتلاء و آزمائش کا دور //
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر مشقِ ستم ۳۱
(۳) حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایثار ۳۳
مسلمانوں پر ظلم و ستم ۳۴
حبشہ کی طرف ہجرت //
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جاں نثاری ۳۷
مسلمان غلاموں کو آزاد کرانا ۳۹
حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ //
حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴۱
حضرت ابو فکیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ //
حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا //

Scanned with CamScanner

حضرت لبینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۴۲
حضرت نہدیہ اور ام عبیس رضی اللہ تعالیٰ عنہما //
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال سے مسلمانوں کو نفع ۴۳
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں ۴۵
(۴) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت ۴۶
مدینہ منورہ میں اسلام کی قبولیت ۴۷
قریش کا ناپاک منصوبہ ۴۸
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارادہ ہجرت ۴۹
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہجرت کے لئے تیاری ۵۰
شب ہجرت ۵۷
کفار کی چہ میگوئیاں ۵۸
سورۃ یٰسین پڑھ کر پھونکنا ۵۹
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے بیٹے اور غلام کو حکم ۶۰
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گھر سے روانگی پر کفار مکہ کی بے خبری ۶۱
نکتہ عجیبہ ۶۳
غار ثور میں پہنچنا ۶۴
غار ثور کا جائزہ ۶۵
دیدار کا مشتاق ۶۸
کفار کا تلاش میں نکلنا ۷۰
اللہ تعالیٰ کی معیت ۷۲
غار ثور میں جنتی چشمہ ۷۶
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اہل خانہ کی خدمت گزاریاں ۷۸
غار ثور کی ایک رات کی فضیلت ۷۹
(۵) غار ثور سے روانگی ۸۰
غار سے روانگی ۸۱
ہجرت کا راستہ ۸۳
دوران سفر کے واقعات ۸۴
ام معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بکری ۸۵
سراقہ بن مالک ۹۰
بریدہ غلامئ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ۹۴
(۶) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ پہنچنا ۹۷
مدینہ طیبہ میں استقبال ۹۸
مسجد قبا ۱۰۰
پیر کا دن ۱۰۱
قبا سے روانگی ۱۰۲

مدینہ منورہ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قیام ۱۰۶
آب و ہوا کی موافقت کے لیے دعائے رسول ۱۰۷
انصار و مہاجرین کی اخوت ۱۰۹
مسجد نبوی کی تعمیر ۱۱۰
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مدینہ منورہ میں ذریعہ معاش ۱۱۲
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی //
(۷) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت ۱۱۳
یہود مدینہ کی بدعہدی ۱۱۶
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی حمیت ۱۱۷
غزوہ بدر ۱۱۸
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا باڈی گارڈ ۱۱۹
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنگی قیدیوں کے لئے سفارش ۱۲۰
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ احد میں ۱۲۲
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غزوہ خندق میں ۱۲۳
صلح حدیبیہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار ۱۲۴
جشن فتح مکہ میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فخریہ اشعار سنے گئے ۱۲۷
غزوہ حنین میں ثابت قدمی ۱۲۸
جنگ تبوک میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایثار ۱۲۹
(۸) خلافت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۱۳۱
حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرض وصال ۱۳۳
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امامت کا حکم ۱۳۴
منصب خلافت عطا کرنے کا انوکھا انداز ۱۳۸
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ۱۳۹
خلیفہ کے انتخاب پر صحابہ کا اختلاف ۱۴۳
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطاب ۱۴۴
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت ۱۴۵
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکفین و تدفین ۱۴۶
دست صدیق رضی اللہ عنہ پر بیعت عام ۱۴۷

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطبۂ خلافت ۱۴۸
سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بیعت حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۴۹
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طرزِ حکومت ۱۶۰
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابۂ کرام سے مشاورت ۱۶۰
حکام کا تقرر ۱۶۱
اقربا پروری سے اجتناب ۱۶۳
منصب کا احترام ۱۶۵
گورنروں کے فرائض ۱۶۶
عہدۂ قضاء کا آغاز ۱۶۷
دار الافتاء ۱۶۹
پرائیویٹ سیکرٹری کا عہدہ ۱۷۰
بیت المال 〃
زکوٰۃ ۱۷۱
خلافتِ صدیقی میں فوجی نظام 〃
عسکری ترغیب ۱۷۴
جنگی ہتھیار 〃
اسلامی لشکر میں عورتوں کی خدمات ۱۷۵
لشکر کا معائنہ ۱۷۵
کمانڈر انچیف 〃
فوجی بھرتی میں احتیاط ۱۷۶
جنگی سامان کا ذریعہ ۱۷۷
فوجی مراکز کا معائنہ ۱۷۸
عسکری ہدایات ۱۷۹
مفتوحین سے حسنِ سلوک ۱۸۱
تعزیرات و حدود میں احتیاط ۱۸۵
قومی مجرم کی سزا ۱۸۶
(۹) خلافت صدیقی میں فتنوں کی سرکوبی ۱۸۸
لشکرِ اسامہ کی روانگی کا مسئلہ ۱۹۰
لشکرِ اسامہ کی روانگی ۱۹۲
لشکرِ اسامہ کی اہمیت 〃
لشکرِ اسامہ (رضی اللہ عنہ) کا حملہ ۱۹۴
لشکر کی واپسی 〃
حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لشکر کشی کے ثمرات ۱۹۵
نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی بیخ کنی ۱۹۶
مسیلمہ کذاب 〃
مسیلمہ کذاب کی شہرت کے اسباب ۱۹۸

جنگ یمامہ ۱۹۹
مجاعہ کی گرفتاری ۲۰۰
جنگ کا آغاز 〃
مجاہدین کا جوش و خروش ۲۰۱
نہار الرجال کا قتل ۲۰۲
دوسرا حملہ 〃
مسیلمہ کذاب کا قتل ۲۰۴
منکرینِ زکوٰۃ کی سرکوبی ۲۰۵
مجلسِ مشاورت 〃
دشمن کا حملہ ۲۰۸
باغیوں کی پسپائی ۲۰۹
عبس و ذبیان کی غداری 〃
ذوالقصہ کو روانگی ۲۱۰
(۱۰) سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ۲۱۲
جانشین کا انتخاب ۲۱۴
وصیت نامہ ۲۱۶
بیت المال کے وظیفے کی واپسی ۲۲۰
تقسیمِ وراثت ۲۲۱
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انصاف 〃
تدفین و تکفین ۲۲۲
(۱۱) سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب صدیق ۲۲۷
صاحبِ کشاف کا قول ۲۳۱
علامہ رازی کا قول 〃
علامہ آلوسی کا بیان ۲۳۴
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُمت کے بہترین شخص 〃
لقبِ صدیق بارگاہِ خداوندی سے عطا ہوا ۲۳۶
لقبِ صدیق جنت کے رومال پر 〃
انگوٹھی پر نامِ صدیق ۲۳۸
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیقِ رسالت ۲۴۰
جنتی پتوں پر نامِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۴۱
نامِ صدیق آسمان سے آیا ۲۴۴
معراج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق ۲۴۵
زبانِ جبرائیل و مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صدیق (رضی اللہ عنہ) ۲۴۶
آسمان کی ہر چیز پر نامِ صدیق ۲۴۷
زبانِ علی مرتضیٰ پر نامِ صدیق 〃

(۱۲) فضائل سیّدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ۲۵۰

جنت میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درجہ ۲۵۲

خیر الناس ، ،

فضائل ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موازنہ ۲۵۴

مزاج شناسِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ۲۵۹

داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ۲۶۰

ابوبکر مشیر رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ۲۶۲

تواضع اور انکساری ۲۶۴

سخاوت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۲۶۷

عظمت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کتب شیعہ کی شہادت ۲۶۹

حامل رضوان اکبر ۲۷۱

ماخذ کتاب ۲۷۲

منقبت سیّدنا صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدّیق اکبر کا
ہے یارِ غار محبوبِ خدا صدّیق اکبر کا

الٰہی رحم فرما خادمِ صدّیق اکبر ہوں
تری رحمت کے صدقے واسطہ صدّیق اکبر کا

رُسل اور انبیاء کے بعد جو افضل ہو عالم سے
یہ عالم میں ہے کس کا مرتبہ صدّیق اکبر کا

گدا صدّیق اکبر کا خدا سے فضل پاتا ہے
خدا کے فضل سے میں ہوں گدا صدّیق اکبر کا

نبی کا اور خدا کا مدح گو صدّیق اکبر ہے
نبی صدّیق اکبر کا خدا صدّیق اکبر کا

ہوئے فاروق و عثمان و علی جب داخلِ بیعت
بنا فخرِ سلاسل سلسلہ صدّیق اکبر کا

مقامِ خوابِ راحت چین سے آرام کرنے کو
بنا پہلوئے محبوبِ خدا صدّیق اکبر کا

لُٹایا راہِ حق میں گھر کئی بار اس محبت سے
کہ لُٹ لُٹ کر حسنؔ گھر بن گیا صدّیق اکبر کا

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

انتساب

بصد عجز و نیاز بحضور جانشین مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

یارِ غارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عاشق دیدارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نکہت گلزارِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ناشرِ اقوالِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

ساکنِ مزارِ مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) امیر المومنین امام المتقین

اصدق الصادقین سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے صدق و صفا و وفا کے نام!

الاھداء

بحضور امام طریقۂ نقشبند خواجۂ خواجگان حضرت

خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ العزیز،

جن سے نسبتِ صدیقی آج بھی جاری و ساری ہے اور

ان شاء اللہ تعالیٰ رہے گی ؎

شیئاً للہ من گدائے مستمند   المدد خواہم ز شاہِ نقشبند

خاکپائے اہل بیت و اصحاب علیہم الرضوان

محمد دین چشتی گولڑوی

حسنِ تصدیق

ازمناظرِ اسلام حضرت علامہ مولانا محمد سعید احمد اسعد صاحب
ناظمِ اعلیٰ جامعہ امینیہ رضویہ، جھنگ روڈ، فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

فاضل شہیر حضرت علامہ مولانا محمد دین چشتی زید مجدہٗ نہ صرف ایک بے لوث دوست ہیں، بلکہ ایک کہنہ مشق خطیب بھی ہیں، اور خطیب گر بھی۔ متعدد موضوعات پر آپ تحریر فرما چکے ہیں، جن میں سے کچھ "کنز الخطیب" کے نام سے خطباء کے قلوب و اذہان کو منوّر فرما رہے ہیں۔ اس نام سے پانچ حصے منصۂ شہود پر آچکے ہیں۔ چھٹا حصہ جس میں امیر المومنین، امام المتقین، پیکرِ وفا، صدق و صفا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختلف پہلوؤں پر آپ نے گفتگو فرمائی ہے۔

جستہ جستہ اس کو میں نے بھی دیکھا ہے۔ ایک قابلِ قدر کوشش ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہِ عنایت علامہ موصوف اور اس ناکارہ کو نصیب فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم!

راقم الحروف:
محمد سعید احمد اسعد غفرلہ الاحد
خادم جامعہ امینیہ رضویہ، شیخ کالونی، جھنگ روڈ، فیصل آباد
یکم مارچ ۱۹۹۷ء

ماہِ جمادی الاُخریٰ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ الْاَوْقَاتَ الْمُبَارَکَۃَ هُوَ اِسْمُ الْخَیْرَاتِ وَالْبَرَکَاتِ وَمَفَاخِرُ لِاَهْلِ نُسُكِ وَالْعِبَادَاتِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اِنَّ عِدَّۃَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

(سورۃ توبہ، آیت: ۳۶)

ترجمہ: "بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں، اللہ کی کتاب میں، جب سے اس نے آسمان اور زمین بنائے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے سال کے بارہ مہینوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔

ان بارہ مہینوں میں سے چھٹا مہینہ جمادی الاُخریٰ ہے۔

جمادی کے معنیٰ جم جانے کے ہیں اور اُخریٰ سے مراد آخری حصہ ہے۔

جس وقت اس مہینے کا نام رکھا گیا، اُس وقت اس موسم کا آخری حصہ تھا، جس میں پانی جمتا تھا، اس لئے اس کا نام ہی جمادی الاُخریٰ ہو گیا۔

Scanned with CamScanner

ماہِ جمادی الاُخریٰ کے اہم واقعات

○ اس مہینہ کی پہلی تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر پہلی بار جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے تھے۔

○ اسی ماہ کی ۲۲ تاریخ کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسندِ خلافت پر تشریف فرما ہوئے۔

○ اسی ماہ کی نویں ۹ تاریخ کو سیدنا حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی۔

○ اسی ماہ کی چودہ ۱۴ تاریخ کو حضرت موسیٰ بن جعفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدا ہوئے۔

○ اسی ماہ کی بیس ۲۰ تاریخ کو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادتِ مبارکہ ہوئی۔ (عجائب المخلوقات ص ۴۵)

○ اسی ماہ میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا۔

○ اسی ماہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ۴۸ھ میں اسلامی ڈاک خانہ کا باقاعدہ قیام ہوا۔

○ اسی ماہ کی ۲۵ تاریخ کو امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی وفات ہوئی۔

○ اسی ماہ کی ۵ تاریخ ۶۷۲ھ کو مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی۔

○ اسی ماہ میں مرزائیوں کو پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے تحریک ختمِ نبوت اہل سنت وجماعت نے چلائی، بمطابق ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۲ھ)

○ اسی ماہ میں حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوا۔

○ اسی ماہ میں ۱۱۰۲ھ کو حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔

○ اسی ماہ میں توسیع مسجدِ نبوی اور غزوہ ذوالعشیرہ وقوع پذیر ہوئے۔

خصوصی نوافل جو شخص جمادی الاخریٰ کی پہلی تاریخ کو چار رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں قل ھو اللہ احد تیرہ ۱۳ بار پڑھے، تو اس شخص کے لئے ایک لاکھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ایک لاکھ برائیاں مٹائی جاتی ہیں۔ (فضائل الایام والشہور ص ۲۹۵)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خاندان اور آپکی ولادت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ ھُوَ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ
سَیِّدُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ
الطَّاھِرِیْنَ وَعَلَی الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا مَعَہٗ اَشِدَّآءُ
عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ وَعَلٰی جَمِیْعِ عِبَادِ
اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ ○
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ
اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○ (سورۃ زمر، آیت: ۳۳)

ترجمہ: اور وہ جو سچ لے کر تشریف لائے اور جنہوں نے اُن کی تصدیق کی، یہی لوگ ڈر والے ہیں۔

مُسلّم ہے محمد سے وفا صدیق اکبر کی — نہیں بھولی ہے دُنیا کو ادا صدیق اکبر کی
اب اس سے بڑھ کے کیا ہوگی ثنا صدیق اکبر کی — نبی تعریف کرتے تھے سدا صدیق اکبر کی
نجابت میں شرافت میں فاقت میں صداقت میں — ہوئی شہرت یہ کس کی جا بجا صدیق اکبر کی
زمیں پر دھوم ہے اُن کی فلک پر اُن کے چرچے ہیں — کہیں گے داستاں ارض و سما صدیق اکبر کی
جو اُن کا ہے رسول اللہ اُس کے ہیں خدا اُس کا — عیاں ہے عظمتِ صدق و صفا صدیق اکبر کی
کمی کیسی نصیر اُن کے مدارج میں مراتب میں — بڑی توقیر ہے نام خدا صدیق اکبر کی
(پیر سید نصیر الدین گولڑوی) — (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

شجرۂ نسب

نائبِ مصطفیٰ، اَصدقُ الاَصدقاء، خلیفۂ اُولیٰ و اَولیٰ، مخدومِ اصحابِ رسُول (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سیّدنا و مولانا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مبارک عبداللہ، کنیت ابوبکر ہے۔ آپ کا نسب نامہ ماں اور باپ کی طرف سے چھٹی پُشت میں مرّہ پر پہنچ کر حضور رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پاکیزہ شجرہ سے جاملتا ہے۔

شجرۂ نسب ملاحظہ فرمائیں:

حضور رسالتمآب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم
حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت عبد مناف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت قصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت کلاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت عثمان ابوقحافہ (والد) —— ام الخیر سلمیٰ (والدہ)
عامر —— صخر
عمرو —— عامر
کعب
سعد
تیم

مُرّہ
کعب
لوی
غالب
فہر
مالک (یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ۵۸ ویں پشت میں سے تھے)

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا شجرۂ نسب پاکیزہ، طیّب و طاہر ہے۔ آپ کا ارشادِ گرامی ہے: حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر میرے ماں باپ تک میری ولادت نکاح سے ہے، لہٰذا میں اپنے نسب اور اپنی ذات میں تم سب سے بہترین ہوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس شجرِ مقدس کی ایک شاخ کے پھول ہیں، تو یوں کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پاکیزہ نسب کا شرف عطا فرمایا۔ اسی شجرۂ نسب کو علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے یوں بیان کیا ؎

جوہرِ اُو نے عرب، نے عجم است
آدم است وہم ز آدم آں قدم است

قبیلۂ قریش

برادرانِ اسلام! علم التشریح، نفسیات، اخلاقیات میں اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ انسان کے اندر خون و خاندان کے اثرات بڑی حد تک موجود رہتے ہیں اور اس کی سیرت، فطری صلاحیتوں، رجحانات اور ذہنیت کے بنانے میں موروثی اثرات کا خاصا دخل ہوتا ہے۔ ان ہی اثرات کی وجہ سے لوگ آباء و اجداد کے عقائد اور اُن کی قدروں کے پابند ہوتے ہیں اور ماں باپ اور گھر کے ماحول میں جن باتوں کو بار بار سُنا جاتا ہے۔ ان کے بزرگوں کے واقعات جو بچپن سے ان کے کانوں میں پڑتے ہیں، ان کی مروّت، شجاعت، حق گوئی، حق پرستی، غریبوں کی مدد، مظلوموں کی حمایت وغیرہ یہ باتیں ذہنیت کا رُخ متعین کرتی ہیں اور رجحانات کو ایک خاص قالب میں ڈھال دیتی ہیں اور انسان کے اخلاق، شرافت و غیرت کا معیار قائم کرتی ہیں۔ موروثی اثرات ماحول کے ساتھ ساتھ اعضاء و جوارح (قد و قامت) اور گفتار و رفتار میں بھی پائے جاتے ہیں۔ اسی لئے موجودہ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ بہت سی بیماریاں بھی موروثی ہوتی ہیں، مثلاً شوگر، دمہ، جلدی بیماریاں وغیرہ، لیکن یہ تمام باتیں ایک خاص حد تک اور عمومی حالت میں تو صحیح ہیں، لیکن اصلی و حقیقی

Scanned with CamScanner

فضیلت کا معیار و مدار تقویٰ و پرہیزگاری ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (سورۃ حجرات، آیت ۱۳)

بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ متقی ہو

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۵۴)

"بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا، بلکہ دیکھتا ہے تمہارے دلوں اور اعمال کو۔"

معلوم ہوا کہ کوئی خاندان یا فرد اپنی صورت کی وجہ سے تعظیم کا زیادہ مستحق نہیں اور نہ مال کی وجہ سے، بلکہ اعمال کی وجہ سے عزت کا زیادہ مستحق ہے۔

تاہم نسبی شرافت و نجابت سے نہ ہی انکار کیا جا سکتا ہے، نہ یہ اسلام کی رو سے کوئی معیوب چیز ہے، بلکہ تقویٰ کے ساتھ نسبی شرافت نورٌ علیٰ نور ہے۔

تمام اہلِ عرب قریش کی عالی نسبی کے معترف تھے۔ اُن کی زبان کا لہجہ، مہمان نوازی، شجاعت، جوانمردی کے جوہر ان میں امتیازی طور پر پائے جاتے تھے۔ بلکہ مثال دی جاتی تھی کہ فلاں قریش کی طرح فصاحت سے بولتا ہے یا شجاعت میں اُن کی طرح ہے یا سخی و مہمان نواز ہے۔ قریش کے اسلام لانے والے لوگوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

اَلنَّاسُ مَعَادِنُ خِیَارُھُمْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ خِیَارُھُمْ فِی الْاِسْلَامِ (کنز العمال ج ۱۳، ص ۱۸)

"لوگ کانیں ہیں، ان میں جو لوگ جاہلیت کے زمانہ میں ممتاز تھے، اسلام میں داخل ہونے کے بعد بھی ممتاز رہے۔"

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والدِ گرامی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد ابو قحافہ مکہ مکرمہ کے معزز لوگوں میں سے تھے۔ آپ کی اولاد میں ایک ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دو لڑکیاں تھیں۔ ایک کا نام فروہ اور دوسری کا نام قریبہ تھا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمشیرہ اُمِ فروہ کا نکاح دورِ اسلام میں حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا اور دوسری ہمشیرہ قریبہ کا نکاح حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ فتح مکہ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کو ساتھ لے کر حضور سید العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد میں جلوہ افروز تھے۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا تو اُن کے بڑھاپے کا خیال کرتے ہوئے ازراہِ شفقت فرمایا تم نے ان کو کیوں تکلیف دی؟ میں خود ہی ان کے پاس آجاتا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم، آج ان کا چل کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہی بہتر تھا۔ اب حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک ان کے سینے پر پھیرا اور آپ مشرف باسلام ہو کر صحابیِ رسول (علیہ السلام) بن گئے۔ اسلام لانے کے وقت آپ سفید ریش تھے۔ اب آپ ہمیشہ کے لئے غلامیِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام میں رہے، اور سنہ ۱۴ھ میں ۹۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (الاصابہ ج ۲، ص ۴۵۴)

والدۂ محترمہ

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام حضرت سلمیٰ اور کنیت اُمّ الخیر تھی۔ آپ کے والد کے چچا کی بیٹی تھیں۔ اس طرح آپ کا سلسلۂ نسب بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباؤ اجداد سے جا ملتا ہے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ قریش کا جدِ اعلیٰ (دادا) ایک

Scanned with CamScanner

تھا، اس لئے تمام قبائلِ قریش کا نسب چند پُشتوں کے بعد کہیں نہ کہیں جا ملتا تھا۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چھٹی پشت میں کعب بن مرہ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جا ملتا ہے۔ حضرت عمر فارُوق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو عدی قبیلہ سے تھے، آٹھویں پشت میں اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچویں پشت میں ملتے تھے۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ آپ کے والدِ گرامی سے پہلے اسلام لے آئی تھیں۔ (الاصابہ، ج ۴، ص ۲۹۴)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ولادت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت عام الفیل کے اڑھائی برس بعد ہوئی۔ یعنی سن ہجری کے آغاز سے پچاس برس چھ مہینے قبل، آپ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے عمر میں کم و بیش تین برس چھوٹے ہیں۔ اِس حساب سے ۵۷۳ء آپ کا سنِ پیدائش قرار پایا۔

آپ کا لقب عتیق

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب عتیق ہونے کی کئی وجوہات نقل کی ہیں۔ ابن ہشام نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حُسنِ صورت اور حُسنِ سیرت کی بنا پر عتیق کہتے تھے۔ (ابن ہشام، ج ۱، ص ۱۶۵)

محمد حُسین ہیکل مصری نے نقل کیا ہے کہ آپ کی والدہ کے لڑکے زندہ نہ رہتے تھے۔ انہوں نے نذر مانی کہ اگر میرا بچہ زندہ رہا تو اُس کا نام عبدالکعبہ رکھوں گی اور اسے کعبہ کی خدمت کے لئے وقف کر دوں گی۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو نام عبدالکعبہ نذر کے مطابق رکھا۔ بڑا ہونے پر عتیق (آزاد کردہ غلام) کے نام سے موسوم کئے جانے لگے۔ اگرچہ تمام وجوہات ہوسکتی ہیں، مگر زیادہ واضح وہ وجہ ہے جس کا حدیث میں ذکر کیا گیا ہے

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ایک دن میں مکان کے اندر بیٹھی ہوئی تھی اور اصحاب کرام علیہم الرضوان صحن میں بیٹھے تھے، میرے اور اُن کے درمیان پردہ پڑا ہوا تھا۔ اتنے میں میرے والد ماجد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے تو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی عَتِیْقٍ مِنَ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸، مشکوٰۃ ص ۵۵۶، تاریخ الخلفاء ص ۳۰)

"جو شخص دوزخ سے آزاد آدمی کو دیکھنا چاہتا ہے، پس وہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھ لے۔"

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول یُوں نقل کیا گیا ہے:

اَنَّ اَبَا بَکْرٍ دَخَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ فَیَوْمَئِذٍ سُمِّیَ عَتِیْقًا۔ (مشکوٰۃ ص ۵۵۶، ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸، تاریخ الخلفاء ص ۳۰، ریاض النضرۃ ص ۶۶)

"بے شک ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو فرمایا: تجھے اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے آزاد فرما دیا ہے۔ اس دن سے آپ کا نام عتیق ہو گیا۔"

فروغِ صدق سے معمور جس کا اِک اِک لفظ
وہ حق پرست، حق آگاہ، حق نوا صدیق

بہتری جس پہ فخر کرے وہ بہتر صدیق
سروری جس پہ ناز کرے وہ سرورِ صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

شرک سے بیزاری

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بھی بُت پرستی نہیں کی۔ آپ کفرو شرک کی نجاست سے ہمیشہ محفوظ رہے۔ بچپن میں ایک دن آپ کے والد آپ کو بُت خانہ میں لے گئے، یہ جاہلیت کا زمانہ تھا اور ابھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلانِ نبوّت نہ فرمایا تھا۔ ابو قحافہ نے کہا، بیٹا! یہ تمہارے خدا ہیں ان کو سجدہ کرو۔!

ابوبکر صدیق: ابّو! آپ ذرا باہر چلیں، میں ان سے بات کرلوں۔
ابو قحافہ: بیٹا! میں جا رہا ہوں، ان خداؤں کے ادب و احترام کا خیال رکھنا۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ: بڑے بُت کے سامنے تشریف لائے اور فرمایا
اِنِّیْ جَائِعٌ فَاَطْعِمْنِیْ   میں بھوکا ہوں، مجھے کھانا کھلا؛
بُت سے کوئی جواب نہ آیا، تو آپ نے دوسرا سوال کیا،
اِنِّیْ عَارٍ فَاکْسُنِیْ   میں ننگا ہوں مجھے کپڑا پہنا؛
بُت نے کوئی جواب نہ دیا، اب آپ نے فرمایا؛
فَاِنْ کُنْتَ اِلٰھًا فَامْنَعْ نَفْسَکَ   اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا!
یہ کہہ کر آپ نے پتھر مارا، بُت منہ کے بل گر پڑا، بُت کے گرنے کی آواز سُن کر ابو قحافہ اندر آگئے اور کہا بیٹا! یہ کیا کیا؟
آپ نے فرمایا: ابّو! جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں۔
ابو قحافہ: خدا کے ساتھ ایسا کیوں کیا؟
ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ): ابّو! جو کھانا نہ کھلا سکے، جو کپڑا نہ پہنا سکے، اور جو اپنے آپ کو نہ بچا سکے، بھلا وہ خدا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں!

ابو قحافہ ہاتھ پکڑ کر آپ کو آپ کی والدہ کے پاس لے آئے اور سارا واقعہ سلمیٰ اُمّ الخیر کو سنا دیا۔ حضرت سلمیٰ اُمّ الخیر نے کہا: اس بچے کو کچھ نہ کہو، جس رات یہ پیدا ہوا تھا، میں نے ہاتفِ غیبی سے یہ آواز سُنی تھی:

یَا اَمَۃَ اللّٰہِ عَلَی التَّحْقِیْقِ اَبْشِرِیْ بِالْوَلَدِ الْعَتِیْقِ اِسْمُہٗ الصِّدِّیْقُ لِمُحَمَّدٍ صَاحِبٌ وَّرَفِیْقٌ۔

(عمدۃ التحقیق بشائرِ آلِ صدیق ص۳۶ - ارشاد الساری ج۶ ص۱۸۸)

"اے اللہ کی بندی! تجھے بشارت ہو اس آزاد بچے کی، اس کا نام صدیق ہے اور یہ حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ساتھی اور دوست ہے۔"

معلوم ہوا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن سے ہی سلیم الطبع تھے، اور آپ کو زمانہ جاہلیت میں بھی بُت پرستی سے نفرت تھی۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں؛

لَقَدْ حَرَّمَ اَبُوْبَکْرٍ اَلْخَمْرَ عَلٰی نَفْسِہٖ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ

"ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جاہلیت میں بھی شراب اپنے اوپر حرام کر رکھی تھی۔"

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ؛

پرتوِ کمالِ مصطفیٰ ہیں — جلوۂ جمالِ مصطفیٰ ہیں
نقشۂ حالِ مصطفیٰ ہیں — صورتِ قالِ مصطفیٰ ہیں
زینتِ دربارِ مصطفیٰ ہیں — واقفِ اسرارِ مصطفیٰ ہیں
اور رفیقِ مزارِ مصطفیٰ ہیں — رفیقِ سفر یارِ غارِ مصطفیٰ ہیں
؎ آں اَمَنّ النّاس بر مولائے ما — آں کلیمِ اوّل سینائے ما
؎ دو عالم کی رحمت سمیٹے ہوئے ہیں — محمد کے قدموں میں لپٹے ہوئے ہیں
؎ نہیں اور جنت کوئی اس سے بڑھ کر — ہیں جس جا پہ سرکار صدیقِ اکبر
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

Scanned with CamScanner

- بعد از مرگ بآغوش رحمتش پیوست — بہ قربِ سیدِ کونین یافت جا صدیق
- بے مثل ہے جہاں میں کنبہ صدیق کا — ایسا دیا سہارا دینِ متین کو

تعلیم

عرب میں اُس وقت درس و تدریس کا کوئی بندوبست نہ تھا لیکن چند لوگوں کو تھوڑی بہت شد بُد حاصل تھی۔ اتفاق سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان خوش نصیب لوگوں میں سے تھے، جو لکھ پڑھ لیتے تھے اور اس دَور کے پڑھے لکھے لوگوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا، بلکہ حضرت ابوبکر صدیق قریش کے قبیلے میں عقل و فہم، علم و بردباری میں بہت مشہور تھے۔ آپ خوابوں کی تعبیر بتایا کرتے تھے، اور خون بہا قتل کا بدلہ دلانا بھی آپ کے سپرد تھا۔ (سیرت ابوبکر، علامہ محمد رضا مصری)

ذریعۂ معاش

قریش اگرچہ عزت و منصب اور مرتبہ و مقام کے اعتبار سے ہمیشہ سے سربلند تھے، مگر ذریعۂ معاش کو بُرا نہ سمجھتے تھے اور معمولی کام کرنے میں وہ عار محسوس نہ کرتے تھے۔ حضرت عمر سوداگری کرتے تھے، حضرت سعد بن ابی وقاص تیر بناتے تھے، حضرت عثمان بن عفان بزازی کا کام کرتے تھے۔ حضرت عمرو بن العاص قصاب کا کام کرتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) وسیع پیمانے پر کپڑے کا کام کرتے تھے۔ آپ نے اِس سلسلہ میں شام و یمن کے متعدد سفر کئے اور سفر کی ابتداء اُس وقت کی، جب آپ اٹھارہ برس کے تھے۔

مکہ شہر چونکہ شام کی شاہراہ پر واقع تھا، مالِ تجارت کے کاروان یہیں سے گزرتے تھے، اس لئے یہ اچھی خاصی تجارتی منڈی بن گیا تھا اور دوکانیں مال سے بھری رہتی تھیں، جبکہ ابوبکر صدیق اس پیشے میں نوآموز تھے تو اُن کے لین دین کا دائرہ مکے تک رہا اور جب کاروبار بڑھا، تو اُن کا لین دین مکے سے باہر بھی ہونے لگا اور آپ کا شمار مکہ مکرمہ کے امراء میں ہونے لگا۔ آپ کا دربار

کے ساتھ ساتھ مہمان نواز اور غریب پروری میں بھی مشہور تھے۔
(الاصابہ   اسد الغابہ)

دورِ جاہلیت اور آپ کا مقام

حضراتِ محترم! عرب قبائل میں باقاعدہ کوئی بادشاہ نہیں تھا۔ قریش سب سے بُلند مرتبہ تھے، اس لئے اس قبیلہ کی مختلف شاخوں نے مختلف کام اپنے ذمے لے رکھے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنی قوم میں محبوب ترین شخص تھے، اور عقل و فہم، صحیح رائے، حلم و بردباری میں مشہور تھے، اسی لئے خون بہا کا فیصلہ آپ کے سپرد تھا۔ یعنی اگر کوئی قتل ہوجاتا تھا، تو قاتل سے دیت (خون بہا) کا فیصلہ آپ فرماتے تھے اور تمام قریش آپ کے فیصلے کو تسلیم کرتے ہوئے خون بہا کا بوجھ برداشت کرتے تھے اور اس معاملہ میں قریش کسی اور کا فیصلہ ہرگز تسلیم نہ کرتے تھے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دوستی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہم طبع اور ہم مزاج بھی تھے، اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان نکاح کی جو گفتگو ہوئی، اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ واسطہ تھے اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، ہم پر کوئی دن، ایسا نہ گزرا، جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے گھر صبح و شام نہ آئے ہوں۔ (الاصابہ ص۳۳۵ ج۲، حرف العین، صحیح بخاری شریف ص۵۵۲ ج۱، تاریخ الخلفاء ص۲۳)

ابوبکر کی وجہ تسمیہ

بَکَرَ اِلَی الشَّیْءِ۔ آگے بڑھنا، جلدی کرنا
بَکَرَ بَکُوْرًا۔ آگے بڑھنا۔

بَکَرَہٗ عَلَیْھِمْ ۔ کسی کو صبح سویرے بھیجنا ۔ بَاکَرَہٗ ۔ صبح کے وقت آنا ۔
اَلْبِکْرُ ۔ ہر وہ فعل کہ اس جیسا اس سے پہلے نہ ہوا ہو ۔
(مصباح اللغات ۔ المنجد)

اگر آگے بڑھنے کا معنیٰ لیا جائے تو یہ روایت صادق آئے گی :
اَنَّہٗ بَکَرَ اِلَی الْاِسْلَامِ ۔ بے شک آپ سب سے پہلے ایمان لائے ۔
یا یُوں کہا جا سکتا ہے کہ آپ ابتداء سے ہی اچھی عادات کے مالک تھے ۔
کُنِیَ بِاَبِیْ بَکْرٍ لِابْتِکَارِہٖ الْخِصَالِ الْحَمِیْدَۃِ ۔
(سیرتِ حلبیہ ج ۱ ص ۲۹۹، زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲)

آپ کی کنیت ابی بکر اس لئے ہے کہ آپ شروع سے ہی خصائلِ حمیدہ رکھتے تھے ۔
بُکَیْرَۃً : سب سے پہلے مراد کو پہنچنے والا ، اوّل وقت میں نماز ادا کرنا ۔
قَوْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ بَکَّرَ وَابْتَکَرَ اَیْ مَنْ سَرَعَ قَبْلَ الْاَذَانِ وَسَمِعَ اَوَّلَ الْخُطْبَۃِ (المصباح المنیر)

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول ہے (بکر وابتکرہ) یعنی اذان سے قبل تیزی سے مسجد میں آنا اور پہلا خطبہ سُننا ۔

اگرچہ اور کئی معنی بھی ہیں ، مگر ابوبکر کے واضح معنیٰ یہ ہوئے :

- ابتداء کرنے والا ۔
- ابتداء ہی سے اچھی عادات والا ۔
- اوّل وقت میں نماز ادا کرنے والا ۔
- صبح سویرے ملاقات کرنے والا ۔
- سب سے پہلے ایسا فعل کرنے والا ، جیسا کسی نے نہ کیا ہو ۔
- اور اگر یُوں کہا جائے :

- ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ : سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں ۔
- ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ : اسلام کے سب سے پہلے خطیب ہیں ۔
- ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ : اُمتِ مصطفےٰ علیہ السلام کے پہلے خطیب ہیں ۔
- ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ : حج کے پہلے امیر ہیں ۔
- ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ : غار میں پہلے داخل ہونے والے ہیں ۔
- ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ : اسلام کے پہلے خلیفہ ہیں ۔
- ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ : سب سے پہلے قرآن جمع کرنے والے ہیں

چرچا ہوا جہاں میں پیارے صدیق کا
سچا ہے یار وہ میرے رب کے حبیب کا

تو آپ کی اوّلیت ہر لحاظ سے پائی جاتی ہے ۔

وَ ھُوَ اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ ، وَ اَوَّلُ اَمِیْرٍ اُرْسِلَ عَلَی الْحَجِّ ، وَ اَوَّلُ مَنْ جَمَعَ الْقُرْاٰنَ بَیْنَ اللَّوْحَیْنِ وَ اَوَّلُ وَخَلِیْفَۃُ الْمُسْلِمِیْنَ (الفتوحات الربانیہ علی الاذکار النوویہ ج ۴ ص ۱۲)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے ، اور وہ حجاج کے پہلے امیر مقرر ہوئے ۔ اور سب سے پہلے آپ نے دو تختیوں پر قرآن کریم جمع کیا اور مسلمانوں کے خلیفہ اوّل منتخب ہوئے ۔

غرضیکہ لفظ ابوبکر کے تمام معانی آپ کی صفات میں پائے جاتے تھے ، اور ہر حال میں آپ کی ذات میں اوّلیت پائی جاتی ہے ۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان لانا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے جب نبوت و رسالت کے منصب سے نوازا اور آپ نے اعلانِ نبوت فرمایا تو سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کی نظر ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر پڑی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے رفیق کے رجحانات سے پوری طرح واقف تھے اور آپ کو یقین تھا کہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ کی بات کو رد نہیں کریں گے۔ چنانچہ جب آپ نے فرمایا کہ مجھ پر وحی کا نزول ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے خلعتِ نبوت سے سرفراز فرمایا ہے، تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنتے ہی کسی ذہنی تردد کے بغیر حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی اور کلمۂ شہادت پڑھ کر دولتِ ایمان سے مالا مال ہوگئے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: "میں نے جس شخص کو بھی اسلام کی دعوت دی تو سوائے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے کسی نے بھی بلا تامل میری تصدیق نہیں کی۔" مردوں میں سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے صحابہ کرام و تابعین عظام کا بھی یہی قول ہے (تاریخ الخلفاء ص۲۳، طبقات الکبریٰ ج۳ ص۱۸۲)

ہست معشوقِ نہاں اندر دلت چشم گر داری بیا بنمائمت

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خواب

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک دفعہ ملکِ شام تجارت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے وہاں ایک خواب دیکھا،

فَقَصَّھَا عَلٰی بُحَیْرَۃَ رَاھِبٍ — تو اس خواب کو بحیرہ راہب سے بیان کیا

فَقَالَ لَہٗ مِنْ اَیْنَ اَنْتَ؟ — بحیرہ نے کہا: تم کہاں کے رہنے والے ہو؟

فَقَالَ مِنْ مَکَّۃَ — ابوبکر صدیق نے فرمایا: مکہ کا رہنے والا ہوں

فَقَالَ مِنْ اَیِّھَا؟ — بحیرہ نے پوچھا: کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟

فَقَالَ مِنْ قُرَیْشٍ — آپ نے فرمایا: قریش سے ہوں۔

قَالَ فَاَیُّ شَیْءٍ اَنْتَ — بحیرہ نے کہا: کیا کرتے ہو؟

قَالَ تَاجِرٌ — آپ نے فرمایا: تاجر ہوں

قَالَ اِنْ صَدَقَ اللّٰہُ رُؤْیَاکَ۔ بحیرہ نے کہا اگر اللہ تعالیٰ تیرا خواب سچا کرے
فَاِنَّہٗ یَبْعَثُ نَبِیٌّ مِنْ قَوْمِکَ تَکُوْنُ وَزِیْرَہٗ فِیْ حَیَاتِہٖ وَ خَلِیْفَتَہٗ مِنْ بَعْدِ وَفَاتِہٖ فَاَسَرَّ ذَالِکَ اَبُوْبَکْرٍ فِیْ نَفْسِہٖ حَتّٰی بُعِثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَاءَہٗ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ! مَا الدَّلِیْلُ عَلٰی مَا تَدَّعِیْ؟ قَالَ الرُّؤْیَا الَّتِیْ رَاَیْتَ بِالشَّامِ، مُعَانَقَۃً وَقَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْہِ وَقَالَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔

(زرقانی علی المواھب ص۲۸۶، نزھۃ المجالس ج۱ ص۵۴
الریاض النضرۃ ج۱ ص۸۴، ازالۃ الخفاء ج۱ ص۸۶، معارج النبوۃ ص۷۱)

"بے شک اللہ تعالیٰ تیری قوم سے نبی مبعوث فرمائے گا۔ اُن کے زمانۂ حیات میں تم اُن کے وزیر ہوگے اور اُن کے وصال فرمانے کے بعد اُن کے خلیفہ ہوگے۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات اپنے دل میں پوشیدہ رکھی اور جب حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ فرمایا، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے عرض کیا، اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) آپ کے دعوئ نبوت پر کیا دلیل ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے دعوئ نبوت پر دلیل تیرا وہ خواب ہے جو تو نے ملکِ شام میں دیکھا تھا۔ یہ سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، اور پڑھا: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں)

Scanned with CamScanner

- تُوں جو ڈٹھا خواب دے اندر چَن لتھا اسمانوں،
  ہو گئے ہور ستارے گرد ے ہویا فضل رحمانوں
- اوہ چَن ہیں ہاں آپ محمد تُوں جیدے گھر آیا (صلی اللہ علیہ وسلم)
  تسیں ستارے سارے میرے پاک نبی فرمایا
- میرے ماں باپ آل اولاد قرباں اس شریعت پر
  محمد کے خدا پر اور محمد کی رسالت پر (صلی اللہ علیہ وسلم)
- یہ وہ ایمان تھا جس کا خدا نے ذکر فرمایا
  یہ وہ انسان تھا جس نے لقب صدیق کا پایا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
- در دلِ مسلم مقامِ مصطفےٰ است — آبروئے ما ز نامِ مصطفےٰ است

مردوں میں پہلا مسلمان

بعض حضرات کا قول ہے کہ سب سے پہلے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔ بعض نے کہا سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے پہلے ایمان لائیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں تمام اقوال اپنی اپنی جگہ درست ہیں، لیکن ان اقوال کی مطابقت یوں ہے: مردوں میں سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے، عورتوں میں ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور نوعمر بچوں میں سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غلاموں میں سیدنا حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے، اس طرح اولیت کا فیصلہ ہو گیا (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۲)

- یہ چند افراد سب سے پیشتر حق کے قریں آئے — درِ توحید پر السابقین الاولین آئے
- مقدر تھی سعادت ان رضا کے بہرہ مندوں کو — خدا نے آپ گویا چن لیا تھا اپنے بندوں کو
- مرداں وچوں اسلام لیاندا پہلے ابوبکر نے
  تن من دھن سبھی صدقے کیتا نبی دے اس دلبر نے

چار پشتوں میں شرفِ صحابیت

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چار پشتوں کو اللہ تعالیٰ نے شرفِ صحابیت سے مشرف فرمایا۔

۱۔ آپ کے والد ماجد ابوقحافہ عثمان، آپ کی والدہ ام الخیر سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

۲۔ خود سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی ہمشیرگان رضی اللہ تعالیٰ عنہم

۳۔ آپ کے صاحبزادے: حضرت عبداللہ، محمد، عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہم
آپ کی صاحبزادیاں، حضرت اسماء، حضرت ام کلثوم، حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) اور سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ حضور اکرم علیہ السلام کی ازواج مطہرات سے تھیں اور اللہ تعالیٰ نے تمام عورتوں پر آپ کو فضیلت عطا فرمائی۔

۴۔ آپ کے پوتے محمد بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

یہ سب حضرات مومن تھے اور شرفِ صحابیت سے مشرف تھے۔
آپ کے علاوہ کسی صحابی کو چار پشتوں سے صحابی ہونے کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ (تفسیر خازن، ج ۶، صفحہ ۱۶۰)

- من شبے صدیق را دیدم بخواب — گل ز خاکِ راہِ او چیدم بخواب
- آں امن الناس بر مولائے ما — آں کلیم اولِ سینائے ما (اقبال)
- چشمِ احمد بر ابوبکرے زدہ — او زیک تصدیق صدیق آمدہ (رومی)
- چمنستانِ مصطفےٰ کی وہ تھے بہارِ اوّل — گلشنِ دیں کے بنے پہلے گلِ ز صدیق

ابتلاء و آزمائش کا دور

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے کے وقت کم و بیش سینتیس ۳۷ برس کے تھے۔ تجارت کے پیشہ میں مہارتِ تامہ رکھتے تھے، ہزاروں روپے کا لین دین تھا

Scanned with CamScanner

آپ محکمۂ دیت و تاوان کے مہتمم تھے ۔ آپ نے زمانے کے نشیب و فراز دیکھے ہوئے تھے اور یہ حقیقت آپ پر پوری طرح واضح تھی کہ اسلام لانے کے بعد آپ کے کاروباری مفاد پر کیا زد پڑے گی ۔ شان و شوکت اور احترام کا کیا حشر ہوگا ؛ کاروبار تباہ ہو جائے گا ، خویش و اقارب اغیار بن جائیں گے ، دوست و احباب آنکھیں پھیر لیں گے اور یہ بھی نظر آتا تھا کہ جس ذاتِ مقدس کے ہاتھ میں ہاتھ دے رہے ہیں ، وہ اس راہ میں تنہا ہے اور ابوجہلوں اور ابولہبوں سے مقابلہ ہے ، مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوتِ حق کی صدائے دل نواز اپنا کام کر چکی تھی اور دل و جان سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دامن سے وابستہ ہو گئے اور پورے تیئیس سال محبت مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفاقت کا شرف حاصل کیا ، جان نثاری اور اطاعت کی مثال قائم کی ۔

؎ ہستی مُسلم تجلّی گاہِ اُو   طور ہا   گردِ راہِ اُو

؎ وہ مقتدر ، وہ مکرّم ، وہ فقر کا پیکر
وہ پاکباز ، وہ عابد ، وہ باخدا صدیق   رضی اللہ عنہ

؎ رسُول اللہ توں صدقے جان میری   ایہہ فانی زندگی قربان میری

حضراتِ محترم ! جب تک تبلیغِ اسلام پر رازداری کا پردہ پڑا رہا کفارِ قریش نے مسلمانوں سے مزاحمت نہ کی ، اور نہ اس کی ضرورت محسوس کی ، اس لئے کہ عقیدے کی تبدیلی مکے میں انوکھی بات نہ تھی ، یہود و نصاریٰ ایک عرصے سے اطمینان سے زندگی بسر کرتے چلے آ رہے تھے اور مجوسیوں پر بھی کوئی پابندی نہ تھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو مخفی رکھا ہوا تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ماضی چونکہ بے داغ تھا ، اس لئے آپ کی تبلیغی سرگرمیوں سے قریش کو قطعاً کوئی تعلق نہ تھا ۔

؎ اُٹھا غارِ حرا سے اَبرِ رحمت شان لے کر
لَب پہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ لے کر

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوہِ صفا پر بلا کر عمائدین قریش کو دعوتِ اسلام دی ، دینِ اسلام کی حقیقت بیان فرمائی ، جھوٹے خداؤں کی عبادت سے منع کیا ، بُرائی سے روکا اور نیکی کی ترغیب دی ، تو قریش کے سرداروں کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور باطل اپنی تمام طاغوتی طاقتوں کو لے کر حق کے مقابلے میں ڈٹ گیا ۔ صلاح و مشورے اور مذاکرات کے بعد یہ طے کیا کہ اسلام کی پیش رفت کو روکنے کے لئے ہر حربہ آزمایا جائے اور اس کے بڑھنے سے پیشتر اسے مکمل طور پر مٹا دیا جائے ۔ (کتبِ سیرت)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر مشقِ ستم

جب ۳۹ افراد مسلمان ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو ظاہر کرنے کا اصرار کیا ، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا : ابھی ہم تھوڑے ہیں ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر اصرار کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انکار فرمایا ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر اصرار کیا ۔ یہاں تک کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راضی ہو گئے ۔ اب تمام مسلمان مسجد حرام میں آ کر بیٹھ گئے ۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے ، حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی مسجدِ حرام میں جلوہ گر تھے ۔ اتنے میں مشرکوں کو خبر ہوئی ، انہوں نے مسجدِ حرام میں گھس کر حملہ کر دیا اور مسلمانوں کو نہایت ہی ظالمانہ طریقے سے مارنا شروع کر دیا ۔ عتبہ بن ربیعہ انتہائی ظالم شخص تھا ، وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوا اور آپ کو انتہائی بے دردی سے مارنا شروع کیا ۔ آپ کا ناک زخمی ہو گیا اور خون بہنے لگا ۔ بنی تیم جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Scanned with CamScanner

کا قبیلہ تھا اُن کو خبر ہوئی، تو دوڑتے ہوئے مسجدِ حرام میں آئے اور مشرکوں کو وہاں سے ہٹا کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھر لے آئے۔ ان لوگوں کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کا یقین تھا۔ آپ بے ہوش پڑے تھے۔ کچھ دیر بعد ہوش آیا اور بنو تیم اور آپ کے والد ابوقحافہ نے آپ سے بات کرنا چاہی، تو آپ نے پوچھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ بنو تیم کو اُن پر غصہ آ گیا اور وہ ملامت کرتے ہوئے چل دیئے۔ اب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی والدہ حضرت ام الخیر سلمیٰ سے یہی سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کیا حال ہے۔ انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اب آپ کے پاس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ اُمِ جمیل (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آئیں تو ان سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بخیر و عافیت ہیں اور دارِ ارقم میں ہیں۔ یہ سُن کر انہیں اطمینان ہوا اور ساتھ ہی فرمایا: میں اُس وقت تک کچھ بھی نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا، جب تک میں اپنی آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ لوں اور اس بات پر آپ نے قسم کھائی۔ چنانچہ والدہ کا سہارا لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ چہرۂ انور دیکھتے ہی گر پڑے اور قدموں کو بوسہ دیا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حالت دیکھی، تو آپ کا دل بھر آیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا حضرت حمزہ اور ابوبکر صدیق کی والدہ ام الخیر سلمیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے بھی اسی دن اسلام قبول کیا۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ ص ، طبری ص)

محمد کی محبت میں ہزاروں ظلم سہتے تھے ○ خدا پر تھی نظر اُن کی زباں سے کچھ نہ کہتے تھے
میں اپنی زندگی بھر ساتھ دوں گا یارسول اللہ ○ یقیں رکھیے کہ قدموں میں رہوں گا یارسول اللہ
غضب کے ظلم ہوتے تھے مسلماں ہونے والوں پر ○ خزاں آتی تھی دل میں تخمِ دہشت بونے والوں پر

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایثار

اَلْحَمْدُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی عَلٰی تَزَایُدِ آلَائِهٖ وَ
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَعَلٰی آلِهٖ
وَاَصْحَابِهِ الطَّاهِرِیْنَ ○
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَسَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَی ۙ الَّذِیْ یُؤْتِیْ مَالَهٗ یَتَزَکّٰی ○
وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓی ۙ اِلَّا ابْتِغَآءَ
وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰی ○ وَلَسَوْفَ یَرْضٰی ○ (پارہ ۳۰، سورۃ اللیل)

"اور بہت اس سے دُور رکھا جائے گا جو سب سے بڑا پرہیزگار ہے، جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو اور کسی کا اس پر کچھ احسان نہیں جس کا بدلہ دیا جائے صرف اپنے رب کی رضا چاہتا ہے، جو سب سے بلند ہے اور بے شک قریب ہے کہ وہ راضی ہوگا۔"

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان سے زیادہ سخی تھے۔ جس دن آپ مشرف باسلام ہوئے، آپ کے پاس چالیس ہزار دینار تھے آپ نے تمام دینار حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر نثار کر دیئے۔ آپ نے اپنے مال سے بہت سے غلاموں کو رہا کرایا۔ اسی لئے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Scanned with CamScanner

مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ ۔

"جتنا نفع مجھے ابوبکر کے مال نے دیا کسی اور کے مال نہ دیا ۔"

مسلمانوں پر ظلم و ستم

کفار حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے جاں نثار صحابہ کرام کو طرح طرح سے اذیتیں دیتے تھے، تاکہ تنگ آکر اسلام سے برگشتہ ہو جائیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گلے میں رسی باندھ کر بچوں کے حوالے کر دیتے اور بچے انہیں مکہ مکرمہ کے گلی کوچوں میں گھسیٹے پھرتے اس رسی سے اُن کی گردن زخمی ہو جاتی۔ امیہ بن خلف مشرک جو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مالک تھا، اُن کو مکے کے ریگزاروں میں لے جاتا، اور ریت پر لٹا کر تپتا ہوا ایک پتھر اُن کے سینے پر رکھتا اور ان کا بدن داغ دیتا، کبھی دھوپ میں لٹا کر لاٹھیوں سے پیٹتا، لیکن آپ کی زبان پر اَحَد اَحَد جاری رہتا، یہاں تک کہ سانس لینا مشکل ہو گیا اور عذاب کی یہ تلخی، ایمان کی چاشنی میں بدل گئی۔ (مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۶۳)

ے لٹاتے تھے کسی کو تپتی تپتی ریت کے اوپر
جماتے تھے کسی کے سینۂ بے کینہ پر پتھر

حبشہ کی طرف ہجرت

جب صحابہ کرام علیہم الرضوان پر کفار کا ظلم و ستم حد سے بڑھ گیا، تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم ارشاد فرمایا، وہ جگہ امن و امان کی تھی۔ یہ ہجرت ماہِ رجب نبوت کے پانچویں سال میں ہوئی تھی، تقریباً ۱۱ یا ۱۲ مرد اور چار یا پانچ عورتیں پوشیدہ طور سے ہجرت کر گئے تھے۔ یہ لوگ سمندر کے کنارے تک پیدل گئے، پھر کشتی میں سوار ہو کر حبشہ کی جانب روانہ ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان سب کو حبشہ میں شاہِ نجاشی کے زیرِ سایہ پہنچا دیا اور یہ لوگ حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے زیرِ سایہ بحفاظت رہنے لگے۔

کچھ عرصہ بعد ایک جھوٹی خبر پھیلی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مشرکوں کے درمیان صلح ہو گئی ہے۔ جب یہ خبر حبشہ پہنچی، تو یہ لوگ حبشہ سے نکل کر مکہ کی طرف چل دیئے۔ مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ صلح کی خبر جھوٹی تھی۔ ان مسلمانوں میں سے کچھ لوگ مکہ مکرمہ میں داخل ہو گئے، مگر وہاں کے حالات مسلمانوں کے لئے نہایتی ناسازگار تھے اور اب مسلمانوں کی بہت بڑی جماعت نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔

ے مسلمانوں کی اک تعداد نکلی بے وطن ہو کر
حبش یعنی نجاشی کی حکومت میں بنایا گھر

جب کفارِ مکہ کو مسلمانوں کے امن و چین کی اطلاع ملی، تو انہوں نے ایک جماعت کو عمرو بن العاص کی معیت میں ہدیوں اور تحفوں کے ساتھ نجاشی کے پاس بھیجا تاکہ وہ مسلمانوں کو حبشہ سے نکال دے۔ انہوں نے نجاشی کے دربار میں پہنچ کر اسے سجدہ کیا اور مدعا عرض کر کے اُس کی خوشامد کرنے لگے۔ کہا کہ یہ بھگوڑے ہیں، ان مسلمانوں کو ہمارے حوالے کیا جائے۔ شاہِ نجاشی نے انہیں منع کیا اور کہا کہ یہ مناسب نہیں ہے کہ جس قوم نے ہمارے ملک میں پناہ لی ہو، اُسے ہم اُن کے دشمنوں کے حوالے کر دیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ یہ مسلمان حضرت عیسیٰ اور سیدہ مریم (علیہما السلام) کے بارے میں اچھے خیالات نہیں رکھتے۔ اس کے بعد حکم دیا کہ مسلمانوں کو پیش کیا جائے تاکہ وہ خود بات کریں اور اپنے دین و ملت کا اظہار کریں۔ چنانچہ جب مسلمان نجاشی کے دربار میں پہنچے، تو سجدۂ تحیت کے بغیر سلام کیا۔ نجاشی کے مصاحبوں نے پوچھا کہ تم نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ اس سوال پر حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مہاجرین حبشہ میں سے تھے، آپ نے فرمایا کہ ہم غیرِ خدا کو سجدہ نہیں کرتے اس لئے کہ ہمیں رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یوں ہی حکم دیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے مسلمانوں کے دین اور اسلامی احکام کی ترجمانی کی۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام سے نجاشی پر

Scanned with CamScanner

ہیبت طاری ہو گئی۔ اُس نے مسلمانوں سے کہا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر جو کلام نازل ہوتا ہے، اس میں سے کچھ تلاوت کرو ؎

جنابِ حضرتِ جعفر اُٹھے تقریر کرنے کو
علی الاطلاق دین اللہ کی تفسیر کرنے کو

جنابِ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سُورۂ مریم کی تلاوت کی۔ یہ سُن کر نجاشی اور پادری جو اس کے پاس تھے، رونے لگے اور سب نے بیک زبان ہو کر کہا خدا کی قسم، یہ کلام اور وہ کلام جو حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر نازل ہوا ہے، ایک ہی مشکوٰۃ سے نکلے ہیں۔ اور نجاشی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمدّ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور یہ وہی ہستیٔ اقدس ہیں جن کی بشارت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دی ہے کہ ان کے بعد وہ تشریف لائیں گے۔ اس کے بعد شاہِ نجاشی نے کفارِ مکہ کے تحائف واپس لوٹا دیئے اور اُن کو ذلیل و رسوا کر کے اپنے دربار سے نکال دیا۔ (مدارج النبوّۃ ص ۶۵ ج ۲، سیرتِ حلبیہ ص ۳۶۹ ج ۱، سیرۃ النبویہ لابن ہشام ص ۲۱ ج ۱)

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارادۂ ہجرت

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی جُدائی گوارا نہ کر سکتے تھے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے مسلمانوں کو حبشہ جانے کا حکم دے دیا تھا۔ یہ ہجرت آزادی کے ساتھ عبادتِ الٰہی کرنے کی غرض سے تھی، اس بناء پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حبشہ کی ہجرت کا ارادہ کر لیا۔ ابھی آپ برک الغماد جو مکہ سے یمن کی جانب پانچ دن کی مسافت پر ہے، وہاں پہنچے ہی تھے کہ ابن الدغنہ سے جو قبیلہ قارہ کا سردار تھا، ملاقات ہوئی۔ ابن الدغنہ نے پوچھا، کہاں کا ارادہ ہے؟ آپ نے فرمایا، میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ سیر و سیاحت کروں، اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں۔ ابن الدغنہ نے کہا

آپ جیسے شخص کو کیسے شہر بدر کیا جا سکتا ہے؟ تم غریبوں کی مالی امداد کرتے ہو، صلہ رحمی کرنے والے ہو۔ واپس چلو میں تم کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں، وہاں تم خدا کی عبادت کرنا۔ ابن الدغنہ آپ کو مکہ میں لے آیا۔ قریش نے کہا چونکہ تم نے ان کو پناہ دی ہے اس لئے وہ اگر چھُپ کر عبادت کریں، تو ہم اُن کو کچھ نہ کہیں گے۔ آپ نے کچھ عرصہ پوشیدہ طور پر عبادت کی۔ پھر آپ نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنا لی، آپ عبادت کرتے اور قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے روتے۔ آپ کی رقت آمیز آواز سُن کر قریش کے نوجوان اور قریش کی عورتیں اُن کے گرد جمع ہو جاتیں۔ قریش کو اندیشہ ہوا کہ اُن کے بچے اور عورتیں قرآن کریم سُن کر کہیں ایمان نہ لے آئیں۔ انہوں نے ابن الدغنہ سے شکایت کی اور کہا کہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) چھُپ کر تلاوت کیا کریں اور اگر ایسا نہ کریں، تو تم ان کی پناہ سے ہاتھ اُٹھا لو۔ ابن الدغنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی بات کہی۔ آپ نے فرمایا: مجھے تیری پناہ کی ضرورت نہیں، اب میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہوں۔

(النہایۃ لابن اثیر ص ، تاج العروس ص ۵۱ ج ۳، صحیح بخاری ص ۵۵۲ ج ۱، الریاض النضرۃ ص ۹۶ ج ۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی جان نثاری

رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا مرتبہ قریش میں بہت بلند تھا اور آپ کا شمار قبیلے کے معزز ترین لوگوں میں ہوتا تھا اور بنو ہاشم آپ کے حمایتی تھے، اس کے باوجود آپ قریش کی اذیتوں سے بچ نہ سکے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم اور آپ کے جاں نثاروں کو شدید تکلیفیں پہنچائیں، مگر اسلام کے نشہ سے انہیں اپنی جان کی پرواہ تک نہ تھی۔ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی پرواہ تو نہ تھی، مگر وہ فکرمند تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ جب کبھی کوئی ایسا واقعہ پیش آتا، تو حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موقع پر پہنچ جاتے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی حمایت کے لئے سینہ سپر ہو جاتے۔

ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کعبۃ اللہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط ادھر آنکلا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گردن میں اپنی چادر ڈال کر اس طرح بَل دیا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سانس گھٹنے لگا۔ اتنے میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پہنچ گئے۔ آپ نے عقبہ کو کاندھے سے دھکا دے کر ہٹایا اور فرمایا: ظالمو! تم اُس شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔
(صحیح بخاری ج ۱، ص ۵۴۴، سیرتِ حلبیہ ج ۱، ص ۳۲۰)

؎ عشق و مستی کے سکندر، حضرتِ صدیق ہیں
مرکزِ دینِ پیغمبر، حضرتِ صدیق ہیں

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ کافروں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ کو گھیر رکھا ہے اور کوئی کافر آپ کو دھکا دے رہا ہے، کوئی پکڑ کر کھینچ رہا ہے اور کہہ رہے ہیں کہ تم وہی ہو جس نے ہمارے خداؤں کو بُرا کہا ہے۔ اہل ایمان میں سے کسی شخص میں آگے بڑھنے کی ہمت نہ تھی، مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور کفارِ قریش کو مارتے، دھکا دیتے اور پیچھے ہٹاتے تھے اور فرماتے تھے: بدبختو! کیا تم اُس کو قتل کرو گے، جو اللہ تعالیٰ کو اپنا رب کہتا ہے۔ یہ بیان کرنے کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی چادر اٹھائی اور رونے لگے، یہاں تک کہ داڑھی تر ہوگئی۔ (الریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۹۴)

؎ بڑھے انبوہ در انبوہ پتھر لے کے دیوانے
لگے مینہ پتھروں کا رحمتِ عالم پہ برسانے
؎ وہ بازو جو غریبوں کو سہارا دیتے تھے
پیا پے آنے والے پتھروں کی چوٹ سہتے تھے،
؎ وہ سینہ جس کے اندر نور ہی مستور رہتا تھا
وہی اب شق ہوا جاتا تھا اس سے خون بہتا تھا
؎ حضور اس چوٹ سے جب چور ہو کر بیٹھ جاتے تھے
شقی آتے تھے بازو تھام کر اُوپر اُٹھاتے تھے

؎ رحمت دو عالم دی بن کے آئے پاک محمد
سب نبیاں توں عالی رُتبے پائے پاک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

مسلمان غلاموں کو آزاد کرانا

برادرانِ اسلام! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زندگی کا ہر سانس دعوتِ اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ آپ، حضور نبی اکرم سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ راست اور قوتِ بازو تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک طرف تو قریش کو اسلام کی دعوت دیتے اور دوسری جانب غریب اور بے کس غلاموں کی دادرسی فرماتے اور اپنے مال سے انہیں خرید کر آزاد کر دیتے۔ یہ غلام اسلام لانے کی وجہ سے کفار کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔ ان مسلمان آزاد کردہ غلاموں میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے:

حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ امیہ دوپہر کے وقت، جب زمین توے کی طرح تپ جاتی تھی، اُن کو ریت پر لٹاتا اور پتھر کی ایک چٹان سینے پر رکھتا تاکہ حرکت نہ کر سکیں اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہتا کہ اسلام سے پھر جا، ورنہ اسی طرح تڑپ تڑپ کر مر جائے گا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گلے میں رسّی باندھ کر بچوں کے حوالے کر دیتا اور بچے آپ کو مکہ کے گلی کوچوں میں گھسیٹتے پھرتے اور اس رسّی کی وجہ سے آپ کی گردن زخمی ہو جاتی۔ ان کے بدن کو اُمیہ داغ دیتا اور کبھی دھوپ میں لٹا کر لاٹھیوں سے پیٹتا۔ لیکن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پر اَحَدٌ اَحَدٌ جاری رہتا، یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سانس لینا دشوار ہو گیا اور تکلیفِ عذاب کی یہ تلخی ایمان کی چاشنی سے بدل گئی۔

ایہہ غلام سی اک کافر دا حضرت بلال پیارا — کر دا ظلم بلال دے اُتّے اوہ مردود نکارا
تتی ریت تے رہے لٹاندے کافر ننگا کر کے — ہتھاں دے وچ کل گڈا کے کوڑے مارن پھڑ کے

جد دوں لوے محمد دا ناں موہنوں کافر جیبھ تے کل ٹھکاوندے سن
تتی ریت دے تپدے بھٹھ اُتّے مشکاں بنھ بیڈ دلٹاوندے سن
پڑیاں پتھر دیاں بھاریاں چک کے تے اُپر چھاتی دے آ رکھاوندے سن
تھلّے ریت دے تپدے بھٹھ مارن اتوں پتھراں بھار دباوندے سن
جا امیہ نوں کہیا صدیق اکبر کیوں توں حبشی غریب نوں چُور کیتا
بندا رب دا اناں تے مارنا ایں نہیں تے ہور کوئی اس قصور کیتا
دیدے سَو دینار تے اک بردا اُس کے جیو صدیق بھرپور کیتا
دتا بردا شکیل دینار دہ سو دُکھ دُکھی دا دُور غفور کیتا
ٹریا ہو آزاد بلال حبشی، سودا ویکھ اُمیہ غرور کیتا
کو ہجا لے چلیوں سوہنا دے چلیوں ماسہ اک نہ عقل شعور کیتا
دتا پرت جواب صدیق اکبر اساں حق دا راہ دستور کیتا
اندروں سوہنا اے کالے رنگ والا کالی کملی والے منظور کیتا
گورا اندروں خاص لیے ایمان منکر اساں دھکے مردا زیوں دُور کیتا
دائم عشق سچے حبشی کالڑے نوں سوہنے نبی دے آن حضور کیتا

ایک دن وہ اسی عذاب میں مبتلا تھے کہ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہنچ گئے اور انہیں اُمیہ بن خلف سے خرید کر آزاد کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! بلال کے خریدنے میں تو نے مجھے شریک کیوں نہ کیا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم! میں نے انہیں اُسی وقت آزاد کر دیا تھا۔ (مدارج النبوۃ ص $\frac{۶۲}{ج ۲}$، اسد الغابہ ص $\frac{۲۹۰}{ج ۲}$، (ریاض النضرۃ ص $\frac{۱۳۷}{ج ۱}$، سیرۃ النبویہ لابن ہشام ص $\frac{۲۰۲}{ج ۱}$)

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ طفیل بن عبداللہ کے غلام تھے۔

حضرت بلال، حضرت عمار، حضرت مصعب بن عمیر کے ساتھ عامر بن فہیرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے بھی اسلام قبول کیا، ان کو سخت اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا، لیکن یہ مضبوطی کے ساتھ اسلام پر قائم رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُن کی تکالیف کا علم ہوا تو اُن کو خرید کر آزاد کر دیا۔

حضرت ابو فکیہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابو فکیہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ ازد سے تعلق رکھتے تھے۔ صفوان بن امیہ کے غلام تھے۔ جب اسلام کی صدا بلند ہوئی، تو حضرت بلال اور حضرت صہیب رومی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی طرح یہ بھی مسلمان ہو گئے۔ اسلام لانے کی وجہ سے ان پر بھی شدید مصائب کے پہاڑ توڑے گئے۔ صفوان ابو فکیہہ کو گرم ریت پر لٹا کر اس بے دردی سے مارتا کہ ان کے مرجانے میں کوئی کسر باقی نہ رہتی۔ ایک دن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گزر ہوا تو ابو فکیہہ کو اس حال میں دیکھ کر سخت پریشان ہوئے اور فوراً اُن کو خرید کر آزاد کر دیا۔

(اصابہ تذکرہ ابو فکیہہ ص — سیرۃ النبویہ لابن ہشام ص $\frac{۲۰۲}{ج ۱}$ سیرت حلبیہ ص $\frac{۳۲۸}{ج ۱}$)

حضرت زنیرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر کی باندی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت ایمان نہ لائے تھے، جب اُنہیں حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایمان لانے کا علم ہوا، تو اُن کو پریشان کیا گیا۔ ایک ابوجہل لعین نے حضرت زنیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس قدر مارا کہ اُن کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن کی تکلیف کو دیکھا تو اُنہیں خرید کر آزاد کر دیا۔ (سیرت حلبیہ ص $\frac{۳۲۶}{ج ۱}$)

ایسا دیا ہے سہارا دینِ مؤمنین کو — ہم سب پہ ہے احسان پیارے صدیق کا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت لبینہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) حضرت لبینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، یہ بھی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی لونڈی تھیں۔ اسلام لانے سے قبل حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سخت مزاج کی شہرت تھی۔ آپ حضرت لبینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس قدر مارتے کہ تھک جاتے اور کہتے: میں ذرا دم لے لوں پھر ماروں گا۔ حضرت لبینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا استقامت سے جواب دیتیں، اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا، تو اللہ تعالیٰ تم سے اس کا بدلہ لے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو بھی خرید کر آزاد کر دیا۔ (استیعاب تذکرہ عمر بن خطاب ص ـــــ)
(سیرتِ حلبیہ ج ۱، ص ۳۲۷، سیرۃ النبویہ لابن ہشام ص ۲۰۲ ج ۲)

حضرت نہدیہ اور اُمِّ عبیس یہ دونوں کنیزیں تھیں۔ اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ان پر سخت مصائب ڈھائے گئے۔

ان ستم رسیدگان کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرید کر آزاد کر دیا۔ اگرچہ ان سات کو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلامی سے آزاد کرایا، مگر ان کے علاوہ اور غلاموں اور کنیزوں کو بھی آزاد کرایا، مگر ان کی شہرت نہ ہونے کی وجہ سے تاریخ عالم میں ان کا نام نہ آیا۔

بعض روایات میں ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضرت ابوقحافہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا! ابوبکر! تم عورتوں اور ان میں بوڑھی عورتوں اور کمزور غلاموں کو خرید کر آزاد کرتے ہو، تندرست غلاموں کو خرید کر آزاد کرو تاکہ کبھی ضرورت پڑنے پر تمہارے کام آسکیں۔ آپ نے فرمایا: اباجان! یہ سب کچھ میں انعامِ خداوندی کے حاصل کرنے کے لئے کر رہا ہوں۔ (ابن جریر۔ طبری - سیرتِ حلبیہ ج ۱ ص ۳۲۷)

ے ستم ہائے فراواں کی بڑھی جب سے بے دردی — تو اُن کی حضرتِ بوبکر نے قیمت ادا کر دی
ے اخوت مذہبِ اسلام کا پتھر ہے بنیادی — غلاموں کو دلائی ہے اسی جذبے نے آزادی

ے مسلماں ہونے والوں سے غلامی کی مٹی ذلت — کہ آڑے آگئی عثمان و ابوبکر کی ہمت
ے گفت ما دو بندگانِ کوئے تو — کردمش آزاد آں بر رُوئے تو

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلاموں کو آزاد کر کے عرض کرتے: یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) ہم دونوں آپ کے کوچہ کے غلام ہیں۔

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال سے مسلمانوں کو نفع

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا مال مسلمانوں کی بھلائی اور مسلمان غلاموں اور کنیزوں کو آزاد کروانے کے لئے خرچ کیا اور اُن کے مال کو خرچ کرنے پر اللہ تعالیٰ نے انہیں بلند درجہ عطا فرمایا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا - (سورۃ حدید، آیت ۱۰)

"تم میں وہ برابر نہیں جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ کیا اور جہاد کیا اور مرتبے میں وہ اُن سے بڑے ہیں، جنہوں نے بعد فتح کے خرچ کیا اور جہاد کیا۔

اور رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

مَا نَفَعَنِي مَالُ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ

(جامع ترمذی ج ۲، ص ۲۰۷)

ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مال نے مجھے جتنا نفع دیا ہے، کسی اور کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Scanned with CamScanner

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَمَنِ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْبَكْرٍ ۔

(ترمذی شریف ج ۲، ص ۲۰۷)

"حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک ایمان لانے والے لوگوں میں سے ابوبکر محبت اور مال میں زیادہ سخاوت رکھتے ہیں۔"

؎ نجابت میں شرافت میں، سخاوت میں، ہوئی شہرت یہ کس کی جا بجا صدیق اکبر کی
؎ زمیں پر دھوم ہے اُن کی فلک پر ہیں یہی چرچے کہیں گے داستاں ارض و سما صدیق اکبر کی

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جان و مال حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرکے عرض کرتے تھے: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، یہ سب کچھ آپ پر نثار ہے۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ایمان لائے، تو آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے اور جب ہجرت کرکے مدینہ طیبہ پہنچے، تو صرف پانچ ہزار رہ گئے تھے، باقی سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کردیئے۔ (الاصابہ ص ۸۳ ج ۲، تاریخ الخلفاء ص ۲۷)

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے بے پناہ محبت تھی، اسی لئے سب کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربان کردیتے تھے، کیونکہ حُبِّ رسول ہی اصلِ ایمان ہے۔

؎ محمد کی محبت خون کے رشتوں سے بھی بالا ہے یہ رشتہ دُنیاوی قانون کے رشتوں سے بھی بالا ہے
؎ قبولش کن ز راہِ دل نوازی کہ من بغیر از دلے چیزے ندارم
؎ دل دے دیئے جیہڑے دلداراں نوں، پھر خود نوں مٹا دناں پیندا اے
اِک پھُل دی خاطر خاراں نوں سینے نال لا دناں پیندا اے
؎ لشکر عشق سعدیا غارتِ عقل مے کند تا تو دگر بخویشتن زن نبردی کہ عاقلم

؎ کئی دفعہ سب دولت گھر دی پاک صدیق پیارے
حاضر کیتی نال محبت نبی دے وِچ دربارے

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح میں

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئیں اور اُن سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے مانگا، تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر راضی ہو گئے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے اُس وقت ہوا، جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر صرف ۶ سال کی تھی۔ (دلائل النبوۃ ج ۲، ص ۴۰۹)

غرضیکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اس رشتہ کے بعد ایک اور زریں تعلق میں اضافہ ہوا اور اس نسبت کے لحاظ سے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو شرف عطا فرمایا۔

؎ ایسی ملی تھی نسبت رسولِ کریم سے ڈنکا بجا ہے دونوں جہاں میں صدیق کا
؎ بیٹی دِتی پاک نبی نوں عائشہ پاک صدیقہ اُم المومنین اوہ بی بی نبی دی خاص رفیقہ
؎ جس دی عصمت حرمت والی صفت کرے رب باری حرم اوہ پاک رسول اللہ دا از حد بہت پیاری

تو معلوم ہوا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے میں اوّل
" " سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اعمال میں اوّل
" " سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سخاوتِ مال میں اوّل
" " بلکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر بات میں اوّل

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

Scanned with CamScanner

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الشُّفَعَاءِ وَمَسْعُوْدِ الْخُلَفَاءِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَھْلِ الْکَرَمِ وَالْوَفَاءِ - اَمَّا بَعْدُ ط

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ (پارہ ۱۰ سورۃ توبہ آیت ۴۰)

ترجمہ: "اگر تم محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے اُن کی مدد فرمائی - جب کافروں کی شرارت سے اُنہیں باہر تشریف لے جانا پڑا صرف دو جان سے، جب وہ دونوں غار میں تھے، جب اپنے یار سے کہتے تھے کہ غم نہ کر، بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔"

اس آیت کریمہ میں صاحب سے مراد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور جو شخص سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت کا منکر ہے، وہ اجماعاً (سب کے نزدیک) کافر ہے۔ (تفسیر خازن ج ۲ ص ۲۴۳ تفسیر مدارک ص ـــ)

اس آیت کریمہ میں سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تین فضیلتوں کا ذکر کیا ہے: (۱) آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صاحب (صحابی) فرمایا گیا۔

(۲) دوسرے یہ کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اللہ تعالیٰ کی معیت

اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا سے ثابت ہے۔

(۳) اور فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ والی آیت میں عَلَیْہِ سے مراد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ پر سکینہ (تسلی اُتاری) اور غار میں تسلی عطا فرما کر اللہ تعالیٰ نے اپنا قرب عطا فرمایا۔ (تفسیر خازن ج ۳ ص ۱۸۱)

مدینہ منورہ میں اسلام کی مقبولیت

حضور رحمۃ للعالمین سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا آفتاب نبوت جو مکہ مکرمہ کے اُفق پر طلوع ہوا، اس کی کرنیں مدینہ منورہ کو منور کرنے لگیں اور مدینہ طیبہ کے لوگ ہر سال مکہ مکرمہ حج کرنے آتے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قرآنِ مقدس کی آیات بیّنات سنتے اور واپس وطن پہنچ کر دینِ حق کی دعوت دیتے اور یہ لوگ تورات و انجیل کی پیش گوئی کے مطابق نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلے سے منتظر تھے، اس لئے دعوت قبول کرنے میں دیر نہ کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مسلمان حضرات کی خواہش پر مبلغین کو بھی مدینہ طیبہ بھیجنا شروع کیا، جنہوں نے مدینہ منورہ میں رہ کر دین اسلام کے نشر و اشاعت کا فرض انجام دیا، اس لئے اسلام کی مدینہ منورہ کی سرزمین میں روز بروز مقبولیت بڑھتی گئی (معارج النبوۃ)

ادھر مکے میں دُنیا تنگ تھی ایمان داروں پر ۔۔۔ کہ روندے جا رہے تھے پھولوں کے سے جسم خاروں پر
نبوت نے اجازت دی کہ یثرب میں چلے جاؤ ۔۔۔ وطن والوں کے اس ظلم و تعدی سے اماں پاؤ
صحابہ پہ اگرچہ قہر کے بادل برستے تھے ۔۔۔ بچارے سانس آزادی سے لینے کو ترستے تھے
نہ تھا آسان منہ اپنے وطن سے موڑ کر جانا ۔۔۔ رسولِ پاک کو مکے میں تنہا چھوڑ کر جانا

مگر فرمانِ محبوبِ خدا، فرمانِ باری تھا
مسلمانوں کا شیوہ، شیوۂ طاعت گزاری تھا

ہجرت دا جد حکم نبی نوں جبرائیل لیایا
حضرت پاک صدیق اکبر نوں سب احوال سنایا
سُنیاں سارتیاری کیتی حضرت ابو بکر نے
جان دی کجھ پرواہ نہ کیتی اس غازی اکبر نے

قریش کا ناپاک منصوبہ

قریش نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جان نثاروں، شمعِ توحید کے پروانوں کو ستایا، ڈرایا، دھمکایا، پریشان کیا، یہاں تک کہ آلِ ہاشم تین برس تک شعب ابی طالب میں محصور رہے ۔ اہلِ ایمان نے بھوک پیاس کی تمام تکالیف کو برداشت کیا۔ ان مظالم کے باوجود نتیجہ اُلٹا نکلا کہ اسلام مدینہ طیبہ میں پھیل رہا ہے اور جڑیں مضبوط کر رہا ہے اور اہلِ مدینہ اسلام کی طرف راغب ہو رہے ہیں ۔ جب مشرکین نے محسوس کیا کہ اسلام ترقی و عروج کی منزلیں طے کر رہا ہے اور انہوں نے صحابہ کرام کے مدینہ طیبہ کی طرف کوچ کر جانے کے نتائج پر غور کیا اور دیکھا کہ مشہور صحابہ کرام میں سے سوائے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کوئی بھی مکہ مکرمہ میں نہ رہا، تو کافروں کو یقین ہو گیا کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی یہاں سے تشریف لے جائیں گے، تو انہوں نے آپس میں صلاح و مشورہ شروع کر دیا۔

ان کفار کا سرغنہ ابو جہل تھا، یہ لوگ دار الندوہ جو کہ ان کے مشورے کی جگہ تھی، اس میں جمع تھے اور مشورہ کیا کہ اب انہیں کیا کرنا چاہیئے ۔ اس اجتماع میں نامور زعمائے قریش شریک تھے ۔ ابلیس لعین بھی شیخ نجدی کی صورت میں ان کا ساتھی بن گیا تھا، اُس وقت کسی نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مکہ مکرمہ سے تشریف لے جانے میں مصلحت کا مشورہ دیا، کسی نے قید کرنے کا مشورہ دیا، اور کسی نے قتل و شہید کرنے کی رائے دی جیسا کہ آیتِ کریمہ میں ہے ؛

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ۝ (سورۃ الانفال، آیت ۳۰)

اور (اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، یاد کرو، جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کر دیں یا شہید کر دیں یا نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔"

ابو جہل لعین نے رائے دی کہ پانچ قبیلوں میں سے پانچ پانچ آدمی لیے جائیں اور یہ تمام مل کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر تلوار کی ضرب لگائیں بنو ہاشم ان قبیلوں سے نہ مقابلہ کر سکیں گے اور نہ ہی قصاص و بدلہ لے سکیں گے شیخ نجدی (یعنی شیطان لعین) نے تمام مشورے رد کر دیئے اور ابو جہل کی رائے کو قبول کیا اور ابو جہل کی رائے پر اتفاق ہو گیا۔ (سیرۃ النبویہ لابن ہشام ج ۱ ص ۱۲۹) (مدارج النبوۃ ج ۲، ص ۹۲، سیرت حلبیہ ج ۲، ص ۲۸)

غرض طے پا گئی آخر یہی تجویز شیطانی
قسم کھا کھا کے نبی کے قتل کی ٹھانی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارادۂ ہجرت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان حالات کے مشاہدہ کے بعد ہجرت کا ارادہ فرما لیا، جو انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے ۔ اب حضور پُر علم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حکم الٰہی کے منتظر تھے ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کا ذکر اسی آیت کریمہ میں ہے ؛

Scanned with CamScanner

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ
مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا
نَّصِیْرًاo (پ ۱۵ - رکوع ۹ - سورۃ بنی اسرائیل)

"اور عرض کرو اے میرے رب! مجھے سچی طرح داخل کر اور سچی طرح باہر لے جا اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے۔"

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہجرت کے لئے تیاری

جب حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے مقام ہجرت دکھایا گیا ہے اور وہ ایسا ہے تو بہت سے مسلمان مدینہ طیبہ چلے گئے۔ یہاں تک کہ حبش والے مسلمان بھی مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کی تیاری کی، تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ابھی ٹھہر جاؤ مجھے عنقریب ہجرت کی اجازت کی امید ہے۔ ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں نے یہ طے کر لیا ہے کہ میں بھی اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہی ہجرت کروں گا۔ آپ کے پاس دو اونٹیاں تھیں، اُن کو چار ماہ تک ببول کی پتیاں کھلاتے رہے تاکہ یہ ہجرت کے سفر میں کام آئیں۔

چار ماہ گزرنے کے بعد ایک دن ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا، وہ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ یہ دوپہر کا وقت تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سر پر کپڑا اڈالے تشریف لا رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا تو عرض کیا (یارسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ اس وقت کبھی تشریف نہ لائے۔ معلوم ہوتا ہے آپ کا اس وقت تشریف لانا یقیناً کسی اہم کام کے لئے ہوگا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مجھے ہجرت کا حکم مل گیا ہے۔

عرض کیا (یارسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم) میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! تم میرے ساتھ چلو گے۔ عرض کیا: میری ان دو اُونٹنیوں میں سے ایک آپ لے لیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ضرور لوں گا مگر قیمت کے ساتھ۔ اب جلدی جلدی سفر کی تیاری ہونے لگی۔ کئی دن کی راہ تھی، اس لئے کھانا پکا کر سُفرہ (ناشتہ دان) میں رکھا گیا۔ ناشتہ دان کا منہ باندھنے کے لئے کچھ نہ تھا، اس لئے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے پٹکہ (کمربند) کے دو حصے کئے اور ناشتہ دان کا منہ باندھ دیا۔ اسی وجہ سے آپ کو ذات النطاقین کہا جاتا ہے۔ (سیرتِ حلبیہ ج ۲ ص ۲۹، سیرۃ النبویہ لابن ہشام ج ۲، ص ۳)

یہ آدھی رات کا عالم، یہ ہیبت ناک نظارا — مگر ڈرتا نہ تھا باطل سے اللہ کا پیارا
بلا عجلت دُختر صدیق نے سامان کو باندھا — نطاق اپنی اتاری اس سے توشہ دان کو باندھا
حبیب حق کی خوشنودی صلہ تھا جوش خدمت کا — شرف پایا ہوئیں ذات النطاقین آج سے اسماؔ

ایک پنجابی شاعر لکھتا ہے ؎

گھرے گھرے دا اِک جوان رل کے سچے پیے نوں مار کھپا دیئے
سبھناں آکھیا ایہو صلاح پکّی کر کے قتل فساد مٹا دیئے
ادھر نبی نوں آن جبرائیل کہیا تینوں سوہنیا گل سنا دیئے
تیرے قتل دے کرن سامان دشمن رات اج دی کوچ فرما دیئے
اللہ پاک نے ہجرت دا امر کیتا یثرب دیس نوں وی اگ اٹھا دیئے
اپنے بستر تے اج مُول نہ سونا پردا پوش ہو کے ڈیرہ چا دیئے

اب سفر کی تیاری مکمل ہو چکی تھی اور چونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لوگوں کی امانتیں تھیں، انہیں واپس کرنے کے لئے آپ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا، جس کی تفصیل شیعہ کی معتبر تفسیر میں یوں ہے:

فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَوْحٰی اِلَیْہِ۔

"اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی نازل فرمائی۔"

یَا مُحَمَّدُ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اِنَّ الْعَلِیَّ الْاَعْلٰی یَقْرَءُ عَلَیْکَ السَّلَامَ۔

"جبریل علیہ السلام نے عرض کی: اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ جو سب سے اعلیٰ و برتر ہے، آپ کو سلام فرماتا ہے۔"

وَیَقُوْلُ لَکَ اِنَّ اَبَا جَہْلٍ وَّمَلَاءً مِّنْ قُرَیْشٍ قَدْ دَبَّرُوْا یُرِیْدُوْنَ قَتْلَکَ۔

"اللہ تعالیٰ آپ کو فرماتا ہے کہ ابوجہل اور قریش کے رئیسوں نے آپ کو قتل کرنے کی سازش کی ہے۔"

وَاٰمُرُکَ اَنْ تُبِیْتَ عَلِیًّا فِیْ مَوْضِعِکَ وَقَالَ لَکَ اِنَّ مَنْزِلَتَہٗ مَنْزِلَۃَ اِسْحَاقَ الذَّبِیْحِ مِنْ اِبْرَاہِیْمَ الْخَلِیْلِ یَجْعَلُ نَفْسَہٗ لِنَفْسِکَ فِدَاءً وَّرُوْحَہٗ لِرُوْحِکَ وِقَاءً۔ "اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آج رات اپنے بستر پر علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو سلائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا ہے کہ ان کا تعلق آپ کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسے حضرت اسحاق ذبیح کا تعلق حضرت ابراہیم خلیل (علیہما السلام) سے تھا۔ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے نفس کو آپ کی ذات پر فدا کر دیا ہے اور اپنی روح سے آپ کی حفاظت کی ہے۔"

وَاٰمُرُکَ اَنْ تَسْتَصْحِبَ اَبَابَکْرٍ فَاِنَّہٗ اِنْ اٰنَسَکَ وَسَاعَدَکَ وَاٰزَرَکَ وَثَبَتَ عَلٰی تَعَاھُدِکَ وَتَعَاقُدِکَ کَانَ فِی الْجَنَّۃِ مِنْ رُفَقَائِکَ وَفِیْ غُرُفَاتِہَا مِنْ خُلَفَائِکَ۔

"نیز آپ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس سفر میں ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو آپ اپنے ساتھ لے جائیں۔ اگر اس نے آپ کی دل جوئی کی، آپ کی مدد کی، آپ کی تقویت کا باعث بنا، اپنے وعدے اور اپنے عقد پر جو اس نے آپ کے ساتھ کیا ہے، ثابت قدم رہا، تو وہ جنت میں آپ کے رفقاء میں سے ہوگا اور جنت کے کمروں میں آپ کے پُرخلوص احباب میں سے ہوگا۔"

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَرَضِیْتَ اَنْ اُطْلَبَ فَلَا اُوْجَدُ وَتُوْجَدُ فَلَعَلَّہٗ اَنْ یُّبَادِرَ اِلَیْکَ الْجُہَّالُ فَیَقْتُلُوْکَ۔

"پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو فرمایا: اے علی! تم اس بات پر رضامند ہو کہ دشمن مجھے تلاش کرے اور نہ پاسکے اور تجھے پالے اور شاید جلدی میں تمہاری طرف دوڑ کر آئیں اور تمہیں قتل کر دیں۔"

قَالَ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ رَضِیْتُ اَنْ تَکُوْنَ رُوْحِیْ لِرُوْحِکَ وِقَاءً وَّنَفْسِیْ لِنَفْسِکَ فِدَاءً۔

"عرض کیا ہاں! یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) میں اس بات پر راضی ہوں کہ میری روح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحِ مبارک کی حفاظت میں کام آئے اور میرا نفس (جان) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر قربان ہو۔"

گروہِ اشقیاء کو سرنگوں ہوتا ہوا پایا — علی کو سایۂ شمشیر میں سوتا ہوا پایا
سحر کا نور خندہ زن تھا باطل کی طاقت پر — بہت جُز بُز ہوا انبوہِ قریش اپنی طاقت پر
حقیقت کھل گئی ہر نفسِ غافل ہوش میں آئے — بہت بپھرے بہت ہی اچھلے کودے جوش میں آئے

؎ علی مرتضیٰ نوں کہیا حضرتا ساں چھڈ پیارے مکہ جاونا ایں
اہل مال سنبھال اماناں نوں سانبھ سکر کے فرض نبھاونا ایں
گھیرے گھت لئے کافراں چو ہیں پاسے حکمت الٹرے آپ بچاونا ایں
پئی رلت الوداع دا حکم آیا اللہ مالکا کرم کماونا ایں
چادرتان کے شیرِ خدا سُتا شیراں خوف دا ناں مٹاونا ایں
کیتی موت دی نہ پرواہ حیدر من یار دا لیا فرماونا ایں

وَهَلْ اُحِبُّ الْحَيٰوةَ اِلَّا لِخِدْمَتِكَ وَالتَّصَرُّفِ بَيْنَ اَمْرِكَ وَنَهْيِكَ وَلِمَحَبَّةِ اَوْلِيَاءِكَ وَمُجَاهَدَةِ اَعْدَاءِكَ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَمَا اَحْبَبْتُ اَنْ اُعِيْشَ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا سَاعَةً وَّاحِدَةً۔

"کیا میں زندگی سے بجز اس کے محبت کر سکتا ہوں کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گزرے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوامر و نواہی کی بجا آوری میں صرف ہو، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوستوں کی محبت، احباب کی نصرت اور آپ کے دشمنوں سے جہاد کرنے میں گزر جائے۔ اگر یہ امور نہ ہوتے، تو میں ایک لمحہ بھی دنیا میں زندہ رہنا پسند نہ کرتا۔"

فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَلِيٍّ وَقَالَ يَا اَبَا حَسَنٍ قَدْ قَرَءَ عَلَيَّ كَلَامَكَ هٰذَا الْمُوَكَّلُوْنَ بِاللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ وَقَرَءُوْا عَلَيَّ اَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ مِنْ ثَوَابِهٖ فِيْ دَارِ الْقَرَارِ مَا لَمْ يَسْمَعْ بِمِثْلِهِ السَّامِعُوْنَ وَلَا رَاٰى مِثْلَهُ الرَّاءُوْنَ وَلَا خَطَرَ مِثْلُهُ بِبَالِ الْمُتَفَكِّرِيْنَ۔

"پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: اے ابو الحسن! تیرے اس کلام کی تصدیق لوحِ محفوظ کے مؤکلین نے کی ہے اور انہوں نے اس بات کی بھی تصدیق کی ہے جو ثواب اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دار القرار (جنت) میں تیار کر رکھا ہے، اس کی مثل نہ کسی نے سُنا اور نہ دیکھی، نہ کسی کے ذہن میں اس کا تصور آیا۔"

؎ گروہِ اشقیا کو سرنگوں ہوتا ہوا پایا
علی کو سایۂ شمشیر میں سوتا ہوا پایا

ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِيْ بَكْرٍ اَرَضِيْتَ اَنْ تَكُوْنَ مَعِيَ يَا اَبَا بَكْرٍ تُطْلَبُ كَمَا اُطْلَبُ وَتُعْرَفُ بِاَنَّكَ اَنْتَ الَّذِيْ تَحْمِلُنِيْ عَلٰى مَا اَدَّعِيْهِ وَتَحْمِلُ عَنِّيْ اَنْوَاعَ الْعَذَابِ۔

"پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے ابوبکر! کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ تم میرے ساتھ ہو، جس طرح میری تلاشی کی جاتی ہے اسی طرح تمہاری بھی تلاشی ہو، اور تم اس بات سے پہچانے جاؤ کہ جس کی میں تبلیغ کر رہا ہوں، اس پر تم نے مجھے برانگیختہ کیا ہے پھر میری وجہ سے تمہیں طرح طرح کے عذاب دیئے جائیں، کیا تم اس صورتِ حال پر راضی ہو۔"

قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ) اَمَا اَنَا لَوْ عِشْتُ عُمُرَ الدُّنْيَا وَاُعَذَّبُ فِيْ جَمِيْعِهَا اَشَدَّ عَذَابٍ لَا يَنْزِلُ عَلَيَّ مَوْتٌ مُرِيْحٌ وَّلَا فَرَجٌ مُتِيْحٌ وَكُلُّ

ذَالِكَ فِيْ مُحَبَّتِكَ وَكَانَ ذَالِكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَتَنَعَّمَ فِيْهَا وَاَنَا مَالِكٌ لِجَمِيْعِ مَمَالِكِ مُلُوْكِهَا فِيْ مُخَالِفَتِكَ مَا اَهْلِيْ وَوَلَدِيْ اِلَّا فِدَاءَكَ۔

"حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: اگر میں اتنی مدت زندہ رہوں جتنی دنیا کی عمر ہے، اس طویل زندگی میں مجھے سخت ترین عذاب دیئے جائیں اور مجھ پر موت نازل نہ ہو اور جو عذاب میں مبتلا ہونے والے کو آسانی و راحت پہنچاتی ہے اور مجھے ان مصائب سے نجات نہ دی جائے اور سب اذیتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کی وجہ سے مجھے دی جائیں، تو تمام تکالیف و عذاب مجھے اس بات سے زیادہ محبوب ہیں کہ میں آپ کی مخالفت میں نعمت و مسرت کی زندگی بسر کروں اور دنیا کے سارے بادشاہوں کے ملکوں کا مالک ہوں میرے بیوی بچے سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربان ہوں۔"

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقیدت و محبت بھرے جواب کو سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) اِنَّ اَطْلَعَ اللّٰہُ عَلٰی قَلْبِكَ وَوَجَدَ مَا فِیْهِ مُوَافِقًا لِمَا جَرٰی عَلٰی لِسَانِكَ جَعَلَكَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ السَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَالرَّاْسِ مِنَ الْجَسَدِ وَبِمَنْزِلَةِ الرُّوْحِ مِنَ الْبَدَنِ۔

(تفسیر امام حسن عسکری، مطبوعہ تہران ج ۱ ص ۲۱۲)

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے دل پر آگاہی اور تمہاری زبان پر جو کلام جاری ہوا ہے، یہ تمہارے دل کے بالکل مطابق ہے۔ تجھے میرے لئے بمنزلہ کان،

اور آنکھوں کے کر دیا ہے اور جسم سے جو سر کا اور بدن سے جو روح کا تعلق ہے، وہ تیرا میرا تعلق ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ بلند فرمایا۔

برادرانِ اسلام! شیعہ کتب میں بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت کو بیان کیا گیا۔ مخالفین کی زبان پر بھی حق ظاہر ہو گیا ہے۔

کیوں نہ اس نوں امام صداقت کہواں — جدکہ صدیق اکبر ہے سوہنے داناں
جدوی آقانوں کوئی ضرورت پئی — ہر شے گھر دی رہیا یارتوں واردا

چوں ابوبکر صاحب و صدیق شد — باجہاں شہ صاحب و صدیق شد

اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ہر چیز کی محبت سے زیادہ محبوب و عزیز تھی، اس لئے کہ

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے — اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی — خدا کے دامنِ توحید میں آباد ہونے کی

شبِ ہجرت

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے گفتگو فرما چکے تھے۔ سفر کے انتظامات مکمل ہو چکے تھے۔ سورج غروب ہو چکا تھا رات کا اندھیرا پھیل چکا تھا، قریش قبائل کے منتخب نوجوان اپنے ناپاک منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اللہ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس مکان کی طرف بڑھ رہے تھے۔ قریب پہنچ کر اس رشد و ہدایت کے مرکز کو گھیرے میں لے لیا اور بے نیام تلواروں کو ہاتھوں میں لے کر اس انتظار میں لگ گئے کہ اللہ کے حبیب مکرم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر سے باہر قدم رکھیں تو چاروں طرف سے ان پر حملہ کر کے ان کو شہید کر دیں۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تا ابدالآباد

مطلعِ حیات پر ضیا بار رہنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان سُننے سے اُن کے کان بہرے تھے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ
نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ○ (سورۃ الصف، آیت ۸)

"یہ (نادان) چاہتے ہیں کہ اللہ کے اس نُور کو بجھا دیں اپنی پھونکوں سے
مگر اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کے رہے گا، خواہ کافر اسے سخت ناپسند کریں"

؎ پھوکاں مار بجھاون لوڑن نور محمّد والا
نور محمّد کدی نہ بجھسی وعدہ حق تعالیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

؎ نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

؎ ناریوں کا دَور تھا، دل جل رہا تھا نُور کا — تم کو دیکھا ہو گیا ٹھنڈا کلیجہ نُور کا
؎ جو گدا دیکھو لئے جاتا ہے توڑا نُور کا — نُور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نُور کا

کفار کی چہ میگوئیاں

کفار محاصرہ کئے ہوئے آپس میں چہ میگوئیاں کر رہے تھے۔ ابوجہل کہنے لگا: محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر ہم اُن کی اطاعت کریں تو ہم عرب و عجم کے بادشاہ بن جائیں گے، اور مرنے کے بعد ہمیں جب دوبارہ زندہ کیا جائے گا، تو ہمیں باغات ملیں گے اور اگر ہم نے اطاعت نہ کی تو ہمیں بے دریغ قتل کر دیا جائے گا اور مرنے کے بعد جب زندہ کئے جائیں گے، تو جہنّم کے بھڑکتے شعلوں میں پھینک دیا جائے گا۔ آپس میں اس طرح کی باتیں کر رہے تھے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم دروازے پر تشریف لائے اور فرمایا: أَنَا أَقُولُ ذَالِكَ أَنْتَ أَحَدُهُمْ "ہاں ہاں! میں نے ایسا ہی کہا ہے اور ان جہنمیوں میں ایک تُو ہے۔" (سیرتِ حلبیہ ص ۲۹ ج ۲، سیرۃ النبویہ لابن ہشام ص ۳ ج ۲)

سُورۂ یٰسین پڑھ کر پھونکنا

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اُس وقت سورۂ یٰسین کی تلاوت فرما رہے تھے۔ اس آیتِ کریمہ کی تلاوت جاری تھی:

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا
فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ○ (سورۃ یٰسین، آیت ۹)

ترجمہ: "اور ہم نے اُن کے آگے دیوار بنا دی اور پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانپ لیا، تو انہیں کچھ نہیں سُوجھتا۔"

ان آیات کو پڑھ کر آپ نے ان کافروں پر پھونک دیا۔ فوراً نیند آگئی اور اُونگھنے لگے اور ان کی بینائی سلب ہو گئی۔ ایک اور روایت میں ہے، آپ نے ایک مٹھی بھر مٹی پر دم کر کے کافروں کے چہروں کی طرف پھینک دی۔

؎ وہ ڈراتا ہوا وحدت کا دم بھرتا ہوا نکلا
تلاوت سُورۂ یٰسین کی کرتا ہوا نکلا

؎ مکے دے کفاراں وچوں دونویں نکل سدھائے
معجزہ ایہہ وی پاک نبی دا، نظر کسے نہ آئے

ایک اور روایت میں ہے:

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ
لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۴۵)

"اور جب تم نے قرآن پڑھا، ہم نے کیا آپ اور ان کافروں کے درمیان پردہ۔"

؎ یہ آدھی رات کا عالم، یہ ہیبت ناک نظارا
مگر ڈرتا نہ تھا باطل سے وہ اللہ کا پیارا

وہ ڈرانا ہوا وحدت کا دم بھرتا ہوا نکلا — تلاوت سورۂ یٰسین کی کرتا ہوا نکلا
گری جب تک نظر اُس مجمعِ قاتل کی آنکھوں پر — کہ پٹی تیرگی کی بندھ گئی باطل کی آنکھوں پر
کھڑی ہی رہ گئیں خونی بُرد خون آشام شمشیریں — کسی نے کھینچ دی ہوں جس طرح کاغذ کی تصویریں

پاک نبی دے گھر دے گردے گھیرے پائے کفاراں
وچ دی لنگ گئے سی حضرت چمکدیاں سن تلواراں

حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صحیح وسالم ان کے درمیان میں سے نکل کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔

آپ راکھیاں رب رحیم کردا کملی والے ختم المرسلین دیاں
تیغاں ننگیاں کر کے بیٹھیاں سن آس پاس صفاں کافریاں
جیہڑی مکیوں پئی قوم کڈھے، جتھے بیٹھکاں مادِ مبین دیاں
اک دن اس مکے اندر رب چاہیا دھماں دھم جاسن سچے دین دیاں
ایہو بڑے بُت گر توڑ سُٹاں نائیں خاکاں چُم سن عرش نشین دیاں
اللہ اکبر پکار سرکار نکلے نظراں بند ہویاں مشرک لعین دیاں
گیا امن امان ایمن ماہی عقلاں گم ہو یاں کاذبین دیاں
مُٹھی خاک دی سُٹ گئے دشمناں تے دا آکھ آستاں وچ یٰسین دیاں

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے لئے چشم براہ تھے، خوش آمدید کہا اور حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لے کر مکان کے پیچھے چھوٹے دروازے سے نکل کر غارِ ثور کی طرف روانہ ہو گئے۔ (ابن خلدون ج ۲، ص۳۸)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے بیٹے اور غلام کو حکم

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے روانہ ہونے سے قبل اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ دن بھر کفار کی دھوڑ دھوپ اور

منصوبوں کے بارے میں معلومات حاصل کرے اور شام کے وقت غارِ ثور میں آ کر تمام حالات سے مطلع کرے اور اپنے چرواہے اور آزاد کردہ غلام حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہدایت کی کہ دن بھر غار کے گرد و نواح میں بکریاں چرائے اور شام کو انہیں غار کے دہانے پر لے آئے، اور تازہ دُودھ دوہ کر اور اسے گرم کر کے بارگاہِ رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پیش کرے۔

(سیرتِ حلبیہ ص ج ۲، دلائل النبوۃ ص ۴۷۵ ج ۲، سیرۃ النبویہ لابن ہشام ص ۴۸ ج ۲)

خدا نے خوابِ غفلت ڈال دی کفار کے سر میں — رسولِ پاک پہنچے حضرتِ صدیق کے گھر میں
ہوا معلوم انہیں بوبکر بھی گھر میں نہیں سوئے — یہ ایسی بات تھی جس نے حواس و ہوش بھی کھوئے
کیا اعلان آخر جو کوئی جرأت دکھائے گا — پکڑ لائے گا تو انعام میں سو اونٹ پائے گا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گھر سے روانگی پر کفارِ مکہ کی بے خبری

قریشی نوجوان پہرہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی اُن کے پاس سے گزرا اُس نے پوچھا تم یہاں کھڑے کیا کر رہے ہو؟ اور کس کا انتظار کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہم صبح کا انتظار کر رہے ہیں تا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) گھر سے باہر نکلیں اور ہم اُن کو قتل کر دیں۔ (خاک بدہن کفار) اُس شخص نے کہا: تمہارا خانہ خراب ہو، وہ تو کتنی دیر ہوئی تمہارے گھیرے سے نکل کر چلے گئے ہیں اور جاتے ہوئے تمہارے سروں پر مٹی ڈال گئے ہیں۔ اُنہوں نے اس شخص کی بات کو تسلیم نہ کیا۔ انہیں سامنے سے حضور سرورِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بستر نظر آ رہا تھا، اس پر سبز چادر میں لیٹا ہوا کوئی شخص سو رہا تھا۔ انہوں نے یقین کر لیا کہ وہ آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہی ہیں۔ انہوں نے کہا، جیسے ہم پہرہ دے رہے ہیں، کوئی شخص یہاں سے گزر نہیں سکتا۔ وہ پوری طرح ڈٹے رہے اور جب صبح ہوئی، تو انہوں نے دیکھا کہ سبز چادر لپیٹ کر سونے والے

Scanned with CamScanner

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھنے لگے: تمہارے آقا (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کہاں تشریف لے گئے ہیں؟ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَالِ رَسُوْلِہٖ۔

"اللہ تعالیٰ اپنے رسول کا حال زیادہ بہتر جانتا ہے۔"

(مدارج النبوۃ ج ۲، ص ۵۷، سیرت النبویہ لابن ہشام ج ۲ ص ۹۴)

حضور رحمۃ للعالمین ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (حزورہ) ایک ٹیلے پر کھڑے ہوئے اور مکہ معظمہ کی سرزمین کو خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَاللّٰہِ اِنَّکَ لَخَیْرُ اَرْضِ اللّٰہِ وَاَحَبُّ اَرْضِ اللّٰہِ اِلَی اللّٰہِ وَلَوْلَا اِنِّیْ اُخْرِجْتُ مَا خَرَجْتُ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۳۲)

"بخدا اے مکہ کی زمین! تو مجھے اللہ کی ساری زمینوں سے زیادہ محبوب ہے اللہ کی بارگاہ میں، اور اگر مجھے نکالا نہ گیا ہوتا تو میں ہرگز تجھ سے نہ نکلتا۔"

نبی نے خانۂ کعبہ کو دیکھا اور فرمایا ۔۔۔ اے پیارے تیری میری فرقت کا وقت ہے آیا
تیرے فرزند اب مجھ کو یہاں رہنے نہیں دیتے ۔۔۔ تیری پاکیزگی کا وعظ تک کہنے نہیں دیتے
جدائی عارضی ہے پھر بھی مجھ کو بیقراری ہے ۔۔۔ کہ تو اور تیری خدمت مجھکو دنیا سے پیاری ہے

اب حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چل پڑے۔ اندھیری رات ہے، ہُو کا عالم ہے، دونوں دشوار گزار پہاڑ کی چوٹی کی طرف جا رہے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلتے چلتے کبھی آگے نکل جاتے کبھی پیچھے، کبھی دائیں اور کبھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بائیں۔ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابو بکر! یہ کیا ماجرا ہے؟ عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) مجھے خیال آتا ہے کہ دشمن آگے کمین گاہ میں نہ ہو، تو آگے نکل جاتا ہوں اور پھر خیال آتا ہے کہ پیچھے سے نہ آ رہا ہو تو پیچھے چلا جاتا ہوں اور پھر آپ کے دائیں اور بائیں جاتا ہوں

تاکہ اگر کوئی دشمن آپ پر حملہ کرنے کی ناپاک کوشش کرے، تو آپ کا یہ غلام ان کے حملے کے سامنے دیوار بن کر کھڑا ہو جائے اور حضور علیک الصلوٰۃ والسلام کو کوئی تکلیف نہ پہنچے، اور جہاں راستہ دشوار ہوتا، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کاندھوں پر اٹھا لیتے۔ (سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۳۱، دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۴۷۷)

نکیلے پتھروں کا فرش تھا پُرخار تھا رستہ ۔۔۔ چڑھائی سخت تھی سنگین و ناہموار تھا رستہ
دلِ صدیق کے جذبات زخمی ہوتے جاتے تھے ۔۔۔ نبی کے پائے نازک ہر قدم پر چوٹ کھاتے تھے
بصد اصرار کندھوں پر اٹھایا شانِ رحمت کو ۔۔۔ نہ دیکھا جا سکا پائے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی جراحت کو

نکتۂ عجیبہ

حضراتِ محترم! فتح مکہ کے دن بیت اللہ شریف سے جب بُتوں کو گرایا گیا اور چند بلند جگہ والے بُت رہ گئے، تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم اپنے قدمِ ناز میرے کندھوں پر رکھئے اور ان بتوں کو گرا دیجیے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم میں بارِ نبوت اٹھانے کی طاقت نہیں ہے، تم میرے کندھوں پہ آؤ اور ان بتوں کو گراؤ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم بجا لاتے ہوئے آپ کے کندھوں پہ آئے اور بتوں کو گرا دیا۔ (مدارج النبوۃ، ج ۲ ص ۲۹۱)

کملی والے نوں مونڈھے تے چاندا رہیا ۔۔۔ مرتبہ سوہنا صدیق پاندا رہیا
جو امام آپ ہے سارے سنسار دا ۔۔۔ اوہدی عظمت دا خورشید چڑھیا رہیا
کہ غیر از دلے چیزے ندارم ۔۔۔ قبولش کن ز راہِ دل نوازی

برادرانِ اسلام! ذرا غور فرمائیں بیت اللہ شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں اے علی! تم بارِ نبوت نہ اُٹھا سکو گے، مگر رات کا سفر ہو، دشوار گزار چٹان ہے اور میلوں کا سفر ہو اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کریں: یا رسول اللہ!

Scanned with CamScanner

(صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) آپ میرے کندھوں پر سوار ہو جائیں، تو حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاندھوں پر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سوار ہو جائیں اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو اندھیری رات میں کاندھوں پر اٹھا کر پہاڑ پر چڑھ رہے ہوں، یہ کس قدر طاقت و شجاعت ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت یہ ہے کہ ہجرت کی رات حضور امام الانبیاء، محبوب کبریاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر آرام فرمائیں اور دشمنوں کے نرغے میں جان تک کی پرواہ نہیں کی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت یہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کاندھوں پر اٹھا کر پہاڑ کی چوٹی تک پہنچ جائیں۔

ایک بار حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا، صحابہ کرام میں سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا:

وَلٰكِنْ اَشْجَعُ النَّاسِ اَبُوْبَكْرٍ۔ (الریاض النضرۃ ج۱، ص۱۳۸)

"تمام لوگوں سے بہادر ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔"

اندھیرا، پتھروں کا ڈھیر کوہِ ثور کی گھاٹی — خدا ہی جانتا ہے یہ مسافت کس طرح کاٹی
بالآخر دو مسافر نزد غارِ ثور آ پہنچے — مقدر تھا یہیں نورانیوں کا قافلہ ٹھہرے

غارِ ثور میں پہنچنا

حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چلتے چلتے غار کے دہانے تک پہنچ گئے اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم پہلے غار میں مجھے جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔

ے گئے اندر ابوبکر اور زمیں کو صاف کر آئے — عبا کو چاک کر کے روزنوں میں اس کے بھر آئے
ے ازل سے سو رہی تھی خاک کی توقیر جاگ اٹھی — یکایک اس اندھیری غار کی تقدیر جاگ اٹھی

غارِ ثور کا جائزہ

ثُمَّ قَالَ وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تَدْخُلْهُ حَتّٰی اَدْخُلَهٗ فَاِنْ كَانَ فِیْهِ شَیْءٌ نَزَلَ بِیْ قَبْلَكَ۔ (دلائل النبوۃ ج ۲، ص۲۷۷)

"پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی! یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میں اس خدا کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں، جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا آپ غار میں داخل نہ ہوں، اگر اس میں کوئی موذی چیز ہو تو وہ مجھے اذیت پہنچائے۔"

ے گئے اندر ابوبکر اور زمیں کو صاف کر آئے
عبا کو چاک کر کے روزنوں میں اس کے بھر آئے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجازت عطا فرمائی تو آپ اندر تشریف لے گئے۔ رات اور غار کا اندھیرا تھا، فَلَمْ یَرَ شَیْئًا "کچھ دکھائی نہ دیا"۔

غار کو صاف کیا اور غار کے چپہ چپہ کو ہاتھ سے ٹٹولا، جہاں کوئی سوراخ معلوم ہوا اپنی چادر پھاڑ کر اسے بند کیا، حتیٰ کہ چادر ختم ہو گئی۔

ے غارے وچ سپاں دیاں کھڈاں گنتی باجھ شمارے
چادر پھاڑ صدیق نے دتی کھڈاں دے وچکارے
جیہڑی سی کھڈ سپاں دی اوہ رہ گئی سی خالی
چادر ختم ہوئی سی ساری یار صدیق اکبر والی

عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم تشریف لے آئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہوئے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں سر رکھ کر آرام فرما ہوئے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سوراخ محسوس کیا اور خیال آیا کہ کوئی جانور نکل کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف نہ

Scanned with CamScanner

نہ پہنچائے اور حرکت کرنا پسند نہ کیا تاکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے آرام میں خلل نہ آئے، تو اس سوراخ پر قدم رکھ دیا۔

؎ اسدے اوپر اڈی رکھی حضرت ابوبکر نے
نبی نوں پٹ دا تکیہ دتا یار صدیق اکبر نے

وَكَانَ فِي الْغَارِ فَرْقٌ فِيهِ حَيَّاتٌ وَأَفَاعِيُّ فَجَعَلْنَ يَضْرِبْنَهُ وَيَلْسَعْنَهُ - (دلائل النبوۃ ج ۲، ص۴۷۷)

"اور غار میں سانپ اور اژدہا تھے، انہوں نے ڈنگ پہ ڈنگ لگائے" مگر آپ نے حرکت نہ کی تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آرام میں خلل نہ آئے۔

؎ ڈنگیا جس دم اڈی تائیں ابوبکر گھبرایا
بہت ہوئی تکلیف سی اک دم درد نے تڑپایا

؎ سہہ کے درد مول نہ ہلیا یار صدیق نرالا
کہندا جاگ پوے نہ میرا ہادی کملی والا

علامہ ابی بکر جعفر احمد یوں بیان کرتے ہیں:

ثُمَّ قَالَ لِرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْخُلْ فَدَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ رَأْسَهُ فِي حِجْرِهِ وَنَامَ فَلَدَغَ اَبُوْبَكْرٍ فِي رِجْلِهِ مِنَ الْحِجَرِ وَلَمْ يَتَحَرَّكْ مَخَافَةَ اَنْ يَّسْتَنْبِهَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوْعُهُ عَلٰى وَجْهِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ دُمُوْعُهُ عَلٰى وَجْهِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَبَهَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لَكَ يَا اَبَابَكْرٍ؟

قَالَ لُدِغْتُ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ فَتَفَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَتْ مَا يَجِدُهُ۔

(ریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۰۴، دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۴۷۷، سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۱۰۴)

پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم تشریف لے آئیے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں رکھا اور سو گئے (جو سوراخ ابھی بند نہیں ہوئے تھے، اُن پر پاؤں کی ایڑیاں رکھ دیں)، پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں کو سانپ نے ڈسا، مگر آپ نے کچھ حرکت نہ کی اس خوف سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیند میں خلل نہ آئے۔ آپ کے آنسو حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر پڑے۔ آپ بیدار ہوئے اور فرمایا: اے ابوبکر! تجھے کیا ہوا؟ عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، میرے ماں باپ آپ پر قربان، ڈسا گیا ہوں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعابِ دہن لگایا، تو زہر کا اثر جاتا رہا۔"

؎ گرجاں طلبی فدائے جانت — سہل است جوابِ امتحانت

؎ بعد نبیاں دے ہے شان صدیق دا — دیکھو رتبہ محمد دے دلدار دا
ڈنگ کھاندا رہیا مسکراندا رہیا — چہرہ ویہندا رہیا ماہِ انوار دا

؎ بہت ہوئی تکلیف سی جسدم ہنجو نکل آئے — ہنجو ڈگے نبی دے اُتے اُٹھے دُکھ ونڈائے

کیتا غار نوں صاف صدیق اکبر جاں نثار جانی یار غار دا اے
چادر پھاڑ سب موریاں بند کر دا باقی اک سوراخ جھکار دا اے
قبلہ آؤ تشریف لے آؤ اندر نال ادب دے عرض گزار دا اے
وڑ گئے غار دے وچ سرکارِ عالم جلوہ چمکیا نورِ اسرار دا اے

سیس رکھ محبوب دے گوڈیاں تے لیٹ گیا محبوب غفار والے
یارِ غار اس موری وچ رکھا اڈّی دھارن عشق پریم دا دھار والے
ناگ ڈس گیا ابوبکر تائیں، عاشق ناگ مشتاق دیدار والے
متاں سوہنے دی نیند وچ خلل ہووے مونہوں سی نہ مول پکار دا اے
ڈُھلے ہنجوں صدیق دے درد کنوں ہویا تر رخسار سرکار والے
جاگ پچھدے بیلیا کی ورتی آکھے سپ کالا ڈنگ مار والے

دیدار کا مُشتاق

ایک روز ایک سانپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ (علیہ السلام) مکہ کو کونسا راستہ جاتا ہے؟ آپ نے پوچھا: اے سانپ، تجھے مکہ سے کیا کام؟ عرض کی، عرصہ چھ سو سال سے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت دل میں موجزن ہے، اور اب محبت کا غلبہ ہو رہا ہے۔ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں جاتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میرے اور اُن کے درمیان چھ سو سال کا زمانہ ہے۔ سانپ نے عرض کیا میں نا امید نہیں ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مکے کا راستہ بتا دیا، وہ یارِ غار کے شوقِ زیارت میں سر کے بل روانہ ہوا اور کہہ رہا تھا:

چوں مورمے بندم کمر چوں لالہ مے پویم بسر
در غارِ غم دارم مقر یارِ غار از عشقِ تو
تا کے دلم محزوں بود، دردم زحد افزوں بود
تا چند غرق درخوں بود، جانِ فگار از عشقِ تو
علیم مکن لا یعقلم، گر قیدِ ہستی بگسلم
دیگر نماند اندر دلم، صبر و قرار از عشقِ تو

یہ سانپ غارِ ثور میں پہنچ گیا، اُس نے ستر سُوراخ کیے۔ اُس کا مقصد یہ تھا کہ اگر مشاہدۂ محبوب میں ایک راستہ بند کر دیا جائے، تو دوسرے راستے سے مشاہدہ کر سکے۔ جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ تمام راستے بند کر دیئے اور صرف وہی دو راستے باقی رہ گئے، جن کو آپ کی ایڑیوں نے بند کر رکھا تھا۔
سانپ نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کی تمنا میں کئی مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں پر اپنا سر مارا تاکہ آپ پاؤں ہٹالیں، مگر آپ نے پاؤں نہ ہٹایا تو سانپ کو اس کے بغیر کوئی چارہ نہ دکھائی دیا کہ پاؤں کو کاٹے تاکہ آپ پاؤں ہٹالیں، مگر آپ نے پاؤں نہ ہٹایا۔ (معارج النبوۃ ص ۱۲/۳)

٥ چناں نداخت پیغمبر ز لطفِ خویش آں را
کہ کس بسعی نخواہد رسید تا صدیق (رضی اللہ عنہ)

٥ ڈنگ کھاندا رہیا مُسکراندا رہیا — چہرہ ویہندا رہیا ماہِ انور دا
حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ———

عقل نے کہا: پاؤں نہ رکھنا یہاں مار ہے
عشق نے کہا، پاؤں رکھ دو، گود میں یار ہے
عقل نے کہا، سانپ ڈنگ مار کر زہر چڑھا دے گا۔
عشق نے کہا، حبیبِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام لعاب لگا کر زہر اتار دیں گے
عقل نے کہا، پاؤں مت رکھ، مر جائے گا۔
عشق نے کہا، پاؤں رکھ، تیرا بیڑا پار ہو جائے گا۔

حضرت سیدنا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عشق غالب آگیا، عقل مغلوب ہوگئی اور آپ نے پاؤں سُوراخ پر رکھ دیا، اور جب سانپ نے ڈنگ پہ ڈنگ لگایا، تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہیں حسنِ مصطفےٰ علیہ السلام کا دیدار کر رہی تھیں

Scanned with CamScanner

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عقل نے کہا: پاؤں ہٹا لے سر سے
... مگر عشق نے کہا، پاؤں مت ہٹا، تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آرام میں خلل نہ آئے
سانپ نے زور لگایا ـــ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پاؤں نہ ہٹایا۔
سانپ نے کہا: زہر میرے پاس ہے۔
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، تریاق میرے پاس ہے۔
اب سانپ نے ڈنگ پیر ڈنگ لگایا، مگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پاؤں نہ ہٹایا۔ آنسو جو گرے تو چہرۂ والضحیٰ پر پڑے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیدار ہوکر فرمایا؛ کیا ہوا؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماجرا کہہ سنایا۔ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن نکالا، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں پر لگایا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں؛ مجھے محسوس ہوا کہ ڈنگ لگا ہی نہ تھا، زہر چڑھا ہی نہیں تھا۔

سُن کے پاک نبی نے اُوپر تھک مُبارک لایا
اُڈ گیا اثر زہر دا فوراً، سارا درد مٹایا

اللہ اللہ! کیا شان ہے پیارے مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لعابِ دہن کی؛ کھاری کنوئیں میں پڑے، تو میٹھا ہو جائے۔ صحابیِ رسول کی آنکھ پر لگے تو آنکھ کا باہر نکلا ہوا ڈھیلا اپنی جگہ پر لگ جائے اور اس کی نورانیت مزید بڑھ جائے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں پر لگے تو زہر کا اثر فوراً ختم ہو جاتے۔

کملی والڑے پھونکیا دم ایسا دکھ درد صدیقؓ دے سارے والے
ہویا زہر دا اثر نا بُود یکدم کھڑ کھڑ ہسیا جیو غمخوار والے

کفار کا تلاش میں نکلنا

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم صبح طلوع ہونے سے قبل ہی غارِ ثور میں پہنچ گئے۔ ادھر مکہ مکرمہ میں

جب صبح کا اُجالا ہوا تو بستر سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بجائے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُٹھتے دیکھا، تو رات بھر محاصرہ کرنے والوں کے حواس اُڑ گئے۔ اِن لوگوں کی ناکامی پر مکہ میں کہرام مچ گیا اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تلاش میں مشرکین کی ٹولیاں ہر طرف پھیل گئیں، دُور دُور تک تلاش کیا، مگر کہیں سراغ نہ ملا تو خائب و خاسر ہوکر واپس لوٹے۔ غارِ ثور مکہ کے جنوبی سمت میں اس شاہراہ کے قریب تھی، جو یمن کو جاتی ہے۔ جب ہر طرف سے مایوسی ہوئی، تو ناچار ادھر کا رُخ کیا۔ ان کے ساتھ ماہر کھوجی بھی تھے، جو قدم کے نشانات جانتے تھے۔ جب یہ غار کے قریب پہنچے؛ تو ماہر کھوجی نے کہا: یہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں کا نشان ہے؛ لیکن اس کے ساتھ جو دوسرا پاؤں ہے، اُسے میں نہیں پہچان سکا۔ یہ مقامِ ابراہیم والے پاؤں کے نشان سے مشابہ ہے۔ یہ تلاش کرتے کرتے غار کے دہانہ تک پہنچ جاتے، لیکن پھر بھی نہ غار میں داخل ہوتے نہ جھانک کر دیکھ پاتے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے ایسے حالات پیدا کر دیئے تھے، وہ یہ کہ غار کے دہانے کے قریب ایک خاردار درخت اُگ آیا۔ اہل عرب اس درخت کو اُم غیلان کہتے ہیں، اس کی شاخیں گنجان اور خاردار ہوتی ہیں اور جنگلی کبوتروں کے ایک جوڑے نے گھونسلہ بنا لیا اور وہاں انڈے بھی دے دیئے۔

کیا اعلان آخر جو کوئی جرأت دکھائے گا ـ پکڑ لائے گا تو انعام میں سو اونٹ پائے گا
تعاقب میں کئی مشرک دہانِ غار تک پہنچے ـ کئی بار اس مقامِ سیدِ ابرار تک پہنچے

نکلے جد مکے دے وچوں دونویں یار حقانی
لگی خبر کفاراں تائیں ہوئی بہت حیرانی
جھٹ ہزاراں ابوجہل نے مگر سوار دوڑائے
چارے طرف تلاش اوہ کردے سوہنے نظر نہ آئے

کجھ سوار نبی سرور دے آ پہنچے سی نیڑے
حضرت ابوبکر نوں کہندے سوہنے نبی سچیرے
فوج کفاراں دی صدیقا نیڑے ساڈے آئی
چھُپ چلیے اس غار دے اندر، ہے فرمانِ الٰہی

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غار کے کبوتروں کے بارے میں لکھتے ہیں:

(وَاِنَّ حَمَامَ الْحَرَمِ مِنْ تِيْنِكَ الْحَمَاتَيْنِ) جَزَاءً وِفَاقًا لَمَّا حَصَلَ لَمَّا حَصَلَ بِهِمَا الْحِمَايَةُ جُوْزِيَا بِالنَّسْلِ وَحِمَايَتِهٖ فِي الْحَرَمِ فَلَا يُعْتَرَضُ لَهٗ وَفِي الْمَثَلِ اَحْسَنُ مِنْ حَمَامِ الْحَرَمِ

(زرقانی علی المواہب ج۱ ص۳۸۴، سیرتِ حلبیہ ج۲ ص۳۹، سبل الہدیٰ ج۳ ص۲۴۲)

"مکہ مکرمہ میں جو کبوتر ہیں، یہ کبوتروں کے اس جوڑے کی نسل سے ہیں، اس خدمت کا صلہ انہیں یہ دیا گیا ہے کہ ان کی نسل منقطع نہیں ہوئی اور حرم شریف میں انہیں پناہ ملی ہوئی ہے، کوئی انہیں چھیڑ نہیں سکتا اور یہ مثل مشہور ہے کہ فلاں شخص کو حرم کے کبوتروں سے بھی زیادہ پناہ ملی ہوئی ہے۔"

ہ انڈے دِتے آن کبوتر غار دے وِچ دروازے
کافراں تائیں بھلاون خاطر قدرت دے انداز ے

اور غار کے منہ پر مکڑی نے گھنا جالا تن دیا۔ دیکھنے سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ جالا بہت عرصہ پہلے کا بنا ہوا ہے۔

ہ معجزہ ویکھو پاک نبی دا، حکم خدا دا بنیا
اس غار دے منہ تے فوراً مکڑی جالا تنیا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ کافروں نے ہمارا کھوج نکال لیا تھا اور غارِ ثور پر آ کھڑے ہوئے تھے۔

اگر ان میں سے کوئی جھک کر پاؤں کی جانب دیکھتا، تو وہ ہمیں دیکھ لیتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان دو شخصوں کے بارے میں کیا گمان ہے جن میں تیسرا اللہ تعالیٰ ہے؟ (ان دو شخصوں سے مراد حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں)

(زرقانی ج۱ ص۳۹۰، سیرتِ حلبیہ ج۲ ص۴۰، مدارج النبوۃ ج۲ ص۹۹)

ایک روایت میں ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) یہ کفار اگر جھک کر دیکھ لیں تو؟ ارشاد فرمایا: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (سورۃ توبہ آیت ۴۰) غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے"

ہ سُنی ابوبکر نے قدموں کی آہٹ، دل پر ہوا غم — کہا دشمن قریب آئے ہیں اے فخرِ بنی آدم
کہا اللہ ساتھی ہے تو کیا اندیشۂ دشمن — رکھا اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا پر نظر اے دوست لَا تَحْزَنْ

ہ ابوبکر نوں اس سوراخ وچوں قدم دسدے پئے کفار دے نے
خوف فکر تے غم بیتاب کیتا خطرے یار تائیں پے گئے یار دے نے
اگے غار دے کھلے مجہول مشرک بے شک لکھ وچار وچار دے نے
ویکھ جالا تے جوڑا کبوتراں دا، گلاں گھبراں سوچ نتار دے تے
اس غار وچ نئیں مفرور ساڈے، جالا مکڑی دا ویکھ للکار دے نے
اک کہے قدیم ایہہ جالا، چھیڑ کو نت ایتھے اجڑ چار دے تے

اللہ تعالیٰ کی معیت

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یَا اَبَا بَکْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا۔ (تفسیر قرطبی ج۸ ص۱۴۶)

"اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تمہارا کیا خیال ہے، جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔"

توکل علی اللہ کا یہ وہ مقام ہے جو شانِ رسالت کے شایان ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اطمینان و تسکین کی ایک مخصوص کیفیت نازل فرمائی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

(سورۃ فتح، آیت ۲۶)

"تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اُتارا۔"

علامہ قرطبی نقل کرتے ہیں؛

فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ اَبِیْ بَکْرٍ (قرطبی ج ۸ ص۱۴۸)

"یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی اطمینان و تسکین کی مخصوص کیفیت وارد فرمائی۔ (سیرۃ النبویہ ج۲ ص۵) جس سے اُن کی تمام پریشانیاں دُور ہو گئیں۔

یاد رکھیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غار میں اپنی جان کا کوئی غم نہ تھا بلکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا غم تھا کہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

؎ خواجۂ اوّل کہ اوّل یارِ اوست — ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اوست
چوں سکینہ شد زحق منزل برو — گشت مشکل ہائے عالم حل برو

؎ بعد نبیاں دے ہے شان صدیق دا — ویکھو رُتبہ مُحمّد دے دِلدار دا
ثانی اثنین قرآن وِچ آگیا — ڈِٹھا ایثار جو غار دے یار دا

کفارِ مکہ آپس میں باتیں کر رہے تھے اور حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی باتیں سُن رہے تھے۔ کافر کہہ رہے تھے؛ اگر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) اس غار میں داخل ہوتے، تو مکڑی کا جالا درہم برہم ہو جاتا کبوتر کے انڈے ٹوٹ جاتے اور اس درخت کی ٹہنیاں ٹوٹ جاتیں۔

؎ ویکھ کے ایہہ اجنبہ کہندے کافر مشرک سارے
بندہ جے کوئی لنگھیا ہوندا آکے اِس وِچ غارے

؎ جالا ٹُٹ جانا سی پہلے، نہ کبوتر ہوندا
ایتھے نئیں مُحمّد سرور، سارا لشکر کہندا

مگر کھوجی کہہ رہے تھے، اس سے آگے قدم کے نشان نہیں، یقیناً محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) اسی غار میں ہیں، مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ معجزہ تھا کہ آپ کافروں کو نظر نہ آئے۔

حضرت علامہ امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ان واقعات کو یُوں نقل فرمایا ہے؛

فَالصِّدْقُ فِی الْغَارِ وَالصِّدِّیْقُ لَمْ یَرِیَا
وَھُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا بِالْغَارِ مِنْ اَرَمٖ

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں تھے، اور کافر ایسے اندھے ہوئے کہ کہنے لگے غار میں کوئی بشر نہیں ہے"

؎ بود اندر غار بوبکر و رسُول اللہ نہاں — کافراں گفتند ایں جا نیست از مردماں

ظَنُّوا الْحَمَامَ وَظَنُّوا الْعَنْکَبُوْتَ عَلٰی
خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحُمٖ

کفار نے خیال کیا کہ اس غار کے منہ پر (جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام موجود تھے) کبوتروں نے انڈے دیئے ہیں اور مکڑی نے جالا تنا ہے۔ (سیرۃ النبویہ ابن ہشام ج۲ ص۴)

؎ کافراں راشد گماں بر ذاتِ آں عالی نہاد — کہ شنیدہ عنکبوت و کبوتر بیضہ داد

؎ غلامِ مصطفےٰ صدیق اکبر — تے ساڈا پیشوا صدیق اکبر
امیر المومنیں صدیق اکبر — اِمامُ المتقیں صدیق اکبر
ہے ساتھی غار دا صدیق صائم — نبی دا جانشیں صدیق اکبر

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ے جھٹ اتھاں دیاں عقلاں اُتے ربّے پردے پائے
اوتھوں واپس مڑ گئے کافر قدرت رنگ وکھائے

ے ماہی میرا سب توں سوہنا زلفاں چھلّے وے چھلّے   لوکی لبھدے رب نوں تے رب اینہوں سہرے گھلّے

غار میں جنّتی چشمہ

وَرُوِیَ اَنَّ اَبَابَکْرٍ عَطَشَ فِی الْغَارِ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِذْھَبْ اِلٰی صَدْرِ الْغَارِ فَاشْرَبْ فَانْطَلَقَ اَبُوْبَکْرٍ اِلٰی صَدْرِ الْغَارِ فَوَجَدَ مَاءً اَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ وَاَبْیَضَ مِنَ اللَّبَنِ وَاَزْکٰی رَائِحَۃً مِّنَ الْمِسْکِ فَشَرِبَ مِنْہُ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَ الْمَلَکَ الْمُؤَکَّلَ بِاَنْھَارِ الْجَنَّۃِ اَنْ اَخْرِقْ نَھْرًا مِّنْ جَنَّۃِ الْفِرْدَوْسِ اِلٰی صَدْرِ الْغَارِ لِیَشْرَبَ اَبُوْبَکْرٍ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ) وَلِیْ عِنْدَ اللّٰہِ ھٰذِہِ الْمَنْزِلَۃُ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ (نَعَمْ) وَاَفْضَلُ وَالَّذِیْ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ نَبِیًّا لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مُبْغِضُکَ وَلَوْ کَانَ عَمَلُہٗ عَمَلَ سَبْعِیْنَ نَبِیًّا۔ (تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۴۲۵ زیر آیت لاتحزن) (دُرِّ منثور ص ۲۴۲ ج ۳، سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۴۸، ریاض النضرۃ ص ۱۱)

"روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں پیاسے ہوتے تو حضور سرورِ عالم نبی محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا غار کے درمیان جاؤ اور پانی پی لو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار کے درمیان گئے تو پانی پالیا جو شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید اور مشک و عنبر سے زیادہ خوشبودار تھا۔ پس انہوں نے اسی پانی میں سے پانی پی لیا۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بیشک جنت کی نہروں کے مُوکّل فرشتے سے فرمایا کہ جنت الفردوس سے ایک نہر کھود کر غار کے درمیان پہنچا دے تاکہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پیے۔

(حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی) یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) کیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرا اتنا مرتبہ ہے؟ تو حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبی برحق مبعوث فرمایا، تیرے ساتھ بغض رکھنے والا ہرگز جنّت میں داخل نہ ہوگا، اگرچہ اس کے عمل ستر انبیاء کرام کے اعمال کے برابر ہوں۔"

ے مُحمّد کے کرم کی حد نہیں   مُحمّد کے سخن پر رد نہیں
ے محمد کی رحمت بڑی چیز ہے   محمد کی برکت بڑی چیز ہے
(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

برادرانِ اسلام! سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی کی طلب محسوس کی اور پیاس کی شدت کی وجہ سے دل میں سوچا تو کملی والے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باذن اللہ پانی عطا فرما دیا، اس لئے کہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی بارگاہِ اقدس ہے کہ ان سے جس نے بھی جو کچھ مانگا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسے عطا فرما دیا۔

ے جس کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل   ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اندھی آنکھوں کو بینائی لوٹا دی۔
(شفا شریف، ج ۱، ص ۱۱۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حافظہ بڑھا دیا۔ (مشکوٰۃ ص ۵۳۵)
اور حدیبیہ میں پانی نہ ملنے پر انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری کر دیا اور یہ پانی تین سو صحابہ کو پلا دیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے   دینے والا ہے سچا ہمارا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)
رب ہے مُعطی یہ ہیں قاسم   رزق اُس کا ہے کھلاتے یہ ہیں
اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرْ   ساری کثرت پاتے یہ ہیں

Scanned with CamScanner

حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اہل خانہ کی خدمت گزاریاں

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس غار میں کم و بیش تین دن قیام فرمایا۔ سیدنا حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما ہر روز کی نئی خبریں دے جاتے۔

۲۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھانا پہنچا کر جاتیں ۳۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آزاد کردہ غلام اور چرواہا حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو ریوڑ لے کر آتا اور دودھ پیش کر جاتا۔

غرضیکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنبہ کا ہر فرد، بلکہ غلام تک حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کے لئے کمربستہ تھے اور قابل اعتماد تھے کہ انہوں نے کسی پر راز ظاہر نہ کیا اور کافروں کا بڑے سے بڑا انعام بھی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نہ للچا سکا،
(دلائل النبوۃ صفحہ ۴۸۰ ج ۲، سیرت حلبیہ صفحہ ۳۴ ج ۲، سیرۃ النبویہ لابن ہشام صفحہ ۱۳۴ ج ۲)

ابوبکر صدیق دا پُت گھبرو اے عبداللہ تت غار دے وچ آوندا اے
جو جو مشورے مت کفار کردے چوری آکے سب سناوندا اے،
دِتے رہندا سی اوہناں دے وچ پھردا، رات غار دے وچ لنگھاوندا اے
عامر بن فہیرہ غلام نامی، ابوبکر دا مال چُگا وندا اے
غار والیاں یاراں نوں نال پردے، چو چو کے دودھ پلاوندا اے
اسماء اسم صدیق دی نیک دختر، جس تے کرم کریم کماوندا اے

کفار مکہ اپنے منصوبے میں ناکام رہے اور خائب و خاسر ہو گئے۔

پھوکاں مار بجھاون لوڑن نور محمد والا
نور محمد کدی نہ بجھسی، وعدہ حق تعالیٰ

غار کی ایک رات کی فضیلت

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بمع اہل و عیال اس سفر ہجرت میں خدمت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سعادت نصیب فرمائی اور اس کا صلہ و اجر یوں ملا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سر اقدس میری جھولی میں تھا۔ رات روشن تھی۔

اِذْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہَلْ یَکُوْنُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ النُّجُوْمِ السَّمَآءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ قُلْتُ فَاَیْنَ حَسَنَاتُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ اِنَّمَا جَمِیْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ کَحَسَنَۃٍ وَّاحِدَۃٍ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۶۰)

"میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کی گنتی کے برابر ہیں؟ فرمایا: ہاں! (وہ حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ہیں۔ میں نے عرض کیا: حضرت (ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی نیکیوں کا کیا حال ہے؟ فرمایا: بیشک عمر (رضی اللہ عنہ) کی تمام نیکیاں ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی اُس ایک نیکی کے برابر ہیں۔"

سایۂ مصطفیٰ، مایۂ اصطفا — عزّ و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل — ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقیں، سید المتقیں — چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام
بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدیق اکبر کا — ہے یارِ غار محبوبِ خدا صدیق اکبر کا
نبی کا اور خدا کا مدح گو صدیق اکبر کا — نبی صدیق اکبر کا، خدا صدیق اکبر کا

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْن ۝

Scanned with CamScanner

غارِ ثور سے روانگی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٥ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ
وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ٥ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ٥
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ٥ (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۸۰)

اور دُعا مانگا کیجیے کہ اے میرے رب! جہاں کہیں تو مجھے لے جائے، سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں کہیں سے مجھے لے آئے، سچائی کے ساتھ لے آ، اور عطا فرما مجھے اپنی جناب سے وہ قوّت جو مدد کرنے والی ہو۔"

قَالَ زَیْدُ بْنُ اَسْلَمَ جَعَلَ اللّٰہُ لَہٗ مُدْخَلَ صِدْقٍ اَلْمَدِیْنَۃَ وَمُخْرَجَ صِدْقٍ مَکَّۃَ وَسُلْطٰنًا نَّصِیْرًا اَلْاَنْصَارُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ (روح البیان زیرِ آیت ص۴۶ ج۳، تفسیر مظہری زیرِ آیت)

"حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے لئے مُدْخَلَ صِدْقٍ مدینہ منوّرہ بنایا اور مُخْرَجَ صِدْقٍ مکّہ مکرّمہ اور سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا انصار صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم بنائے۔"

حضور نبیِ کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو جب ہجرت کا حکم ملا، تو یہ آیت نازل ہوئی، جس میں دُعا کی تلقین فرمائی گئی ہے اے ربِّ کریم! میرا مکّہ سے ہجرت کرنا بھی سچائی کے

ساتھ ہو اور مدینہ میں ورود بھی سچائی کے ساتھ ہو، یعنی دونوں کا انجام سچائی کے ساتھ ہو، اور دونوں کاموں کا انجام نیک ہو، میں کہیں سے کوچ کروں یا کہیں ٹھہروں، تیری تائید و نصرت میرے شاملِ حال ہو، چنانچہ جو دُعا اللہ کریم نے اپنے محبوب علیہ الصّلوٰۃ والسلام کو سکھائی تھی۔ دُنیا نے دیکھا اُس کا ایک ایک حرف پورا ہوا، مدینہ مہبطِ انوارِ نبوّت بنا اور چند سال بعد جب مکّہ کا یہ مُسافر دس ہزار جاں نثار صحابہ کے جھرمٹ میں داخل ہوا تو کفر و شرک کی تاریکی دُور ہوگئی اور مکّہ مکرّمہ بقعۂ نوُر بن گیا۔ بُتوں سے کعبہ پاک ہوگیا، حق تعالیٰ کا بول بالا ہوا اور باطل پسپا ہوگیا۔

ایمان ملا اُن کے صدقے، عرفان ملا اُن کے صدقے
قرآن ملا اُن کے صدقے، پڑھو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
یا سرورِ عالم صَلِّ عَلٰی
صدقے اُن کے میخانے پر، ہر دم رحمت برسانے پر
مُہرِ نبوّت شانے پر، پڑھو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
یا سرورِ عالم صَلِّ عَلٰی

ابرِ رحمت جھوم کر اُٹھا فلک سے ناگہاں — شرک کے ایوان پر برسیں ہزاروں بجلیاں
چار سُوئے خانۂ باطل اندھیرا چھا گیا — خاورِ حق سے کرن پھوٹی اور سویرا ہو گیا
ہو گیا خونِ جواں پھر پیری میں رواں — جہل کے سینے میں کی پیوست انسانی سناں

غار سے روانگی

برادرانِ اسلام! حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی تلاش میں کافروں نے گلی کوچے چھان لیے، جنگل اور غار تک کھنگال ڈالے، مسلسل ناکامیوں اور نامرادیوں کے بعد مایوس ہوگئے اور مسلسل مایوسیوں نے ان کے دلوں کو سرد کر دیا۔ جب غارِ ثور میں تین راتیں گزر گئیں، تو تیسرے روز صبح کے وقت عبد اللہ بن اریقط، جسے راہبری کے لئے اجرت پر مقرر کیا گیا تھا،

حسبِ وعدہ پہنچ گیا اور اُس نے دو اونٹنیاں پیش کیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آگئے، تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غار سے باہر تشریف لائے۔

مسافر تین روز و شب رہے اس غار کے اندر　　غذا ملتی رہی تازہ بفضلِ خالقِ اکبر
سکوں افشاں ہوا دنیا پہ چوتھی رات کا سایہ　　تو عامر گھر سے اک ناقہ کی جوڑی لے کے غار آیا
ادب سے عرض کی بوبکر نے اے رحمتِ باری　　سوارِ ناقہ ہو کر کیجئے چلنے کی تیاری
ہوا ارشاد اس ناقہ کی قیمت طے کرو پہلے　　کہ ہم قیمت بغیر اس کو نہ لیں گے سوچ لو پہلے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہترین اونٹنی جس کا نام جُدعا یا قصویٰ تھا، پیش کی اور عرض کی: یارسُول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) سواری فرمائیے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنِّی لَا اَرْکَبُ بَعِیْرًا لَیْسَ لِیْ "میں اُس اونٹ پر سوار نہ ہوں گا جو میرا نہ ہو۔"

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:

ھِیَ لَکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ۔

"یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، میرے ماں باپ آپ پر قربان، یہ آپ کا ہی ہے"

؎ دوڑا جیاں یار صدیق دیاں خدمت وچ غلام لیا وندا اے
سرور اک خرید لئی دے قیمت، یثرب جان دا حکم فرماوندا اے

حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بتاؤ تم نے اس کی کتنی قیمت ادا کی ہے؟ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کیا: میں نے اس کے اتنے درہم ادا کئے ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں یہ اونٹنی اس قیمت کے عوض خریدتا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس اونٹنی پر سوار ہوتے اور اپنا ردیف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنایا اور دوسرے اُونٹ پر حضرت

عبداللہ اور عامر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سوار ہوگئے اور چلنا شروع کردیا۔ راستے میں اگر کوئی پوچھتا کہ یہ کون ہیں؟ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواب دیتے:

رَجُلٌ یَّھْدِیْنِیَ الطَّرِیْقَ۔　　یہ مجھے راستہ دکھانے والے ہیں،

(مدارج النبوۃ ص ۱۰۱ ج ۲، سیرۃ النبویہ لابن ھشام ص ۲ ج ۲، دلائل النبوۃ ص ۴۷۹ ج ۲)

بظاہر چند اہلِ کارواں معلوم ہوتے تھے
مگر ان کے جلو میں دو جہاں معلوم ہوتے تھے

ہجرت کا راستہ

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے لوگوں کی ایک دوسرے کے ہاں آمد و رفت تھی اور آپس میں رشتہ دار بھی تھے اور تجارتی تعلقات بھی تھے۔ اہلِ مکہ، مدینہ کی بہترین کھجوریں خریدنے وہاں جایا کرتے تھے اور اہلِ مدینہ حج وغیرہ کے لئے مکہ مکرمہ آیا کرتے تھے۔ ان دونوں شہروں کے درمیان سفر کرنے کے لئے مشہور راستے تھے، جن پر یہ آیا جایا کرتے تھے، اس لئے ان راستوں سے سفر کرنا خطرے سے خالی نہ تھا اور یہ بھی اندیشہ تھا کہ مشرکین مکہ ضرور ان کی تلاش میں نکلیں گے، اس لئے ماہر راہبر عبداللہ بن اریقط نے اس سفر کے لئے غیر معروف راستہ اختیار کیا۔

؎ ازل کے دن سے یہ خاک یوں ہی پاک ہوتی تھی　　وضو کرتی تھی ہر ذرّے کا منہ کرنوں سے دھوتی تھی
کیا کرتی تھی غسلِ آفتابی اس لئے وادی　　کہ گزرے گا یہاں سے ایک دن اسلام کا ہادی
اُٹھی اک روز آوازِ بلند اللہ اکبر کی　　سواری جانبِ یثرب محبوبِ باری کی
در و دیوار ایستادہ ہوئے تعظیم کی خاطر　　زمیں کیا آسماں بھی جھک گئے تعظیم کی خاطر

حضور رحمۃ للعالمین خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے یارِ غار کو جب راہبر لے کر غار سے چلا، تو مکے کے نشیبی علاقے سے گزر کر ساحل سمندر کا رخ کیا اور عسفان کے نیچے سے گزرتا ہوا عام راستے پر آگیا اور وہاں سے امج گاؤں کے نیچے سے گزرا، پھر

قدید سے گزرتا ہوا عام راستہ پر آگیا، وہاں سے چلتے چلتے خرار، وہاں سے المرہ کے موڑ پر پہنچا، وہاں سے لِفت آیا، وہاں سے مَولجہ لِقف پہنچا، پھر وہاں سے مولجہ مجاج پھر وہاں سے مرجح مجاج، پھر وہاں سے مرجحہ ذی الغضوین پہنچا۔ وہاں سے ذی کشر، وہاں سے جداجد، وہاں سے اجرد آیا، پھر ذا سلم سے ہوتے ہوئے مولجہ تعہن اور وہاں سے (عب لبیب) عب لبید پہنچا، وہاں سے فاجہ پہنچا۔

وہاں سے نیچے اتر کر عرج آیا۔ یہاں پہنچ کر رسُولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بنی اسلم کے ایک شخص جس کا نام اوس بن حجر ہے۔ اُس کو ایک اونٹ پر سوار کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا اور اس کے ساتھ ایک غلام جس کا نام مسعود بن ہنید تھا، روانہ کیا تاکہ اہلِ مدینہ کو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی آمد کی اطلاع دیں۔ یہاں سے روانہ ہو کر عرج اور عرج سے روانہ ہو کر عائر کے موڑ تک پہنچا اور کوبہ کے موڑ کے دائیں طرف سے گزرتا ہوا رئم کی وادی میں اترا اور یہاں سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر قبا پہنچا، جہاں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے غلام آپ کے لئے چشم براہ تھے۔

یہ تمام سفر بارہ۱۲ دن میں طے ہوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بارہ۱۲ ربیع الاوّل شریف بروز پیر، عصر اور مغرب کے درمیان مدینہ منورہ پہنچے۔

(سیرۃ النبویۃ لابن ہشام ص ۲/۹، طبقات الکبریٰ ج ۳، ص ۲۳)

دَورانِ سفر کے واقعات

اثنائے سفرِ ہجرت، یہ قافلہ صحراؤں، پہاڑوں اور دشوار گزار وادیوں سے گزرتا ہوا اپنی منزل کی طرف بڑھ رہا تھا۔ بغیر آرام کئے پورا دن، پوری رات اور آنے والے دن کی دوپہر تک یہ قافلہ کہیں نہ رُکا۔ دوسرے دن جب دوپہر ہوگئی، دھوپ تیز ہوگئی، گرم لُو چلنے لگی، تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیال کیا کہ حضور سیدِ عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آرام کے لئے کوئی جگہ تلاش کی جائے۔ چاروں طرف نظر دوڑائی، مگر کوئی سایہ دار درخت نظر نہ آیا، البتہ ایک چٹان نظر آئی، جس کا سایہ دوپہر کے وقت بھی موجود تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں پہنچ کر زمین کو صاف کیا، نوکدار پتھروں کو ہموار کیا اور زمین پر چادر بچھا دی اور عرض کیا یا رسُول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) تشریف لائیں اور آرام فرمائیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آرام کے لئے لیٹ گئے، تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہرہ دینے کے لئے ایک چٹان پر چڑھ گئے اور دور تک نگاہ دوڑائی کہ کوئی دشمن آپ کے پیچھے تو نہیں رہا۔ آپ نے دیکھا کہ ایک چرواہا بکریوں کا ریوڑ لے کر اسی چٹان کی طرف آرہا تھا۔

جب وہ قریب آیا اور بکریوں کو سائے میں کر دیا، تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: تم کون ہو اور یہ ریوڑ کس کا ہے؟ اس نے اپنا اور اپنے مالک کا نام بتایا۔ آپ اس کے مالک کو پہلے سے جانتے تھے۔ آپ نے چرواہے سے دودھ طلب کیا۔ چرواہے نے ریوڑ میں سے ایک بکری کو پکڑا اور اس کا دودھ دوہ کر پیش کیا۔ آپ نے اس میں پانی ملا کر ٹھنڈا کیا اور حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بیدار ہونے پر دودھ پیش کیا۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے نوش فرمایا اور پھر وہاں سے اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگئے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۵۷، مدارج النبوۃ ج ۳، ص ۱۶)

کیا آرام ایک پتھر کے سائے میں رسالت نے مہیا کر دیا دُودھ اِس جگہ بھی جوشِ خدمت نے
ہوئی جس وقت ہلکی دُھوپ کی جب شعلہ سامانی پیا شیرِ مصفا آپ نے چلنے کی پھر ٹھانی

اُمِّ معبد کی بکری

اثنائے سفر ایک خیمہ کے پاس سے گزر ہوا۔ یہ خیمہ قدید میں تھا، اس خیمہ کے باہر ایک باوقار خاتون بیٹھی ہوئی تھی، اس کا نام عاتکہ بنت خلف بن معبد بن ربیعہ تھا اور کنیت ام معبد تھی، اس کا تعلق بنی خزاعہ قبیلے سے تھا۔ یہ اپنے خیمے کے دروازے پر بیٹھ کر مسافروں کی مہمان نوازی اور خاطرداری

کیا کرتی تھی اور پانی پلایا کرتی تھی۔ اس سال بارش نہ ہونے کی وجہ سے تنگدستی میں مبتلا تھی۔ حضور نبیِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس سے کھجوریں، دودھ اور گوشت کھانے کے لئے طلب کیا، ان میں سے کوئی چیز اس کے پاس موجود نہ تھی اُس نے معذرت کی اور کہا کہ یہ سال ہمارے لئے سخت خشک سالی کا ہے۔ اگر کچھ بھی موجود ہوتا، تو آپ کی ضرور مہمان نوازی کرتی۔ اچانک خواجۂ کائنات فخرِ موجودات صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی نظر خیمہ کے ایک کونے پر پڑی، وہاں ایک بکری بیار لاغر اور دُبلی پتلی بیٹھی دیکھی۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:

کیا اس بکری کی کھیری میں کچھ دُودھ ہے؟ اُمِّ معبد نے عرض کیا: یہ اس قدر کمزور ہے کہ دُودھ نہیں دے سکتی۔ حضور نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:

کیا تم اجازت دیتی ہو کہ میں اس کو دوہ لوں۔ اُس نے کہا اگر اس میں دودھ ہے تو ضرور دوہ لیں۔ اس کے بعد حضور رحمۃ للعالمین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنا دستِ مبارک بکری کے تھنوں پر پھیرا اور بسم اللہ پڑھ کر فرمایا:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھَا فِیْ شَاتِھَا۔ اے اللہ! اُمِّ معبد کی بکری میں برکت دے۔

تو اُس کے تھن دُودھ سے بھر گئے۔ حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا دُودھ کے لئے بڑا برتن لاؤ، دوہنا شروع کیا، تو برتن بھر گیا حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اُمِّ معبد کو پلایا، پھر ساتھیوں کو پلایا اور آخر میں ساقیِ کوثر علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے خود نوش فرمایا۔ پھر دوبارہ دوہنا شروع کیا تو خیمہ کے تمام برتن بھر دیئے۔

سہ
اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھِلا دیئے ہیں
جس راہ پہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں
میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں، دُر بے بہا دیئے ہیں

دانشمند عاقل مائی اُمِّ معبد نیک بخت شریف سداوندی اے
خیمہ اوس دا مدینے دے راہ اتے راہی پاندی دا بھار اٹھاوندی اے
ڈیرے اُسدے آن سوار لتھے تکدیاں سارا ادب بجاوندی اے
جی آیاں مسافر جی آیاں جاندی وارے گھول گھماوندی اے
کر کے وضو تے پڑھی نماز یاراں دیکھ دیکھ صدقڑے جاوندی اے
خدمت لئی مسافراں ذبح خاطر ماندی بکری کول لیاوندی اے
نبی پشت تے رکھیا ہتھ نوری اوسے وقت دھاراں تھنیں پاوندی اے
نالے پین سارے نالے بھرے برتن مائی خیمے دے وچ لٹکاوندی اے

حضور نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دستِ مبارک کے چھُونے کی برکت سے یہ بکری اٹھارہ سال تک زندہ رہی اور صبح و شام دُودھ دیتی رہی۔ حضور اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم یہاں سے آگے اپنے سفر کو روانہ ہو گئے۔

تھوڑی دیر بعد اُمِّ معبد کا خاوند ابو معبد اکثم بن ابی الجون اپنی لاغر بکریوں کو گھر لے آیا۔ دودھ سے بھرا ہوا برتن دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ دودھ کہاں سے آ گیا؟ اُمِّ معبد نے بتایا کہ ایک عالی ہمّت اور بلند شخصیت نے ہمارے گھر کو مشرف فرمایا، اُن کے ہاتھ سے یہ فراخی و برکت حاصل ہوئی۔ ابو معبد نے کہا: اُن کا حلیہ تو بتاؤ؟ اُمِّ معبد نے جواب دیا:

رَأَیْتُ رَجُلًا ظَاھِرَ الْوَضَاءَۃِ حَسَنَ الْخَلْقِ مَلِیْحَ الْوَجْہِ

"میں نے ایسا شخص دیکھا، جس کا حُسن نمایاں تھا، جس کی ساخت بڑی خوبصورت اور چہرہ ملیح تھا۔ قَسِیْمٌ فِیْ عَیْنِہٖ دَعَجٌ وَفِیْ اَشْفَارِہٖ وَطَفٌ وَفِیْ صَوْتِہٖ صَحَلٌ۔ بڑا حسین، بہت خوبرو، آنکھیں سیاہ اور بڑی پلکیں لانبی۔

اَحْوَلُ اَکْحَلُ اَزَجُّ ، اَقْرَنُ وَفِیْ عُنُقِہٖ سَطَعٌ۔

سیاہ چشم، سُرمگیں، دونوں ابرو باریک اور ملے ہوئے اور گردن چمکدار تھی

وَفِيْ لِحْيَتِهٖ كَثَاثَةٌ، اِنْ صَمَتَ فَعَلَيْهِ الْوَقَارُ۔

اور ریش مبارک گھنی تھی اور جب وہ چُپ ہوتے، تو پُروقار ہوتے۔

وَاِنْ تَكَلَّمَ سَمَا عَلَاهُ الْبَهَاءُ حُلْوُ الْمَنْطِقِ۔

فَعْلٌ لَا نَذْرٌ وَلَا هَذَرٌ۔

اور جب گفتگو فرماتے، تو چہرہ پُرنور اور بارونق ہو جاتا،

گفتگو واضح ہوتی اور بے فائدہ نہ ہوتی۔

كَانَ مَنْطِقَهٗ خَرَزَاتِ نَظْمٍ يَتَحَدَّرْنَ۔

گفتگو موتیوں کی لڑی ہوتی، جس سے موتی جھڑ رہے ہوتے۔

؎ پتلی پتلی گُلِ قدس کی پتیاں — اُن لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
لیلۃ القدر حق، مطلع الفجر حق — مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام
نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود — اُونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اُٹھ گئی دم میں دم آ گیا — اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

اَبْهَى النَّاسِ وَاَجْمَلُهٗ مِنْ بَعِيْدٍ، وَاَحْسَنُهٗ مِنْ قَرِيْبٍ

دُور سے دیکھنے پر سب سے زیادہ جمیل اور بارعب نظر آتے ہیں اور قریب سے خوبرو نظر آتے ہیں۔

؎ آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے — اس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام

رَبْعَةٌ لَا تَشْنَاهُ عَيْنٌ مِنْ طُوْلٍ، لَا تَقْتَحِمُهُ عَيْنٌ مِنْ قِصَرٍ

درمیانہ قد، نہ اتنا طویل کہ آنکھوں کو بُرا لگے نہ اتنا پست کہ آنکھیں حقیر سمجھنے لگیں

غُصْنٌ بَيْنَ غُصْنَيْنِ فَهُوَ اَنْضَرُ الثَّلَاثَةِ مَنْظَرًا وَاَحْسَنُهُمْ قَدْرًا۔

آپ دو شاخوں کے درمیان ایک شاخ تھے، جو سب سے زیادہ سبز و شاداب اور قد آور ہو

؎ اُس صورت نوں میں جان آکھاں — جانان کہ جانِ جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رَبّ دی شان آکھاں — جس شان توں شاناں سب بنیاں

لَهٗ رُفَقَاءُ يَحُفُّوْنَ بِهٖ اِذَا قَالَ اسْتَمَعُوْا لِقَوْلِهٖ

اِن کے ایسے ساتھی تھے، جو ان کے گرد حلقہ بنائے ہوتے تھے،

اگر انہیں کچھ کہتے تو فوراً حکم کی تعمیل کرتے۔

؎ جس مسلماں نے دیکھا اُنہیں اِک نظر — اُس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام

مَحْفُوْدٌ مَحْشُوْدٌ لَا عَابِسٌ وَلَا مُفَنَّدٌ۔

(ابن کثیر ص ۲۶۱ ج ۲، دلائل النبوۃ ص ۹۵ ج ۲ باختلاف الفاظ)

سب کے مخدوم و محترم، نہ ترش رُو تھے اور نہ اُن کے فرمان کی مخالفت کی جاتی تھی"۔

ابو معبد نے جب اُمِّ معبد سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ تعریف سُنی تو

قَالَ اَبُوْ مَعْبَدٍ هُوَ وَاللّٰهِ صَاحِبُ قُرَيْشٍ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَصْحَبَهٗ وَلَاَفْعَلَنَّ اِنْ وَجَدْتُّ اِلٰى ذٰلِكَ سَبِيْلًا۔

(دلائل النبوۃ ص ۴۹۵ ج ۲، معارج النبوۃ ص ۱۸ ج ۳)

"ابو معبد نے کہا، اللہ کی قسم، یہ قریش کا سردار ہے، بیشک میں ارادہ کرتا ہوں کہ ان کی صحبت اختیار کروں، اور میں ضرور تلاش کروں گا، اگر میں نے ان کی طرف راستہ پا لیا۔"

کچھ عرصہ بعد میاں بیوی دونوں نعمتِ ایمان سے سرفراز ہوئے اور صحرا کو چھوڑ کر مدینہ منوّرہ میں رہائش پذیر ہو گئے۔ (سیرتِ حلبیہ ص ۵۳ ج ۲، سیرۃ النبویۃ لابن ہشام ص ۸ ج ۲)

؎ سیرِ گلشن کون دیکھے، دشتِ طیبہ چھوڑ کر
سُوئے جنّت کون جائے دَر تمہارا چھوڑ کر
مَر کے جیتے ہیں جو اُن کے دَر پہ جاتے ہیں حسنؔ
جی کے مرتے ہیں جو آتے ہیں مدینہ چھوڑ کر

؎ واہ کریم امت دا والی، مہر شفاعت کردا
جبرائیل جیہے جس چاکر نبیاں دا سرکردا
جے لکھ واری عطر گلابوں دھوئیے نت زباناں
نام اونہاں دے لائق نائیں کی قلمے دا کاناں

؎ بھلیو بھلیے وچ جگ دے ہین سوہنے، سوہنے نیّں پر میری جنا ورگے
جدّے وچ پسینیاں ہین اُتے رکھے گئے نے عطر گلاب ورگے
چہرہ ماہِ کنعان دا ویکھ کے تے ماہ وشاں نے نا نگلاں چیریاں
اوہدی اک انگشت دا ویکھ جلوہ سینہ چاک کرلین مہتاب ورگے

؎ وہ کمالِ حُسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں،
یہی پھول خار سے دُور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں (اعلیٰحضرت قدس سرہ)

؎ تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا
پاک محمّد سرورِ عالم، اُچیاں شاناں والا
ملیا راج تے تاج ہے جس نوں دوہاں جہاناں والا

سراقہ بن مالک

کفار نے حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش میں ناکامی کے بعد منادی کرادی کہ جو شخص حضور رسُولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُن کے ساتھی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار کرکے لائے گا یا قتل کرے گا، تو اُن میں ہر ایک کے بدلے میں اُسے سو اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔ عرب کے غریب اور مفلس لوگوں کے لئے یہ بہت بڑا انعام تھا۔ کئی لوگ گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش میں نکلے۔ قبیلہ بنو مدلج کے بھی کئی جوان اس مہم کے لئے روانہ ہو چکے تھے۔ ان میں ایک ماہر جوان تیر افگن اور شمشیر زن تھا، اُس کا نام سراقہ بن مالک جعشمی تھا، اُسے بھی اطلاع ملی، تو وہ بھی تلاش میں نکلا۔

سراقہ بن مالک جعشمی کا بیان ہے کہ میرے پاس قریشِ مکّہ کے قاصد یہ پیغام لے کر آئے کہ جو شخص محمّد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پکڑ لائے گا، اُسے ۱۰۰ اُونٹ فی کس بطورِ انعام دیئے جائیں گے۔ سراقہ کہتے ہیں کہ مَیں مدلج میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے کہا میں نے ایک جماعت کو دیکھا ہے جو ساحل کے راستے سے جا رہے تھے۔ میں سمجھ گیا کہ یہ وہی لوگ ہیں اور اسے اشارہ کیا کہ وہ خاموش رہے، چنانچہ وہ چُپ ہو گیا۔ اسے غلط فہمی میں مبتلا کرنے کے لئے کہا کہ یہ وہ لوگ نہیں ہیں جو تم کہہ رہے ہو، بلکہ یہ تو فلاں فلاں لوگ ہیں جو میرے سامنے سے گزرے تھے۔ شاید ان کا کوئی اُونٹ گم ہو گیا ہے، وہ اس کو ڈھونڈنے کے لئے نکلے ہیں۔ میں کچھ دیر بعد وہاں بیٹھا رہا۔ قوم پر یہ بات ظاہر کرنے کے لئے کہ مجھے ان کے پکڑنے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پھر میں آہستہ سے اُٹھا اپنے گھر آیا اور لونڈی سے کہا میرا گھوڑا لے کر اس ٹیلے کے پیچھے کھڑی ہو جا اور میرا انتظار کر، میں ابھی آتا ہوں اور میں اپنا نیزہ اُٹھا کر گھر کے پیچھے والے دروازے سے نکل گیا اور ٹیلے کے پیچھے موجود گھوڑے پر سوار ہو کر اُسے ایڑی لگائی، وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ اب میں اس قدر قریب پہنچ گیا کہ حتّٰی اِذَا سَمِعْتُ قِرَاءَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تلاوت کی آواز مجھے سُنائی دی" اور حضور سیّد المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام اطمینان سے آگے بڑھ رہے تھے۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ يُكْثِرُ الِالْتِفَاتَ بار بار میری طرف دیکھتے تھے اور جب میں اور نزدیک ہوا تو فَرَسِيْ فِي الْاَرْضِ حَتّٰى بَلَغَتِ الرُّكْبَتَيْنِ۔ میرا گھوڑا گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا۔
فَخَرَرْتُ عَنْهَا۔ مَیں قلابازی کھاتا ہوا نیچے آگرا۔
میں نے گھوڑے کو جھڑکا، وہ جھٹ کود کر باہر نکل آیا۔ میں نے پھر

فال کا تیر نکالا، لیکن اس مرتبہ بھی ناپسندیدہ تیر فال میں نکلا، یعنی تم انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ یہ تیر دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ میں اس مہم میں کامیاب نہیں ہو سکوں گا اور نہ ہی انہیں گرفتار کر سکوں گا۔ میں نے فریاد کرتے ہوئے عرض کی:

اُنْظُرُوْنِیْ فَوَاللّٰہِ لَا اٰذِیَنَّکُمْ وَلَا یَاْتِیْکُمْ مِنِّیْ شَیْئٌ تُکْرِهُوْنَہٗ۔

"مہربانی فرما کر مجھ پر نظرِ رحمت کریں، بخدا میں آپ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچاؤں گا اور نہ میری طرف سے کوئی ایسی بات سنو گے جسے آپ لوگ پسند نہیں کرتے"

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْ لَہٗ: مَاذَا تَبْتَغِیْ؟

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اسے پوچھو کیا چاہتا ہے؟"

قُلْتُ اُکْتُبْ لِیْ کِتَابًا یَکُوْنُ بَیْنِیْ وَبَیْنَکَ اٰیَۃٌ۔

"میں (سراقہ) نے کہا، مجھے ایک تحریر لکھ دیں جو میرے اور آپ کے درمیان نشانی ہو"

قَالَ اُکْتُبْ لَہٗ یَا اَبَا بَکْرٍ۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لکھ دو اے ابا بکر" (رضی اللہ عنہ)

فَکَتَبَ لِیْ ثُمَّ اَلْقَاہُ اِلَیَّ۔

"حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا اور میری طرف ڈال دیا۔"

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے اور جب سراقہ نے واپس لوٹنے کا ارادہ کیا، تو حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کَیْفَ بِکَ یَا سُرَاقَۃُ اِذَا سُوِّرْتَ بِسِوَارَیْ کِسْرٰی؟

"اے سراقہ! اس وقت تمہاری کیا شان ہو گی، جب کسریٰ کے کنگن تجھے پہنائے جائیں گے؟"

میں نے عرض کیا: کسریٰ ابن ہرمز کے کنگن؟

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں!

سراقہ کہتے ہیں میں واپس آ گیا، لیکن اس کا تذکرہ کسی سے تذکرہ نہ کیا، یہاں تک سن آٹھ ہجری میں مکہ فتح ہوا اور اہل مکہ مشرف باسلام ہوئے۔ اس کے بعد حنین و طائف کے معرکے سر ہوئے، اس وقت مجھے خیال آیا کہ میں نے بہت دیر کر دی، مجھے فوراً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو جانا چاہیئے۔

وَمَعِیَ الْکِتَابُ الَّذِیْ کُتِبَ لِیْ۔

"اور میرے پاس وہ گرامی تھا جو میرے لئے لکھا گیا تھا۔"

میں اُس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا، جب آپ بیر جعرانہ کے مقام پر تشریف فرما تھے۔ میں انصار کے شہسواروں کے درمیان سے گزر رہا تھا۔ مجھے اجنبی سمجھتے ہوئے انصاری سواروں نے نیزے چبھونے شروع کئے۔ مجھے کہتے تھے دُور ہٹو، دُور ہٹو۔

حَتّٰی دَنَوْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَهُوَ عَلٰی نَاقَتِہٖ۔

"یہاں تک کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہوا اور آپ اپنی سواری پر سوار تھے"

میں نے وہ تحریر نامہ پکڑ کر ہاتھ بلند کیا اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، آپ کا یہ گرامی نامہ میرے پاس ہے، میں سراقہ بن مالک ہوں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یَوْمُ وَفَاءٍ وَبِرٍّ۔ آج وعدہ پورا کرنے کا دن

اس کو میرے قریب آنے دو۔ قَالَ فَاَسْلَمْتُ، میں قریب ہوا اور اسلام لے آیا۔ (دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۴۸۳ تا ۴۹۰، مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۰۴، معارج النبوۃ ص ۱۹ ج ۳، سبل الہدیٰ حاشیہ ص ۳۵۲ ج ۳، سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۴۸، سیرت النبویہ لابن ہشام ص ۶ ج ۲)

Scanned with CamScanner

شاعرِ اسلام حفیظ جالندھری مرحوم اِس واقعہ کو یُوں بیان کرتے ہیں:

مقرر ہو چکا تھا اس طرف انعام اونٹوں کا ۔۔۔ گرفتاری کی خاطر بچھ چکا تھا دام اونٹوں کا
سراقہ ابنِ مالک کو ہوس نے آج پھر اکسایا ۔۔۔ چڑھا گھوڑے کے اوپر اور نبی کو ڈھونڈنے آیا
نظر آیا اسے اب قافلہ ایمان والوں کا ۔۔۔ ہوس نے بھر دیا سوادنٹ سے دامن خیالوں کا
سراقہ خوش ہوا گھوڑے کو دوڑاتا ہوا دوڑا ۔۔۔ نہایت زعم سے نیزے کو چمکاتا ہوا دوڑا
پڑا ہاتھوں میں رعشہ ڈر سے نیزہ گر گیا اُس کا ۔۔۔ یہ نقشہ دیکھ کر اس کام سے دل پھر گیا اُس کا
مگر اس مرتبہ دامِ بلا میں پھنس گیا گھوڑا ۔۔۔ روایت ہے کہ زانو تک زمیں میں دھنس گیا گھوڑا
پکارا یا محمد بخش دیجے گا خطا میری ۔۔۔ میں گمراہی میں تھا بیشک بدی تھی رہنما میری
میں تائب ہوں مجھے اک امن کی تحریر مل جائے ۔۔۔ تیرے دربارِ رحمت میں مجھے توقیر مل جائے
نرالے رنگ ہیں لیکن خدا کی شانِ والا کے ۔۔۔ تیرے ہاتھوں میں کنگن دیکھتا ہوں دست کسریٰ کے
تحیر خیز تھے معجز نما الفاظ حضرت کے ۔۔۔ عیاں فرما دیئے تھے آپ نے اسرارِ قسمت کے
جہاں کو جلوہ اس پیش گوئی کے نظر آئے ۔۔۔ کہ یہ کنگن سراقہ نے عمر کے عہد میں پائے

بُریدہ غلامیِ رسُول (علیہ الصّلوٰۃ والسلام) میں

جب بُریدہ بن الخصیب نے سُنا کہ حضورِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم، سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مکّہ مکرمہ سے نکل گئے ہیں اور قریش نے ان میں سے ہر ایک کے قتل یا قید پر سَو اُونٹ دینے کا اعلان کیا ہے۔ لالچ میں آکر اُس نے اپنے قبیلے کے ستّر آدمی ساتھ لئے اور اُن کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ بڑی تیزی سے چلا یہاں تک کہ مدینہ منورہ کے قریب حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو جالیا۔ حضور سرورِ کونین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پوچھا: تم کون ہو؟ اُس نے کہا: میں بریدہ بن خصیب ہوں۔ حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم الفاظ کے مادہ سے فال لیا کرتے تھے۔

آپ نے فرمایا، قَدْ بَرَدَ اَمْرُنَا وَصَلَحَ یعنی ہمارا کام اچھا ہے اور اس کے آخر صلح ہے۔
پھر فرمایا: کون سے قبیلے سے تعلق ہے؟ اُس نے کہا قبیلہ بنی اسلم سے۔
حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا: سَلِمْنَا۔ خیر و سلامتی ہے۔
فرمایا، بنی اسلم کی کون سی شاخ سے؟ اُس نے کہا: بنی سہم سے۔
فرمایا: اَصَبْتَ سَہْمُکَ۔ تو نے اپنا حصّہ پالیا۔
اِس کے بعد بُریدہ نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے پوچھا: آپ کون ہیں؟
فرمایا: محمّد بن عبداللہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم)
حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا اسمِ گرامی سنتے ہی بریدہ اسلام لے آئے۔
اور باقی قبیلے والے جو ساتھ تھے، وہ بھی مشرّف باسلام ہوئے۔
حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم، مدینہ منوّرہ داخل ہوتے وقت آپ کے ساتھ ایک جھنڈا ہونا چاہیئے۔
اس کے بعد حضرت بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے سر سے عمامہ (پگڑی) اتارا اور نیزے سے باندھ دیا اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام آگے آگے چلنے لگے اور صحابہ کرام نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اور سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کپڑوں کے سفید جوڑے بطورِ نذرانہ پیش کئے اور حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ اب بمع اہل و عیال ہمیشہ کے لئے مدینہ طیّبہ میں رہائش پذیر ہوگئے۔

(معارج النبوّۃ ص۲۲ ج۳، مدارج النبوّۃ ص۱۰۵ ج۲، محمد رسُول اللہ ص۵۴۷ ج۲، سیرتِ حلبیہ ص۵۵ ج۲)

حفیظ جالندھری حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ کو اس طرح لکھتے ہیں:

ابھی یہ قافلہ دامانِ منزل تک نہ پہنچا تھا ۔۔۔ گرفتاری کی خاطر اور اک انبوہ آپہنچا
یہ ستّر آدمی تھے، دہشت ہی گھربار تھا اُن کا ۔۔۔ جواں ہمت بریدہ اسلمی سردار تھا اُن کا
اسی انعام کا لالچ انہیں بھی کھینچ لایا تھا ۔۔۔ یہ فتنہ راستے میں اہلِ مکّہ نے اٹھایا تھا

مگر اسلام کی دولت لکھی تھی اُن کی قسمت میں — بریدہ آگیا آتے ہی دامانِ نبوّت میں،
شرف پایا جو اس نطقِ خدا سے ہمکلامی کا — تہیہ کرلیا سب نے محمد کی غلامی کا'
بُتوں کو چھوڑ کر دنیائے باطل سے جُدا ہو کر — چلے یثرب کی جانب ہمرکابِ مصطفےٰ ہو کر،
محبت میں بریدہ نے اُتارا اپنا عمامہ — اسے نیزے سے باندھا اور یہ جھنڈا اس طرح کا تھا
یہ جھنڈا امن و راحت کی بشارت دیتا جاتا تھا — طلوعِ صبح وحدت کی شہادت دیتا جاتا تھا
جہاں کو از سرِ نو نُور سے معمور کرنے کو — دلوں سے کفر کا زنگ و کدورت دُور کرنے کو
وہ جس کا اک اشارہ رُوحِ مُردہ کو جلاتا ہے — وہی تشریف لاتا ہے، وہی تشریف لاتا ہے

اتنے وِچ بریدہ آکھلا نیڑے نبی خلق دے نال پردان ہویا
بھلیا لوکا بتا کی نام تیرا اندر مہر دے شاہ سُلطان ہویا
آکھے نال بریدہ تے کہن سرور انشاء اللہ کم ٹھنڈڑا آن ہویا
حضرت پُچھیا کیہڑا قبیلڑا اے بنی اسلم آکھ لے پریشان ہویا
سرور کہیا سلامتی نظر آوے شکر رب دا نہیں نقصان ہویا
حضرت پُچھیا دس قوم کہیں ایں، بنی سہم دا نام عیان ہویا
خَرَجَ سَہمُکَ بول فرمان سرور حاصل تدھنوں دین ایمان ہویا
تیری فال بریدیا نیک دِسے میرا رب تیتھے مہربان ہویا
اندر پلک بریدے دے رنگ بدلے سُن کے شیریں کلام قربان ہویا
نعرہ مار آکھے سچا نبی ایں توں سنے ساتھیاں دے مسلمان ہویا
ویکھو حکمتاں، آیا سی مارنے نوں، اگوں وِک غلام دربان ہویا
پے گئی کلمے توحید دی گونج اُچی، مہربان کریم رحمان ہویا
پگ لاہ بریدے نے دھری نیزے اگے لے علم نشان ہویا
وڑے بستی قبا وِچ نال شاناں، ظاہر دین امین دا شان ہویا

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن۝

Scanned with CamScanner

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ پہنچنا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی رَحْمَۃٍ لِّلْعَالَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۝
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ

(سُورۃ البلد، پارہ ۳۰، آیت: ۱-۲)

"مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔"

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ سے مُراد مکہ مکرمہ ہے۔

اِیْ اُقْسِمُ بِالْبَلَدِ الَّذِیْ اَنْتَ فِیْهِ۔

"یعنی میں اس شہر کی قسم فرماتا ہوں، جس میں تم ہو۔"

اِیْ نَحْلِفُ لَكَ بِهٰذَا الْبَلَدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ شَرَّفْتَهٗ بِمَكَانِكَ فِیْهِ حَیًّا وَبَرَكَتُكَ مَیِّتًا یَعْنِی الْمَدِیْنَةَ

(تفسیر القرطبی ج ۲۰، صفحہ ۶۱)

"یعنی میں قسم فرماتا ہوں تیری وجہ سے اس شہرِ حرم کی، جس کو شرف دیا میں نے تمہاری زندگی میں، اور تمہاری برکتیں وصال شریف کے بعد یعنی مدینہ طیبہ میں"

معلوم ہوا کہ حضور سید العالمین ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی وجہ سے مکہ معظمہ کے کوچہ و بازار کو وہ نسبت و عزت ملی کہ رب تعالیٰ نے ان کی قسم فرمائی۔

وَاَنْتَ حِلٌّ - یعنی اے محبوب کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام! تم مکّہ مکرمہ میں عارضی طور پر تشریف فرما ہو اور نہ تم کو یہاں رکھا جائے گا تاکہ تمہاری زیارت، کعبے کی وجہ سے نہ کی جائے - اللہ تعالیٰ نے مکّہ مکرمہ کی قسم اس لئے فرمائی کہ وہ حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کی قیام گاہ ہے اور مدینہ منوّرہ کی اس لئے کہ وہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی دائمی قیام گاہ ہے - یعنی اے محبوب! (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم) اگر تم مکّہ مکرمہ میں ہو تو مکّہ معظمہ کی قسم اور اگر مدینہ طیبہ میں ہو تو مدینہ منوّرہ کی قسم -

مدینہ طیبہ میں استقبال

مکّہ مکرمہ سے آنحضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی روانگی کی خبر مدینہ منوّرہ میں پہنچ چکی تھی اور آپ کی آمد کا ہر طرف چرچا تھا اور لوگوں کے دلوں میں آتشِ شوقِ ملاقات بھڑک رہی مدینہ طیبہ سے تین میل دُور ایک آبادی، جسے قبا کہتے ہیں، دیوانگانِ جمالِ محمدی صبح سویرے یہاں پہنچ جاتے اور گردن اُٹھا اُٹھا کر دیکھتے کہ قافلہ نبوی کے راستہ کی اُڑتی ہوئی گرد نظر آجائے - اہلِ عرب صحراؤں کو عبور کرنے کے لئے رات کا سفر کرتے تھے تاکہ چاشت کے وقت تک منزلِ مقصود تک پہنچ جائیں - اہلِ مدینہ سورج ڈھلنے تک انتظار کرتے اور پھر گھروں کو واپس لوٹ جاتے - ان کے دن اور رات انتظار میں گزرتے روز کا یہی معمول تھا -

ایک یہودی اپنے کسی کام سے اونچے ٹیلے پر کھڑا تھا، اچانک اس کی نگاہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اور آپ کے رفقاءِ کرام پر پڑی، جو سفید لباس زیب تن کئے ہوئے تھے، اس سے ضبط نہ ہوسکا اور بے ساختہ بلند آواز سے نعرہ لگایا: ص ۴۹۹ ج ۲

یَا بَنِیْ قَیْلَۃَ هٰذَا صَاحِبُکُمُ الَّذِیْ تَنْتَظِرُوْنَ (شواھد النبوۃ)

"اے قیلہ کے فرزندو! یہ ہے تمہارا بختِ بیدار، دیکھو یہ تمہارے (آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام تمہارے) پاس آگیا ہے، جس کا تم انتظار کرتے تھے"

جب یہ آواز انصار نے سُنی، تو جوشِ مسرّت میں قابو سے باہر ہوگئے — ہتھیاروں کو سجا کر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے استقبال کے لئے آگے بڑھے، تو اُس وقت حضور سرورِ کونین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم اور سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھجور کے درخت کے سائے میں پہنچ چکے تھے - قبا کی پُشت پر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے ملاقات ہوئی، جہاں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام موجود تھے - یہاں قریب ہی ایک چھوٹی سی بستی تھی، جس میں عمر ابن عوف کا ممتاز خاندان آباد تھا - حضور سرورِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم کی میزبانی کا سب سے پہلے شرف انہیں ہی حاصل ہوا - تھوڑی دیر میں تقریباً پانچ سو جاں نثار انصار جمع ہوگئے - حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام خاموشی سے جلوہ فرما تھے - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے لوگوں سے باتیں کر رہے تھے - انصار کے کچھ لوگ جنہوں نے حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم کو نہ دیکھا تھا، وہ آتے اور حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کرتے - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دھوپ کی چمک میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر اپنی چادر کا سایہ کر کے کھڑے ہوگئے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ میں غلام ہوں اور یہاں میرے آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام جلوہ گر ہیں اور حضور نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم نے یہاں (باختلافِ روایات) کم و بیش دس یا چودہ دن قیام فرمایا - امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق دس دن قبا میں رہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت ہے

اَقَامَ اَرْبَعَۃَ عَشَرَ یَوْمًا - آپ نے چودہ دن قیام فرمایا -

امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ علیہ کی روایتیں قریب المعنی ہیں -

(مدارج النبوۃ ص ۱۰۱ ج ۲، معارج النبوۃ ص ۲۴ ج ۳، سیرۃ النبویہ لابن ہشام ص ۱ ج ۲، شواہد النبوۃ ص ۴۹۹ ج ۲)

نکل کر شہر سے خلقت قبا تک چل کے آئی تھی — تمنّا رنگِ حسرت بن کے آنکھوں میں سمائی تھی
ہوا کرتی تھیں فرشِ راہ اُٹھ کر بار بار آنکھیں — ہمہ تن انتظار آنکھیں، ہمہ تن انتظار آنکھیں

بچھاتا تھا تصور منزلوں میں اور راہوں میں
سحر سے شام تک اک شکل رہتی تھی نگاہوں میں
ہوئیں کوتاہ آخر انتظارِ دید کی گھڑیاں
نگاہوں میں آگئیں نمازِ عید کی گھڑیاں
اُٹھا غل لیجیے ذرّوں کے گھر میں آفتاب آیا
زمین و آسماں کا نور جس کے ہمرکاب آیا
اکٹھے ہوگئے ہر سمت سے طالب زیارت کے
شعاعوں کی طرح سے گرد خورشید رسالت کے
نظر آئی جونہی پہلی جھلک روئے منوّر کی
سلامی گونج اٹھی نعرۂ اللہ اکبر کی
پیغمبر نے قبا میں چند دن آرام فرمایا
مروّت نے یہ لطفِ خاص فیضِ عام پایا

مسجدِ قبا

یہاں ایک میدان تھا جس میں کھجوریں خشک کی جاتی تھیں یہ کلثوم بن ہدم، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی میزبان کی ملکیت تھا۔ انہوں نے زمین کا یہ ٹکڑا حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مسجد کے لئے پیش کردیا۔ یہ پہلی مسجد تھی جسے ہجرت کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تعمیر کیا ؎

یہ مسجد اوّلیں بنیاد تھی طاعت گزاری کی
صفا کی صدق کی تقویٰ کی اور پرہیزگاری کی

اس مسجد کی تعمیر میں خود حضور نبیِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حصّہ لیا۔

حضرت شموس بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پتھر خود اٹھاتے تھے اور اس پتھر سے گرنے والی مٹی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چمکتے ہوئے شکمِ مبارک پر پڑتی۔ اگر صحابہ کرام میں سے کوئی صحابی عرض کرتا، یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ یہ پتھر مجھے عطا فرما دیجئے، میں آپ کی طرف سے اٹھا کرلے جاؤں، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے:

لَاخُذْ مِثْلَہٗ "اسے رہنے دو، اس جیسا کوئی اور پتھر اُٹھالو۔"

یہاں تک کہ یہ مسجد پایۂ تکمیل تک پہنچ گئی۔ (سیرتِ حلبیہ ج ۲، ص۵۹)

؎ کملی والا نبی قبا اندر مسجد اک ہونال بنواندا اے
میں قربان جاواں لال آمنہ دا پتھر نال پیار اٹھاؤندا اے

؎ اساسِ دینِ محکم تھی نبی کی خاطرِ عالی
قبا میں سب سے پہلے ایک مسجد بھی بنا ڈالی

؎ یہ مسجد اوّلیں بنیاد تھی طاعت گزاری کی
صفا کی صدق کی تقویٰ کی اور پرہیزگاری کی

مسجدِ قبا کی بنیاد حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رکھی۔
مسجدِ قبا کے پتھر خود حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اُٹھائے۔
مسجدِ قبا میں خود نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے نماز پڑھائی۔
مسجدِ قبا حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری مسجد ہے۔
مسجدِ قبا میں دو نفل پڑھنے سے عمرے کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔
مکے میں عمرہ، طواف و سعی سے مکمل ہوتا ہے۔
مدینے کا عمرہ، مسجدِ قبا میں دو نفل پڑھنے سے مقبول ہوتا ہے۔

؎ اوہ گلیاں بھاگاں بھریاں نے اوہ راہواں قسمتاں والیاں نے
سرکار میری نے جنہاں تے آ پیر مبارک لایا اے

پیر کا دن

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ورودِ مدینہ کا دن، جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بستی قبا میں پہنچے، دوشنبہ (پیر) لکھا ہے اور سورج نصف نہار پر وقت دوپہر تھا، جب آپ مدینہ منورہ پہنچے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

وُلِدَ النَّبِیُّ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَاسْتُنْبِیَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَرَفَعَ الْحَجَرَ الْاَسْوَدَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَھَاجَرَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَقُبِضَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ۔ (ابن اثیر ج ۲، ص۱۰۷)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت پیر کو ہوئی، تاجِ نبوّت بھی پیر کے

دن پہنایا گیا۔ خانۂ کعبہ کے کونے میں حجرِ اسود بھی پیر کو رکھا گیا، اور ہجرت بھی پیر کو ہوئی اور عالمِ فانی سے عالمِ بقا کی طرف بھی پیر کو رحلت فرمائی"

اور دیگر روایات میں یہ بھی ہے کہ حضور نبیٔ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پیر کے دن ہی مدینہ طیبہ میں جلوہ افروز ہوئے۔ (مدارج النبوۃ ج۲ ص۱۰۸، سیرۃ ابن ہشام ج۲ ص۱۱)

قبا سے روانگی

جب حضور سیّد المرسلین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی مدینہ طیبہ میں جلوہ افروزی ہوئی، تو انصار حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی محبت میں ہتھیاروں سے لیس ہو کر استقبال کے لئے نکل پڑے اور ہر جوان، بچہ، مرد، عورت، چھوٹا بڑا کہنے لگا: جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ، جَاءَ نَبِیُّ اللّٰہِ اور انتہائی مسرّت و خوشی کا اظہار کرنے لگے، تو قبیلہ بنی نجّار کی بچّیاں حضور اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تشریف آوری کی خوشی میں دَف بجاتی ہوئی نکل آئیں اور انصار کی پردہ نشین عورتیں اپنے گھروں کی چھتوں پر کھڑے ہو کر بیک زبان یہ کہہ رہی تھیں ؎

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ

"ثَنِیَّاتِ الْوِدَاع (وہ پہاڑ کی چوٹی جہاں مہمانوں کو الوداع کہی جاتی ہے) سے چودھویں کے چاند نے ہم پر طلوع فرمایا۔"

وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعِ

"جب تک اللہ تعالیٰ کو پکارنے والا، اُس کو پکارتا رہے گا، ہم پر لازم ہے کہ ہم اُس کی اِس نعمت کا شکر ادا کرتے رہیں۔"

اَیُّھَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

"اے ہمارے پاس نبی بن کر تشریف لانے والے! آپ اس طرح تشریف لے آئے ہیں کہ آپ کے ہر حکم کی اطاعت کی جائے گی۔"

؎ شہنشاہِ عالم رسُولِ مکرّم — محمّد (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) حبیبِ خدا اللہ اللہ
خدائی دا مالک خدائی دا پیارا — شہنشاہِ ارض وسما اللہ اللہ

؎ چار وار گزار قبا اندر آقا یثرب دی طرف سمھار دے نے
خبراں دُھم گیاں یثرب دیس سارے لگے آوندے یار غار دے نے

حضور نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم اور آپ کے رفیقِ سفر حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند روز قبا میں قیام فرمایا اور جمعہ کے دن آپ وہاں سے روانہ ہوئے، تو لوگوں کا ہجوم اور زیادہ ہو گیا اور بمشکل چند فرلانگ کا فاصلہ طے ہوا اور اربابِ عشق و وفا کا یہ قافلہ اپنے محبوب و رہبر و دلبر صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی قیادت میں بنی سالم بن عمر بن عوف کے محلّہ میں جب پہنچا، تو سورج ڈھل چکا تھا، اور جمعہ ادا کرنے کا وقت ہو گیا تھا، آپ نے کھلے میدان میں نماز ادا کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ صحابہ کرام نے صفوں کو درست کیا اور بیٹھ گئے، تو حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے طویل و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا اور نمازِ جمعہ ادا فرمائی۔ نمازِ جمعہ کے بعد حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اپنی سواری پر سوار ہوئے اور مدینہ طیبہ کی اندرونی بستی کی جانب روانہ ہوئے۔ قبائلِ انصار کے لوگ حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دامنِ کرم کو تھام کر عرض کرنے لگے، یا رسُول اللہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم) ہمارے غریب خانہ میں قیام فرما کر خدمت گاری کی نعمت سے سرفراز فرمائیں۔ حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم ہر ایک کے حق میں دُعائے خیر فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے:

فَقَالَ دَعُوا النَّاقَةَ فَاِنَّھَا مَاْمُوْرَةٌ۔

"فرمایا، میری اُونٹنی کو چھوڑ دو، اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم مل چکا ہے یہ حکمِ الٰہی کے مطابق ٹھہرے گی۔"

Scanned with CamScanner

آپ کی یہ بات سُن کر سب نے سرِ تسلیم خم کر دیا اور اونٹنی کے لئے راستہ صاف کر دیا۔ بنو نجّار کی بچیاں دف بجاتے ہوئے یہ کہہ رہی تھیں:

نَحْنُ جَوَارٌ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ
یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارِ (سیرتِ حلبیہ ج۲ ص۶۶)

"ہم بنی نجّار کی بچیاں ہیں، اے محمد (صلّی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم فداک ابی و امّی) آپ کتنے اچھے پڑوسی ہیں۔"

زبان پر اشرق البدر علینا کی صدائیں تھیں — دلوں میں ما دعیٰ للہ داع کی دعائیں تھیں
کہیں معصوم ننھی بچیاں تھیں دف بجاتی تھیں — رسولِ پاک کی جانب اشارے کر کے گاتی تھیں
کہ ہم ہیں بچیاں نجّار کے عالی گھرانے کی — خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی
مسلماں بیبیاں گھر کی چھتوں پر جمع ہو ہو کر — نظر سے چومتی تھیں عصمتِ دامانِ پیغمبر
در و دیوار ایستادہ ہوئے تعظیم کی خاطر — زمیں بھی آسماں بھی جھک گئے تسلیم کی خاطر
مسلمانوں کے بچے بچیاں مسرور تھے سارے — گلی کوچے خدا کی حمد سے مخمور تھے سارے
نبوّت کی سواری جس طرف سے ہو کے جاتی تھی — درود و نعت کے نغمات کی آواز آتی تھی

حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے یہ شعر سُن کر بنی نجّار کی بچیوں سے پوچھا،
أَتُحِبُّونِي ؟ "کیا تم مجھ سے محبّت رکھتی ہو؟"

عرض کی: اَیْ وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ) قَالَ اَنَا وَاللّٰہِ اُحِبُّکُمْ۔
"اللہ تعالیٰ کی قسم یا رسول اللہ (صلّی اللہ علیک وسلّم) ہم آپ سے محبّت رکھتی ہیں۔"

اس کے بعد حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے چار مرتبہ یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی،

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝
(سورۃ مؤمنون، آیت ۲۹)

"اور عرض کر اے میرے رب مجھے برکت والی جگہ اتار اور تو سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔"

اونٹنی چلتے چلتے اس جگہ بیٹھی، جہاں اب مسجدِ نبوی شریف ہے۔ اونٹنی اٹھی اور چکر لگا کر پھر اسی جگہ بیٹھ گئی۔ جہاں چکر لگایا، وہاں مسجدِ نبوی کی بنیاد پڑی۔ (معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی اونٹنی کو معلوم تھا کہ یہ مسجدِ نبوی کی جگہ ہے) یہاں سب سے قریب تر حضرت ابو ایّوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر تھا۔ حضرت ابو ایّوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم کا سامان اُٹھا کر اپنے گھر لے گئے اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اپنی رہائش کے لیے ان کا گھر ہی پسند فرمایا۔ (دلائل النبوۃ ج۲ ص۵۰۸، مدارج النبوۃ ج۲، ص۱۰۹، البدایہ والنہایہ ج۳، ص۱۹۹، خصائص الکبریٰ ج۱ ص۱۹۰، سبل الہدیٰ ج۳ ص۲۹۰، سیرتِ حلبیہ ج۲، ص۶۵، سیرت النبویہ لابن ہشام ج۲ ص۱۲)

ہر اک مشتاق تھا پیارے نبی کی میہمانی کا — تمنا تھی شرف بخشیں مجھی کو میزبانی کا
سبھی پیارے ہو تم ہر ایک سے مجھ کو محبت ہے — جہاں ناقہ ٹھہر جائے وہیں جائے اقامت ہے
اقامت کو مگر میں نے خدا پر چھوڑ رکھا ہے — کہ ناقے کو فقط اُس کی رضا پر چھوڑ رکھا ہے
رُکی یکبارگی ناقہ بحکمِ حضرتِ باری — جہاں اک سمت بستے تھے ابو ایوب انصاری

ایڈی خوشی سرکار دے آونے دی، طیبہ والیاں شوق کمال کیتا
موتی چمکدے در و دیوار اتے گلی کوچیاں پچ کے لال کیتا
مدینے والیاں نوں خوشیاں بار حدّوں لکھ عیداں وارتوں وار دے نے
لڑکے لڑکیاں بیبیاں مرد سارے صفاں میل دے وانگ قطار دے نے
اساں سکدیاں دے اج بھاگ جاگے نکّے وڈّے پئے پکار دے نے
اکھیں اہاں وچ اساں وچھائیاں نے شان اچڑے احمدِ مختار دے نے
لاٹاں مار الوداع دیاں گھاٹیاں تھیں چڑھیا [illegible] بدر ہدایتاں دا
محشر تیک واجب شکر اساں تے انہاں نعمتاں تے عنایتاں دا

ساڈے وِچ اوہ سرتاج آیا جیہڑا والی کُل ولایتاں دا
اسیں نفر نوکر اندر امر قیدی ساڈا بادشاہ بحر شفاعتاں دا

ے بیشک نِکل کانوں لعل قدر پاندے کان وِچ نہ کِسے خیال کیتا
لوک مکے دے جہدے کسر وڈھ ویری مدینے وِچ رب و نہاں نوں نہال کیتا
دِتے مینہ مدینے۔ تے رحمتاں دا دُور کفر دا ستم وبال کیتا
گھر گھر پیاں دھماں لکھ رونقاں نیں بھیرام ح م تے دال کیتا

ے آس پاس سی ہجوم زائراں دا ڈاڈھی ہوئے ہوئے قدم جاندے ایے
خبرے کیہدے خانے دے اج بھاگ جاگن خلقت چشماں دے فرش وِچھاندی اے

ے ڈیرا آقا دا ابوایوب دے گھر حکمت خاص ذات کبریاء دی اے
کئی سو سال پہلے ایہہ پیشین گوئی کملی پوش مدنی پیشوا دی اے

ے بالا خانے سی ابوایوب رہندا، رہندے ساڈے آقا نامدار تھلّے
خاوند بیوی نوں نیند نہ پوے فکروں اسیں چھت اُتے تاجدار تھلّے
کردے سن بینتی اُتر کے میاں بیوی ہتھ جوڑ کے نال پیار تھلّے
بالا خانے تے رہو مقیم آقا اسیں رہنے آں سنے پروار تھلّے

مدینہ منورہ میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قیام

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ کے قرب و جوار میں سُنح نامی ایک جگہ پر حضرت خارجہ بن زید بن ابی زُہیر رضی اللہ عنہ کے پاس قیام فرمایا اور یہیں تجارت کا کام شروع کر دیا۔ چند دنوں کے بعد آپ کی زوجہ محترمہ اُم رومان، صاحبزادہ حضرت عبداللہ اور صاحبزادیاں حضرت اسماء اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی مدینہ منورہ پہنچ گئیں اور سب یہیں قیام پذیر ہو گئے۔
(طبقاتِ ابنِ سعد، تذکرہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرح محبت فرمانے لگے اور پھر ہمیشہ کے لئے مدینہ منورہ کو اپنا وطن بنا لیا۔
یہ مدینہ منورہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے مبارک قدموں کی وجہ سے تمام شہروں سے افضل و اعلیٰ بنا۔

مسجدِ قبا مدینے میں — مسجدِ جمعہ مدینے میں
مسجدِ ذوقبلتین مدینے میں — جبلِ اُحد مدینے میں
سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبرِ اطہر مدینے میں
مسجدِ نبوی شریف مدینے میں
اور سید الانبیاء حبیبِ کبریاء علیہ التحیۃ والثناء کا روضہ اقدس مدینے میں

ے تیرے روضے دیاں ٹھنڈیاں چھاواں — اتنے سوہنیاں سرد ہواواں
کملی والیا شاہا، مدینے والیا

تیرے در تے شام سویرے نوری آندے نے — اُتے کھُل دروداں والے نِت چڑھاندے نے
جے میں عاجز آواں، رب جانے بخشش پاواں — کملی والیا شاہا، مدینے والیا
اوہ ساڈا اساڈا گنبد روضے پیارے دا، — ہے جنت دی کُل تھوڑا اک نظارے دا
کی میں اُس دی صفت سناواں کتھوں ایسے لفظ لیاواں — کملی والیا شاہا، مدینے والیا
اِک وار کرادے زیارت شہر مدینے دی
تاں میں لکھ لکھ شکر بجاواں، مڑ ول پنجابؔ آواں — کملی والیا شاہا، مدینے والیا

آب و ہوا کی موافقت کے لئے دعائے رسول

مدینہ طیبہ پہنچ کر کچھ دنوں بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدید بخار میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے باپ کی عیادت کے لئے آئیں، تو یہ شعر وردِ زبان تھا ے

؎ كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِيْ اَهْلِهٖ
وَالْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ

"ہر شخص اپنے بال بچوں میں دادِ عیش و طرب دیتا ہے،
حالانکہ موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھبرا کر حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے والدِ مکرم کا حال بیان کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ ایزدی میں دعا کی،

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَدَّ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَفِيْ مُدِّنَا وَصَحِّحْهَا
لَنَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا اِلَى الْجُحْفَةِ۔ (دلائل النبوۃ ص ٥٦ ج ٢)

"اے اللہ! تو مدینہ کو بھی ہمارے نزدیک ایسا ہی محبوب بنا دے جیسا کہ مکہ تھا، بلکہ اس سے بھی زیادہ، یہاں کی آب و ہوا کو صحت بخش کر دے۔ اے اللہ! یہاں کے ناپ تول میں بھی برکت عطا فرما اور یہاں کے بخار کو یہاں سے منتقل فرما جحفہ کی طرف۔"

ان ہی ایام میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور مہاجرین صحابہ کرام کو مدینہ طیبہ کی آب و ہوا موافق نہ آنے کی وجہ سے بخار ہو گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ آج پورے حجاز میں آب و ہوا کے لحاظ سے مدینہ منورہ بہترین جگہ ہے۔ (معارج النبوۃ ص ج، مدارج النبوۃ ص ١١٩ ج ٢، طبقات ابن سعد ص)

؎ مبارک منزلے کاں خانہ را ماہے چنیں باشد — ہمایوں کشورے کاں عرصہ را شاہے چنیں باشد
؎ ضیائے حق رشکِ طورِ سینہ بن گیا — نبی کا آستاں بن کر مدینہ بن گیا یثرب
؎ جسے ہو شوقِ دیدِ رب — وہ سوزِ عشق سے پہنچے مدینے

انصار و مہاجرین کی اخوت

مہاجرین جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے وطن اور گھر بار سب کچھ چھوڑ کر مدینہ منورہ میں بے سر و سامان آ گئے تھے۔ اہلِ مدینہ (انصار) نے ان راہِ حق کے پرستاروں کی مہمان نوازی جس فیاضی اور بلند حوصلگی کے ساتھ کی۔ اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے انصار و مہاجر کے درمیان بھائی چارے کا رشتہ قائم کیا یعنی ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا۔ یہ بھائی سگے بھائیوں سے بھی بڑھ چڑھ کر آپس میں محبت رکھتے تھے۔ انصار اپنے مہاجر بھائی کو اپنے گھر لے آتے اور کہتے جائیداد، مکان غرضیکہ ہر چیز آدھی میری ہے اور آدھی تمہاری۔ یہاں تک کہ اگر ایک انصاری کی دو بیویاں ہوتیں، تو اپنے مہاجر بھائی سے کہتے ایک کو میں طلاق دیتا ہوں، عدت گزرنے کے بعد تم اس سے نکاح کر لینا۔ مہاجر بھائی جواب دیتا یہ مکان، جائیداد، بیویاں سب کچھ تمہیں مبارک ہو، مجھے ان سے کچھ درکار نہیں۔ عقدِ مواخات (بھائی چارے) قائم کرنے کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام طرفین کی حیثیت کا لحاظ رکھتے تھے، اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت خارجہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مقام سُنح میں قیام پذیر تھے اور تجارت پیشہ کرتے تھے، ان کا بھائی بنا دیا۔ (مقدمہ فتح الباری ص ٣٢١، مدارج النبوۃ ص ١٢١ ج ٢، سیرۃ ابن ہشام ص ١٨ ج ٢)

؎ زمانے کے ستائے درد کے مارے ہوئے آتے — نبی کے دامنِ رحمت میں آرام و سکون پاتے
تھے انصار و مہاجر اک نمونہ شانِ قدرت کا — کہ اس تسبیح میں تھا رشتہ محکم اخوت کا
یہ ہستی کاٹتی تھی وقت نیکی اور بھلائی سے — نہایت آشتی سے امن سے صلح و صفائی سے

وڈا آقا نوں فکر مہاجراں دا وطن چھوڑ جنہاں وی اگاں جایاں نے
خاطر دین دی محل مکان چھڈے زراں دولتاں منوں بھلائیاں نے

کیتا پیش مہاجر موموناں نوں بائیں بنھ انصار بھڑاتیاں نے
تسیں آپس اندر بھائی بھائی پیارے دلاں وِچ محبتاں لائیاں نے
کر کے محنتاں کھان حلال روزی گھڑیاں وِچ پیار لنگھائیاں نے
ونج کپڑے دا ابوبکر کردے تے کھجوراں عثمان وکائیاں نے

مسجدِ نبوی کی تعمیر

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مدینہ طیبہ پہنچنے کے بعد یہ ضروری تھا کہ ایک مسجد تعمیر کی جاتی تاکہ سارے مسلمان مل کر اُس جگہ عبادتِ خداوندی بجا لاتے اور اجتماعی امور کا فیصلہ بھی ہوتا۔ مسجد کی تعمیر کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زمین کا جو ٹکڑا منتخب فرمایا، وہ سہل اور سہیل نام کے دو یتیم بچوں کی ملکیت تھا یہ بچے سعد بن زرارہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی سرپرستی میں تھے۔ جب حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے زمین کے اس ٹکڑے کا معاملہ طے فرمایا تو دونوں نے کہا یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) یہ آپ کی نذر ہے قبول فرمائیں، لیکن حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس نذر کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس کو قیمتاً خرید لیا۔ اس کی قیمت ۱۰ مثقال تھی۔ اس قیمت کو ادا کرنے کی سعادت بھی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہوئی۔

(صحیح بخاری ص ۵۵۵، فتح الباری ص ۱۹۳ ج ۷، مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۱۵)
(سیرۃ حلبیہ ج ۲، ص ۱۹۳، سیرۃ النبویہ لابن ہشام ص ۱۲ ج ۲)

پڑی تھی ایک جانب کچھ زمیں ویراں افتادہ   مشیت تھی اس کو پاک کر دینے پہ آمادہ
تھے وارث دو ہی لڑکے داغ تھا جن پر یتیمی کا   انہی کے حال پر سایہ ہوا ابرِ کریمی کا
یہی وہ فرش تھا ملنا تھا جس کو عرش کا پایا   نبی نے ان یتیموں کو بلایا اور فرمایا
کہ بیچو یہ زمیں تم بیچنا چاہو تو ہم لے لیں   جو قیمت مانگو ہم دے کر تمہیں دام و درم دے لیں

وہ بولے نذر ہے، حضرت نے نامنظور فرمایا   انہیں بوبکر کے ہاتھوں سے پورا دام دلوایا
یہ افتادہ زمیں ہے سجدہ گاہِ شوق اس دن سے   یہیں تسکین پاتی ہے نگاہِ شوق اس دن سے

؎ جب مسجدِ نبوی کے مینار نظر آئے   اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے
بس یاد رہا اتنا سینے سے لگی جالی   پھر یاد نہیں کیا کیا انوار نظر آئے

؎ مسجدِ نبوی کی صبح و شام کو سلام   یا نبی تیرے غلاموں کے غلام کو سلام

؎ عجب رنگ پر ہے بہارِ مدینہ   کہ سب جنتیں ہیں نثارِ مدینہ

؎ ہو سامنے جب گنبدِ خضرا کا نظارا   پھر ہوش کسے سینے سے کب جالی لگی ہے

؎ جیہڑی تھاں حضور منظور کیتی گھنے جھاڑ جھبتے خاردار آہے
دو یتیم سہیل تے سہل بچے وارث اس تھاں دے حق دار آہے
سعد بن زرارہ دے ہیٹھ سن اتے پاندے پرورش دونویں دلدار آہے
کملی والڑے نے تھاں دا مُل پچھیا دیندے خوشی تھیں نذر گزار آہے
آقا تھاں کی شے ساڈی جان حاضر قدم چمدے ہوندے بلہار آہے
قدردان یتیماں دے نبی ساڈے آپ دُرِ یتیم غمخوار آہے
اساں حق بر حق ادا کرناں جانی جان رسولِ مختار آہے
دس مثقال سونا دتا بچیاں نوں حق پرست ایسے خریدار آہے
دِتا مسجد بنان دا امر جلدی، یار رسدیاں ہوتے تیار آہے
ٹوتے جھاڑ کٹ کے صاف کیتے خدمت وِچ مہاجر انصار آہے
اس مسجد دے کاریگر آپ سرور آہے نال یار سنگی کردے کار آہے
کندھاں کچیاں مٹی دیاں کرن محکم اے پر دل پکے دین دار آہے
دھپ لو دا بڑا انجا دا اس وِچ ہوندے جان جامے ٹھنڈے ٹھار آہے
اے پر مینہ وسیاں چھم چھم چوندی سی مومن فیر بھی سرشار آہے

Scanned with CamScanner

ابوبکر صدیق کا مدینہ منورہ میں ذریعہ معاش (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کسبِ معاش کی ضرورت محسوس ہوئی، اس لئے کہ آپ نے جب سے ہوش سنبھالا تھا، تجارت سے منسلک چلے آئے تھے۔ مکہ مکرمہ کی ہجرت کے بعد پانچ ہزار درہم گرہ میں تھے۔ اس دور کے مطابق اسی رقم سے چھوٹا موٹا کاروبار کرنا دشوار نہ تھا، چنانچہ کپڑے کے تھان خرید کر بازار میں بیچ ڈالتے، یوں ذریعہ معاش چلتا رہا۔ آپ نے بکریوں کا ریوڑ بھی پال رکھا تھا۔ اس کا چرانا بھی آپ نے اپنے ذمے لے رکھا تھا۔ بعض اوقات مدینہ منورہ کی ایک بچی بھی اپنا ریوڑ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کر دیتی، آپ بلا چون و چرا اس کی بکریاں چرا لاتے۔ (طبقات، ابن سعد ج ۳ ص ۱۹)

؎ کوئی ترکی کوئی تازی، کوئی حبشی کوئی رومی — سبھی یکساں تھے زیرِ سایۂ دامانِ معصومی

؎ مسلماں تھے کہ تھیں زہد و ورع کی زندہ تصویریں — نمازیں اور تسبیحیں اذانیں اور تکبیریں

؎ یہ بستی کاٹتی تھی وقت نیکی اور بھلائی سے — مشقت کے لئے دن تھے عبادت کے لئے راتیں

سیدہ عائشہ صدیقہ کی رخصتی رضی اللہ عنہا

اُمّ المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح مکہ مکرمہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہو چکا تھا۔ اب مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رخصتی کی درخواست کی، اور حضرت اُمّ رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سادہ طریقے سے دُلہن بنا کر حرم نبوی میں داخل کر دیا، اُس وقت آپ کی عمر ۹ سال کی تھی۔ (بخاری باب تزویج عائشہ جلد ۱ ص ۵۵۱)

؎ بیٹی دتی پاک نبی نوں، عائشہ پاک صدیقہ
اُمّ المومنین اوہ بی بی نبی دی خاص رفیقہ
جس دی عصمت حرمت دالی صفت کرے رب باری
حرم اوہ پاک رسول اللہ دا از حد بہت پیاری

؎ دُختر ہے جس کی زوجۂ اطہر حضور کی — بے مثل ہے جہاں میں رُتبہ صدیق کا

؎ جو منکرِ قرآن ہے مسلمان نہیں — مومن تو وہ کیا ہو سکے انسان نہیں

ازواجِ نبی کو ماں نہ مانا جس نے — اس شخص کا کوئی دین ایمان نہیں

تو معلوم ہوا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رفیق سفر تھے
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدینہ میں پڑوسی تھے
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسجد قبا کی تعمیر میں ساتھی تھے
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی کی جگہ کے خریدار تھے
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا حرم پاک تھیں۔

؎ بنتِ صدیق آرامِ جانِ نبی — اس حریمِ برأت پہ لاکھوں سلام
اہلِ اسلام کی مادرانِ شفیق — بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام
سایۂ مصطفیٰ، مایۂ اصطفا — عزّ و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل — ثانی اثنین ہجرت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقین، سید المتقین — چشم گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اہل بیت اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت نصیب فرمائے اور قیامت کے دن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے جامِ کوثر نصیب فرمائے۔ آمین بجاہِ نبی الامین!

؎ یہ آرزو ہے کہ محشر میں میرے ساتھ نصیر
عمر ہوں حضرت عثماں ہوں، مرتضیٰ صدیق
(رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ
اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ ط
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ
عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (سورۃ فتح، آیت ۲۹)

"محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذاتی نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ذکر فرمایا۔ اللہ کے چار حروف اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کے چار حرف، آسمانی کتابیں چار، انسان کے خمیر میں بھی چار چیزیں ہیں۔ صدیق کے چار حرف ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کا نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) رکھا اس لئے کہ دُنیا و آخرت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حمد ہوتی ہے اور ہوتی رہے گی، اور مقام محمود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے لئے ہے۔ آپ کا اسم ذاتی محمد قرآن پاک میں چار جگہ آیا ہے مَعَہٗ سے سارے صحابہ کرام علیہم الرضوان مراد ہیں۔ خصوصاً سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ مکہ مکرمہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے ساتھ، سفر میں ساتھ، غار میں ساتھ، مدینہ منورہ میں ساتھ، غزوات میں ساتھ، ہر بات میں ساتھ، مزار میں ساتھ، حشر میں ساتھ، حوض کوثر پر ساتھ، بلکہ جنت میں ساتھ۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کی تعریف کرنا سُنّتِ الٰہیہ ہے، ان کی بدگوئی کرنا ابلیس لعین کا طریقہ ہے۔

برادرانِ اسلام! مکہ میں مسلمانوں کی زندگی مصائب و آلام کا مرقع تھی۔ حلقہ بگوشانِ اسلام کے لئے سانس لینا دشوار تھا۔ انہیں ایمان لانے کی وجہ سے طرح طرح کی اذیتیں دی جاتی تھیں، غرضیکہ مسلمانوں کو مصائب و آلام کی بھٹی سے گزر کر کندن بننا تھا۔ ان مصائب نے ان کو تزکیہ نفس، تطہیر قلب، استحکام و عمل میں پختہ بنا دیا تھا۔ ان لوگوں نے مصائب پر صبر و استقامت سے کام لیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کو کامل مرتبہ عطا فرمایا۔

مدینہ منورہ میں جب اسلام کی پہلی اسٹیٹ قائم ہوئی، جن میں مسلمانوں کو کافروں سے لڑنے، اپنی طاقت کی شیرازہ بندی کرنے کی تعلیم دی گئی، غیر قوموں سے معاہدہ کرنا تھا اور اپنی اجتماعی قومی تنظیم کا ایک دستور مرتب کرنا تھا، تو ان تمام معاملات میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیگر اوصاف کے علاوہ اچھی رائے، حُسنِ تدبیر، دُور بینی اور دانشوری کے اوصاف سے متصف تھے، اس لئے تمام معاملات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ راست تھے۔ چنانچہ ہجرت مدینہ سے لے کر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف تک تمام غزوات اور اہم معاملات میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ برابر شریک رہے۔ میدانِ رزم میں وہ دلیر سپاہی تھے، بوقتِ مشورہ آپ بہترین مشیر تھے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

Scanned with CamScanner

کے وزیر تھے۔ ناموافق حالات میں پتھر کی چٹان کی طرح مضبوط تھے۔ آپ صحابہ کے ساتھ تھے۔ ان تمام کمالات و اوصاف آپ میں پائے جانے کی وجہ سے غیروں نے بھی آپ کی تعریف و توصیف کی ہے۔

مسٹر ڈبلیو منٹگمری واٹ کا بیان ہے کہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جہاں ایک اونچے درجہ کے مطیع و فرماں بردار تھے، وہاں ایک بلند پایہ لیڈر اور قائد بھی تھے۔ (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، جدید ایڈیشن' ج ۱، ص۱۱۰)

یہودِ مدینہ کی بدعہدی

جب یہودِ مدینہ نے معاہدہ امن پر دستخط کر دیئے، تو انہیں وہم و گمان بھی نہ تھا کہ عنقریب مسلمانوں سے اُن کے تعلقات ایسی صورت اختیار کر لیں گے، جس کی وجہ سے انہیں سانس لینا بھی دشوار ہو جائے گا اور بوریا بستر لپیٹ کر رخصت ہونا پڑے گا۔ جب مسلمان مدینہ میں آئے، ان کی اقتصادی حالت ایسی تھی کہ عرصہ دراز تک اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا بظاہر ممکن نہ تھا، جبکہ یہود مالی برتری اور اقتصادی خوشحالی کی وجہ سے مدینہ منورہ اور اُس کے مضافات پر چھائے ہوئے تھے۔

ان حالات میں انہیں مسلمانوں کی آمد سے کوئی خدشہ نہ تھا، انہیں یقین تھا کہ مسلمانوں کو اُن کے سہارے کی ضرورت پڑے گی اور ان کی مالی امداد کے بغیر پروان نہ چڑھ سکیں گے، مگر جب یہودیوں کو مسلمانوں کی معیشت مستحکم ہوتی نظر آئی، تو اُن کے کان کھڑے ہو گئے اور اُن کی نیندیں حرام ہو گئیں۔ اس ذہنی اضطراب کی وجہ سے یہودی مسلمانوں کے خلاف ہو گئے اور کفار سے ساز باز کر کے دل و جان سے اُن کے ہمنوا ہو گئے

(دلائل النبوۃ ج۲ ص۵۸، سیرۃ ابن ہشام ج۲ ص۱۷)

خدا کا نام گویا قہر تھا بُت خانۂ دل پر — گرا دی حق نے بجلی تودۂ بارودِ باطل پر
غضب میں بھر گئے سارے قریش اس وعظ کو سُن کر — کہ ان کے پتھروں کو کہہ دیا تھا آپ نے پتھر

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی حمیت

مسلمانوں کو پھلتا پھولتا دیکھ کر یہودی انگاروں پر لوٹ رہے تھے اور اُن کا خبثِ باطن انہیں کسی پہلو چین نہیں لینے دیتا تھا۔ اب یہودی اسلام کی مخالفت کرتے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر بھی تنقید کرتے نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی جو منہ میں آتا بک دیتے۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسُول اور دینِ اسلام کے دشمن بن چکے تھے۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت تھی کہ دینِ اسلام کی اشاعت و ترویج کے لئے نجی محافل میں چلے جاتے اور دینِ اسلام کی خوبیاں بیان کرتے اور سامعین کو اسلام قبول کرنے کی ترغیب دیتے۔

ایک دفعہ آپ یہود کی ایک بستی میں جا نکلے، جہاں کافی لوگ جمع تھے اور ان میں ایک یہودی عالم فنحاص نامی بھی بیٹھا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فنحاص سے مخاطب ہو کر کہنے لگے، فنحاص! جب تمہیں معلوم ہے کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خدا تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے اور یہ سب کچھ تورات میں لکھا ہوا ہے، تو پھر تم اسلام کے کیوں منکر ہو گئے ہو، تمہیں خدا تعالیٰ کا خوف نہیں؟

فنحاص اسلام کے خلاف پہلے سے بھرا بیٹھا تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قبولِ اسلام کی دعوت دی، تو سیخ پا ہو گیا اور کہنے لگا: ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہم کسی معاملے میں اللہ تعالیٰ کے محتاج نہیں، بلکہ وہ ہمارا محتاج ہے، وہ کیوں ہم سے قرض مانگتا ہے؟ اُس نے یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا (سورۃ بقرہ، آیت ۲۴۵) پر چوٹ کی (نعوذ باللہ من ذالک)

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بیہودہ الفاظ اس یہودی عالم کی زبان سے سُنے تو اس یہودی کے منہ پر زوردار تھپڑ رسید کیا اور فرمایا: ارے نابکار! اگر معاہدۂ امن

مانع نہ ہوتا، تو لوگ تیرے حشر سے عبرت پکڑتے ۔ سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہود کا محلہ ہونے کے باوجود غیرتِ ایمانی کا مظاہرہ فرمایا۔

لا الٰہ سرمایۂ اسرارِ ما — رشتہ اش شیرازۂ افکارِ ما
نقش او گر سنگ گیرد دل شود — دل گر از یادش نسوزد گل شود

فروغِ صدق سے معمور جس کا اک اک لفظ
وہ حق پرست، وہ حق آگاہ وہ حق نواز صدّیق (رضی اللہ عنہ)

محافظِ سُنَن و مصورِ حمیّتِ دین،
نبی کی دین ہے اللہ کی عطا صدّیق (رضی اللہ عنہ)

غزوۂ بدر

حضور سیّد العالمین ختم المرسلین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلّم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ہجرت نے قریش کو مشتعل کر دیا تھا، وہ دیکھ رہے تھے کہ مسلمان ایک ایسی طاقت بن رہے ہیں جو سارے عرب پر غالب آجائیں گے۔ کفار نے اس طاقت کو ختم کرنے کے لئے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی تھی۔ مدینے میں جو لوگ ان کے زیرِ اثر تھے، اُن کو اکسایا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مدینہ منورہ سے نکال دیں۔ مدینہ طیّبہ کے قرب و جوار میں جو بستیاں تھیں، وہاں یہ اپنی ٹولیاں بھیجتے تاکہ لوگ اسلام سے متاثر نہ ہوں۔ حضور نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم بھی ان کے توڑ کے لئے مسلمانوں کی ٹولیاں بھیجتے رہتے تھے۔ قریش کو یقین ہو گیا کہ ان کی ہی حرکتوں سے کام نہیں چلنے گا، تو انہوں نے ساز و سامان کے ساتھ مدینہ طیّبہ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنا لیا۔ اس منصوبے کی تکمیل کے لئے سرمایہ کی ضرورت تھی، اس لئے انہوں نے ابوسفیان کی سرکردگی میں ایک عظیم الشان تجارتی قافلہ ملکِ شام بھیجا تاکہ اس تجارت کی آمدنی سے دینِ حق کو مٹانے کا کام کیا جاتے۔

ابوسفیان شام میں تجارت کرنے کے بعد مکہ مکرمہ روانہ ہوا، تو اُس کے پاس

تجارت کا کافی سامان تھا۔ اس وقت حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلّم ان کی سرکوبی اور راستہ روکنے کے لئے نکلے تھے۔ حضور نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلّم کے ہمراہ تین سَو تیرہ (۳۱۳) جاں نثار صحابی تھے، جو ۱۲ رمضان المبارک ۲ھ کو مدینہ طیّبہ سے روانہ ہو کر ۱۷ رمضان المبارک کو مقامِ بدر پر خیمہ زن ہوئے۔ یہ حق و باطل، اسلام و کفر کا سب سے پہلا بڑا معرکہ تھا۔

رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا باڈی گارڈ

۱۷ رمضان المبارک ۲ھ کا سُورج طلوع ہوا تو مشرکینِ مکّہ اور ان کے مقابلے میں مٹھّی بھر اہلِ ایمان ایک دوسرے کے مقابلے پر صف آرا ہو گئے۔ ایک طرف کفر تھا جو اپنے جاہ و جلال کے ساتھ دعوتِ مبارزت دے رہا تھا۔ ان کے پاس تلواریں تھیں، نیزے تھے، خنجر اور بھالے تھے، جنگی ساز و سامان اور باجے تھے، کھانے کو منوں گوشت اور پینے کو مٹکوں شراب تھی۔ مقابلے میں تین سَو تیرہ (۳۱۳) کا بے سرو سامان گروہ تھا، جن کے پاس چند تلواریں اور گنتی کے نیزے تھے، مگر انہیں خدا تعالیٰ اور رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پر بھروسہ تھا۔

نہ اُن کے پاس خیمے تھے نہ سامانِ رسد کوئی — نہ اُن کی پُشت پر تھا جُز خدا بہرِ مدد کوئی
نہ زرہیں تھیں نہ ڈھالیں تھیں نہ خنجر تھے نہ شمشیریں — فقط خاموش تسکیں تھی فقط پُر جوش تکبیریں
کوئی سامان نہیں تھا ایک ہی سامان تھا اُن کا — خدا واحد نبی صادق ہے، یہ ایمان تھا اُن کا

چونکہ جنگ کے ساز و سامان اور تعدادِ لشکر کے لحاظ سے کفّار کا پلّہ بھاری تھا اور خطرہ تھا کہ حضور رحمۃ للعالمین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلّم کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ اس لئے طے یہ پایا کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلّم کے لئے ایک عریش (چھپر) تیار کیا جائے۔

بنایا اک عریشہ پھونس کا اربابِ ہمّت نے — قیام اس میں کیا بحرِ دُعا فخرِ رسالت نے

اور یہ مشورہ بھی ہوا کہ ایک محافظ متعین کیا جائے، جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہرہ دے تو اس خدمت کے لئے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود کو رضا کار کے طور پر پیش کیا اور اس طرح سراپا اخلاص و نیاز سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غارِ ثور کی طرح جاں نثاری کا مظاہرہ کیا اور کفار کو شکستِ فاش ہوئی۔

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۴۷، تاریخ الخلفاء ص ۵۳، دلائل النبوۃ ج ۳ ص ۴۴)

(سُبل الہدیٰ ج ۴ ص ۴۹، سیرۃ النبویہ لابن ہشام ج ۲، ص ۶۸)

؎ قسم اللہ کی جس نے نبی مبعوث فرمایا — سبھی کچھ پالیا جس وقت ہم نے آپ کو پایا
گدائی آپ کے دَر کی ہماری بادشاہی ہے — ہمیں تو آپ کا ارشاد ہی وحی الٰہی ہے
ہمارا جینا مرنا آپ کے احکام پر ہوگا — کسی میداں میں ہو خاتمہ اسلام پر ہوگا
خبر کیا تھی الٰہی ایک دن ایسا بھی آئے گا — کہ تیرا ساقیِ کوثر یہاں تشریف لائے گا

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنگی قیدیوں کے لئے سفارش

جنگِ بدر کی شکست نے مشرکینِ عرب کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ وہ سخت متحیر اور حیران ہوئے، اور جو کافر مسلمانوں کی قید میں تھے، ان کے بارے میں متفکر ہوئے، ان ہی مسلمانوں کو مشرکین نے ستایا تھا، بلکہ ترکِ وطن پر مجبور کر دیا تھا۔ اِن سنگدل مشرکوں نے حضور نبیِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنا چاہا تھا اور آپ ان سنگین حالات میں بمشکل جان بچا کر مکے سے نکلنے میں کامیاب ہوئے تھے۔ ایسے بے حیا طوطا چشم لوگوں کے لئے یہ بات آڑے آئی کہ وہ کس منہ سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں رحم کی درخواست پیش کریں۔ قیدی اور اُن کے ورثاء اس ذہنی کشمکش میں مبتلا تھے اور کچھ بات اُن کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ جب اسلامی لشکر، اسیرانِ جنگ کو لئے واپس لوٹا، تو ان قیدیوں کو مسلمانوں کی سختیوں سے بچانے کی کوئی تدبیر اس کے سوا

انہیں سمجھ میں نہ آئی کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رحم کی درخواست کریں۔ چنانچہ مشرکین اور قیدیوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے التجا کی۔ ان کی التجا سُن کر آپ نے فرمایا: میں بھلائی کی کوئی تدبیر کروں گا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مدینہ منورہ پہنچے، تو اسیرانِ جنگ کے بارے میں صلاح و مشورے کے لئے مجلسِ مشاورت طلب فرمائی۔ ایسے معاملے میں عموماً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بولنے کا موقع سب سے پہلے دیا جاتا تھا۔ آپ سے دریافت فرمایا کہ ان قیدیوں کے بارے میں کیا کرنا چاہیے؟ انہیں قتل کر دینا چاہیئے یا فدیہ لے کر چھوڑ دینا چاہیے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسُول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کو توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور یہ اسلام لے آئیں، اس لئے ان سے فِدیہ لے لیں اور انہیں آزاد کر دیں، تاکہ یہ قیدی اور ان کے خویش و اقارب ہمارے حُسنِ سُلوک سے اچھا اثر لیں اور کاروانِ اسلام کی منزل قریب تر ہو جائے۔

پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا: تمہاری کیا رائے ہے؟ عرض کیا، یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) انہیں قتل کر دینا چاہیئے اور ان کی گردنیں اڑا دینی چاہئیں۔ ان لوگوں نے ہمیں مکے سے اُٹھا کر باہر پھینک دیا اور ہمارے گھر بار پر قبضہ کر لیا۔ حضور رحمۃ للعالمین ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجویز کو شرفِ قبولیت بخشا اور فدیہ دینے کا حکم فرمایا۔ (دلائل النبوۃ ج ۳، ص ۱۳۷)

؎ اُٹھے صدیق اکبر عرض کی اے ہادیٔ دوراں — میرے ماں باپ اللہ اور رسُول اللہ پر قرباں
حضور اِن قیدیانِ جنگ پر احسان فرمائیں — کہ شاید بعض ان میں سے کچھ ایمان لے آئیں
یہ لوگ آخر نبی کی قوم ہیں شاید سنبھل جائیں — خدا دل پھیر دے شیطاں کے پنجے سے نکل جائیں
رہا فدیہ سو یہ دستور کارِ انتظامی ہے — غلام ان قیدیوں کے چھوڑ دینے ہی کا حامی ہے

حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنگِ اُحد میں

بدر کی فتح کی خبر آناً فاناً پورے عرب میں پھیل گئی۔ مشرکوں کے دلوں پر ہیبت طاری ہو گئی۔ یہود نے مسلمانوں کے خلاف اپنے ناپاک ارادے کا اظہار کھلم کھُلا شروع کر دیا۔ ان کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور افسوس ہونے لگا کہ معاہدۂ امن پر دستخط کر کے انہوں نے مسلمانوں کی بالادستی کو کیوں تسلیم کیا اور اُن کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ ایک سال قبل اپنے آبائی گھروں کو چھوڑنے والے یوں پھلیں پھُولیں گے۔ یہود کا فصیح اللسان شاعر کعب بن اشرف یہودی غصہ ضبط نہ کر سکا، گھر سے نکل کھڑا ہوا اور قریشِ مکہ اور آس پاس کے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف اکسایا اور جنگی وسائل مہیا کرنے کے لئے چندہ جمع کرنے کی مہم شروع کر دی۔ انتقامی جذبے کو اس قدر اُبھارا کہ عورتوں نے اپنے زیور اتار کر چندہ جمع کرنے والوں کی جھول میں ڈال دیئے۔

۵ شوال المکرّم ۳ ہجری کفار کا لشکر روانہ ہوا، جو تین ہزار جنگ آزماؤں پر مشتمل تھا، ان میں سات سو زرہ پوش، دو سو گھڑسوار، تین ہزار اونٹ تھے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جاں نثاروں کا ایک ہزار کا قافلہ تھا جن کو اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن کے ہمراہ مدینہ طیبہ سے روانہ ہو کر اُحد کی پُشت پر جلوہ فرما ہوتے۔ ابو سفیان بھی اپنا لشکر لئے احد پر پہنچا۔ اس وقت شام ہو چکی تھی، اس لئے وہیں پڑاؤ کیا۔

دُوسری صبح حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے میدان جنگ کا جائزہ لیا اور فوج کے ایک دستے کو درّے پر مامور کر کے تاکید فرمائی کہ میدانِ جنگ کا نقشہ جو صورت بھی اختیار کرے، تمہارا کام صرف اس درّے کی حفاظت کرنا ہے اور تم اپنی جگہ سے ہرگز نہ ہلنا۔ جنگ چھڑی تو تھوڑی دیر کے بعد ہی کفار کے پاؤں اکھڑ گئے اور جب مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا تو وہ بھاگے جا رہے

تھے، اس لئے مسلمان یہ سمجھے کہ اب یہ مکے جا کر ہی رُکیں گے، تو مسلمان اس درّے سے ہٹ گئے۔ کفار نے محسوس کیا کہ درّے کی حفاظت پر اب کوئی نہیں ہے تو وہ واپس پلٹے اور درّے کے راستے سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ مسلمان بھاگے اور کسی کو کسی کا ہوش نہ رہا۔ اس موقع پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سائے کی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ رہے اور کمال بہادری کا مظاہرہ فرمایا۔ (دلائل النبوۃ ج ۳ ص ۲۶۱، مدارج النبوۃ ج ۲، ص ۲۲۱)

اگر چشمِ بصیرت سے احد کی جنگ دیکھو گے
تو انسانوں کی فطرت کے ہزاروں رنگ دیکھو گے

گئے تھے چل کے غازی بدر میں ایمائے باری سے
اُحد میں گھر سے نکلے تھے مگر جوشِ ارادی سے

اُحد کا دن دکھائے گا نگاہوں کو نیا منظر
بشر کی رفعت و افتاد کا عبرت نما منظر

سکھاتا تھا کہ مومن وقتِ سختی صبر کرتے ہیں
نہیں کھاتے فریبِ نفس دل پر جبر کرتے ہیں

جماتا تھا دلوں پر سکہ ختم المرسلین کا
بہا دیتا تھا دریا رحمۃ للعالمین کا

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق میں

مدینہ طیبہ کے یہود کا ایک قبیلہ بنو نضیرہ جو مدینہ منورہ سے نکل کر خیبر آ گیا تھا۔ انہوں نے رؤسائے قریش سے مل کر چند قبائل بنو غطفان، بنو سلیم، بنو اسد وغیرہ کو اسلام کے خلاف جنگ لڑنے پر آمادہ کیا اور دس ہزار کا لشکرِ جرّار، مدینہ طیبہ پر حملے کے لئے روانہ ہوا۔ حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین ہزار صحابہ کرام کے ہمراہ شہر مدینہ سے نکل کر خندق کھودی اور مورچہ بندی کر کے بیٹھ گئے۔ اس فوج کے ایک دستہ کی کمان حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد تھی۔ جس جگہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑاؤ کیا، وہاں مسجدِ صدیق کے نام سے اب تک ایک مسجد مشہور ہے۔

(مدارج النبوۃ ج ۲، ص ۲۵۴، ازالۃ الخفاء ج ۲، ص ۱۳)

ے حدیں قائم ہوئیں خندق کی دستِ پاکِ ہادی سے   ہوئے مصروف کار اہلِ وفا جوشِ ارادی سے
ہوئی تفویض دس دس گز زمیں ہر ایک جماعت کو   بذوق و شوق ہر اک فرد تھا حاضر اطاعت کو

ے
ہوئی فجر تے کھل گیا درِ نصرت، بند ہو گیا باب خرابیاں دا
کفر شرک دی رات نابود ہو گئی سورج چمکے ہیا کامیابیاں دا
کملی والا سُلطان سُبحان اللہ، سر تے تاج روشن فتح یابیاں دا
دینِ حق دے باغ بہار آئی سماں گزر گیا اضطرابیاں دا
نبی رحمۃ للعالمین مالک، پانی ڈالیا فیض شادابیاں دا
اپنے آقا دا دیکھ جمالِ اطہر متھا چمکدا نور اصحابیاں دا

صُلح حُدیبیہ میں ابُوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کردار

صُلح حدیبیہ کا واقعہ ذی قعدہ ۶ھ میں پیش آیا۔ یہ اسلام کی تاریخ کا اہم اور عظیم ترین واقعہ ہے، جس پر آگے چل کر دُور رس نتائج مرتب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا ہے:

اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا ۝

بظاہر یہ مشکل تھا کہ قریش، مکہ مکرمہ میں پھر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو داخل ہونے دیں، مگر بیت اللہ شریف کی جدائی برداشت کرنا بھی ممکن نہ تھا۔ چھ سال کے عرصے میں تین معرکے ہو چکے تھے اور قریش کو یقین ہو گیا کہ مسلمانوں کو مٹانا ان کے بس کا روگ نہیں رہا اور حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو خواب میں اشارہ ہوا کہ عمرہ ادا فرمائیں۔ انبیاء کرام کا خواب سچا ہوتا ہے اور وحی کا حصّہ ہوتا ہے، اس لئے آپ عمرے کے لئے تیار ہو گئے اور اعلان کروا دیا کہ جو شخص عمرے کی سعادت سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہے، وہ تیار ہو جائے۔ جب روانگی ہوئی تو تقریباً ڈیڑھ ہزار جاں نثار آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ

تھے۔ یہ کاروانِ اسلام عمرے کے ارادے سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی قیادت میں روانہ ہوا اور ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچ کر جو اہلِ مدینہ کا میقات ہے احرام باندھا اور خزاعی نامی ایک شخص کو بطورِ جاسوس روانہ کر دیا۔ آپ حدیبیہ کے قریب غدیر اشکاط میں پہنچے تھے کہ وہ جاسوس مل گیا، اُس نے بتایا کہ قریش آپ کو بیت اللہ شریف کی زیارت نہیں کرنے دیں گے، وہ کہہ رہے ہیں کہ محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو کعبہ تک رسائی حاصل کرنے کے لئے خون کا دریا عبور کرنا پڑے گا۔ انہوں نے آپ کے ساتھ جنگ کی مکمل تیاری کر لی ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ نہ کسی کو قتل کرنے اور نہ ہی کسی کے ساتھ جنگ کرنے نکلے ہیں، اس لئے آپ بیت اللہ کا رُخ فرمائیں۔ ان میں سے اگر کسی نے ہمیں روکا، تو ہم ان کے ساتھ جنگ کریں گے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے یہ سُنا، تو فرمایا: بسم اللہ چلو۔ اب حضور سیدِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم روانہ ہو کر حدیبیہ میں پہنچے اور بدیل بن ورقاء الخزاعی کی معرفت قریش کو کہلا بھیجا کہ ہم جنگ کے ارادے سے نہیں آئے، بلکہ صرف عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں، اس لئے بہتر ہے کہ مصالحت کر لو، ورنہ خدا تعالیٰ کی قسم اس وقت تک لڑوں گا، جب تک میری گردن تن سے جُدا نہ ہو جائے۔ قریش چونکہ مسلسل شکستوں کے باعث جنگوں سے ڈھیلے پڑ گئے تھے، انہوں نے منظور کر لیا اور مصالحت کی گفتگو کے لئے قریش نے ایک چالاک شخص عروہ بن مسعود کو نمائندہ بنا کر روانہ کیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے عروہ سے وہی فرمایا جو بدیل کو کہلا بھیجا تھا۔ عُروہ نے کہا: اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم) آپ نے لڑائی کی اور قریش کا قلع قمع کیا۔ آپ سے پہلے کسی ایسے شخص کا نام سُنا ہے

جس نے قوم کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہو اور آپ کے ساتھ ایسے آدمی دیکھتا ہوں جو آپ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوں گے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب عروہ سے یہ بات سُنی تو برہم ہو گئے اور فرمایا: اے بدمعاش! کیا ہم لوگ رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو چھوڑ سکتے ہیں؟ عروہ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اب عروہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا: قسم ہے اُس ذات پاک کی، جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، اگر تمہارا مجھ پر احسان نہ ہوتا، جس کا بدلہ میں اب تک نہیں چکا سکا، تو میں تم کو جواب دیتا۔

(بخاری شریف باب الشروط فی الجہاد والمصالح واہل الحرب ج ۲ ص ۳۷۸)

آخر معاہدہ کی بات چیت ہونے لگی اور عہدنامہ لکھا جانے لگا، تو قریش کی طرف سے پیش کی گئی بعض شرائط مسلمانوں کے لئے صبر آزما تھیں۔ چنانچہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رہا نہ گیا، وہ ان شرائط کو ہتک سمجھتے تھے اور اپنی کمزوری خیال کرتے تھے، اِس لئے انہوں نے شدّتِ جذبات میں سخت لب و لہجہ میں گفتگو کی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ کر کہنے لگے، قریش سے دب کر صلح کیسے ہو سکتی ہے؟ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ حضور رحمۃ للعالمین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے مزاج شناس تھے، اس لئے فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم جو کچھ کرتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کرتے ہیں اور یقیناً اسی میں بھلائی ہو گی، اب آیت فتح نازل ہوئی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسکین ہو گئی۔ (مسلم شریف ج ۲ ص ۱۰۴)

رسُولِ پاک نے خود جا کے ان لوگوں کو سمجھایا — خدا کے قہر سے ان کو ڈرایا اور فرمایا!
کہ اے اہلِ کتاب اللہ کے احکام کو مانو — بنی آدم کا حق اپنی شریعت ہی سے پہچانو
گزارو زندگی امن سے صلح و صفائی سے — تباہی کے سوا کچھ بھی نہیں حاصل برائی سے

جشنِ فتح مکہ میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فخریہ اشعار سُنے گئے

صلح حدیبیہ کے معاہدہ کی خلاف ورزی کرنے کے بعد ابوسفیان قریشِ مکہ کی حیثیت سے مدینہ منورہ میں آیا۔ اُس نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفارشی بنانا چاہا۔ تو آپ نے صاف انکار کر دیا اور معاہدہ کی تجدید نہ ہو سکی اور حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دس ہزار جاں نثاروں کے ہمراہ قریش پر چڑھائی کی اور مکہ فتح کر لیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضور اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم مکہ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ عورتیں اپنے دوپٹوں سے گھوڑوں کے منہ پر طمانچے مار رہی ہیں۔ حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھ کر تبسّم فرمایا اور پوچھا: اے ابوبکر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم کو حسان بن ثابت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے وہ شعر یاد ہیں، جن میں انہوں نے اس منظر کا ذکر کیا ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً وہ شعر پڑھ کر سُنا دیئے۔ (ازالۃ الخفاء ج ۲، ص ۱۶)

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَاَجَبْتُ عَنْهُ — وَعِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَاءُ

تو نے محمد (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) کی ہجو کی، پس میں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے جواب دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ اُس کی جزا عطا کرے گا۔

فَاِنَّ اَبِيْ وَوَالِدَهٗ وَعِرْضِيْ — لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

بیشک میرا باپ اور اولاد اور اسباب حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پر قربان ہیں۔

لَنَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مِنْ مَعَدٍّ — سِبَابٌ اَوْ قِتَالٌ اَوْ هِجَاءُ

ہم روز تیار رہتے ہیں، لڑنے اور قتال و جھگڑے کے لئے۔

(دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۵۴)

غزوۂ حنین میں ثابت قدمی

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جب سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تھے، قبیلہ بنو ہوازن اور بنو ثقیف کے لوگ مسلمانوں کے خلاف پیچ و تاب کھا رہے تھے۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو یہ قبائل مالک بن عوف النضری کی قیادت میں وادی حنین میں جو مکہ اور طائف کے درمیان ہے، بیس[۲۰] ہزار کی تعداد میں جمع ہوئے۔ مسلمانوں کی کل تعداد ۱۲ ہزار تھی۔ قبیلہ بنو ہوازن کے لوگ بے خطا نشانہ باز تھے۔ مالک نے انہیں گھاٹیوں اور دَرّوں میں چھپا دیا تھا۔ اسلامی لشکر بے فکری سے آگے بڑھتا چلا آ رہا تھا، جب وادی میں پہنچے، تو وہاں کوئی آدمی نہ تھا اور جب تمام لشکرِ اسلامی وادی میں داخل ہو چکا، تو دشمن نے تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ اُس وقت حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سفید دلدل پر سوار تھے۔ صحابہ کرام بچاؤ کی خاطر متفرق ہو گئے اور حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ چند جاں نثار صحابی باقی رہ گئے۔ ان جاں نثاروں میں حضرت صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق، حضرت عباس، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت ابو سفیان اور پسرانِ حضرتِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ باقی رہ گئے۔ اب حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز دی، تو مسلمان واپس پلٹ آئے اور اس طرح دلیری سے لڑے کہ جنگ کا پانسہ پلٹ دیا۔ مسلمان ڈٹ کر لڑے اور کفار مقابلے کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑے ہوتے اور جو بھاگ نہ سکے وہ باندھ لئے گئے۔ جنگی قیدیوں کی تعداد چھ ہزار سے زیادہ تھی۔ اسی فتح کا ذکر قرآنِ مقدس میں یُوں ہے:

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا۔ (سورۃ توبہ، آیت ۲۵)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے بہت جگہ تمہاری مدد کی اور حُنین کے دن جب تم اپنی کثرت پر اترا گئے تھے، تو تمہارے کچھ نہ آئی۔"

دوسری آیت میں یُوں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا۔ (سورۃ توبہ، آیت: ۲۶)

"پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی تسکین اتاری، اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر، اور وہ لشکر اتارے جو تم نے نہ دیکھے۔" (تاریخ ابن خلدون ص ۱۲۹ ج ۱۲)

جنگِ تبوک میں سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایثار

غزوۂ مُوتہ میں چونکہ مسلمانوں کو نقصان پہنچا تھا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محبوب ترین غلام حضرت زید بن حارثہ، دیگر صحابہ کرام حضرت جعفر بن طیّار اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یکے بعد دیگرے شہید ہوتے تھے۔ اسی بنا پر شام کی درمیانی سرحد پر جو عرب قبائل آباد تھے اور وہ عیسائی جو قیصرِ روم کے زیر اثر تھے، ان کا حوصلہ بڑھا اور قیصرِ رُوم نے اُن کی حوصلہ افزائی کر کے اُن میں جرأت پیدا کر دی کہ مسلمانوں کے مدِ مقابل آئیں۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو اُن کے عزائم کی خبر پہنچی، تو آپ نے فوج ترتیب دی اور فوج کو لے کر تبوک پہنچے۔ اکابر انصار و مہاجرین کے ساتھ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس اس غزوہ میں شریک تھے اور آپ کی شرکت کا نمایاں اور امتیازی وصف یہ تھا کہ چونکہ یہ سال خشک سالی اور تنگدستی کا سال تھا۔ اسی لئے حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام کو چندہ جمع کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ضمن میں ایک تہائی خرچ اپنے ذمے

Scanned with CamScanner

لے لیا۔ اور ہر شخص نے اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق لشکر کی تیاری میں مدد کی۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اس وقت میرے پاس کافی مال تھا۔ میں اس کا نصف لے کر حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا اور دل میں یہ سوچا کہ اگر میں کسی دن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر بازی لے جا سکتا ہوں، تو وہ آج ہی کا دن ہے، لیکن جب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے، تو جو کچھ بھی ان کے پاس تھا، وہ سب اٹھا کر بارگاہِ رسالت میں لے آئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو۔ عرض کیا اُن کے لئے اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ اس مقام پر علامہ اقبال علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس   صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

؎ بولے یوں نامی ادب سے یارِ غارِ مصطفےٰ   آپ پر ہیں بھی فدا، ماں باپ بھی میرے فدا

؎ مال و زر دے کر بھی سب کچھ بچ گیا میرے لئے
اِک خدا میرے لئے، اِک مصطفےٰ میرے لئے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں؛ اب مجھے یقین ہو گیا کہ میں ابوبکر صدیق سے کبھی سبقت نہیں لے جا سکتا۔ (جامع ترمذی باب مناقب ابوبکر، ج ۲ ص ۲۰۸)

علاوہ ازیں سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس غزوہ میں یہ خصوصیات بھی تھیں؛

○ اسلامی فوج کا جائزہ لینا اور ان کی امارت کی خدمت۔

○ فوجی ضرب کاری کی ترغیب ○ لشکر کے لئے آپ کی تابعداری وغیرہ

○ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان غزوات کے علاوہ غزوۂ خیبر، غزوۂ طائف، غزوۂ مؤتہ، غزوۂ ذات السلاسل، سریۂ بنو فزارہ و دیگر غزوات میں بھی شرکت فرمائی۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

خلافت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ بَعَثَ اِلَيْنَا اَشْرَفَ الْاَنْبِيَآءِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)، وَجَعَلَ اَصْحَابًا لَهٗ وَوُزَرَائِهٖ فِىْ عَهْدِهٖ وَخُلَفَائِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَنَبِيُّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (سورۃ مائدہ آیت ۵۴)

"اے ایمان والو! تم میں جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا، تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ اُن کا پیارا، مسلمانوں پر نرم اور کافروں پر سخت، اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔"

اس آیتِ کریمہ میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی خلافت کی حقانیت واضح طور پر مذکور ہے، اس لئے کہ مرتدین سے جہاد آپ نے ہی اپنے دورِ خلافت میں فرمایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے مرضِ وصال میں آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم سے نماز پڑھائی اور وصال شریف کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنا دیا گیا۔

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا، جس میں اسلامی دستورِ حیات کے اہم اصولوں پر روشنی ڈالی، اور ان پر سختی سے عمل پیرا ہونے کی تاکید فرمائی۔ خطبے کے آخر میں آپ نے ارشاد فرمایا کیا میں نے آپ تک احکامِ الٰہی پہنچا دیئے ہیں؟ سب نے بیک زبان ہو کر عرض کیا بے شک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا،

اَللّٰھُمَّ اَشْھَدْ ۔ "اے اللہ! تو گواہ رہ" (بخاری شریف ج ۲، صفحہ ۶۲۲)

اس دن عرفات میں یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۰ (سورۃ مائدہ، آیت ۳)

"آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطورِ دین پسند کیا۔"

ع
مہبطِ روح الامیں حاصلِ ام الکتاب — جان و ایمان بلاغت جس کا اندازِ خطاب
جس کی آمد سے وجودِ زیست پہ آیا شباب — جس کی بعثت نے اٹھایا روحِ معانی سے حجاب

حجۃ الوداع سے مدینہ طیبہ میں واپس آکر حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا جس میں آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دنیا اور اس چیز میں جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، اختیار دیا ہے کہ ان دونوں

میں سے ایک کو پسند کرلے، اُس بندہ نے مَا عِنْدَ اللّٰہِ (قربِ الٰہی) کو اختیار کرلیا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کلمات کو سُنا، تو رونے لگے صحابہ کرام کو سخت حیرت ہوئی کہ اس میں رونے کی کیا بات تھی؟ مگر محرم رازِ نبوت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے رمز شناس تھے، اس لئے اپنی ذہانت سے فوراً سمجھ گئے کہ اس خطبہ میں ایک بندہ سے مُراد حضور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات ہے، اور اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دنیا سے رحلت کا وقت قریب آپہنچا ہے۔
(بخاری شریف، ج ۱ صفحہ ۵۱۶)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرضِ وصال

اس خطبہ کے ارشاد فرمانے کے چند دن بعد حضور نبی کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جنت البقیع میں تشریف لے گئے۔ جب آپ واپس تشریف لے گئے، تو آپ کے سرِ مبارک میں درد تھا اور گھر میں جلوہ افروز ہوئے تو اتفاقاً سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سر میں بھی درد تھا۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دردِ سر کی شکایت کی، تو آپ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے ارشاد فرمایا، اے عائشہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) تیرا دردِ سر تو جاتا رہے گا لیکن جو سر درد مجھے لاحق ہے مشکل ہے کہ میں اس سے خلاصی پاؤں۔ گویا اس طرف اشارہ فرمایا کہ میں اس مرض میں اس جہان سے رحلت فرماؤں گا۔ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازواجِ مطہرات سے ارشاد فرمایا: اگر تمہاری اجازت ہو تو میں تمہاری مرضی سے عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے گھر رہوں۔ اس پر تمام ازواجِ مطہرات راضی ہوگئیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں اقامت پذیر ہوگئے۔ جس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

Scanned with CamScanner

کے گھر تشریف لائے، تو اس وقت حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور حضرت فضل بن عباس اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کو تھامے ہوئے تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ ج ۵ ص۲۲۴، مدارج النبوۃ ج۲، ص۴۲۷)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانۂ علالت میں حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس بارگاہِ رب العالمین جلّ شانہٗ سے آئے اور پیغام پہنچایا کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، اللہ تعالیٰ آپ پر سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے، اگر آپ چاہیں تو میں شفا دے دوں اور اس مرض سے نجات دلاؤں، اور اگر آپ چاہیں تو اس مرض میں آپ کو وفات دے دوں؟ (حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں) میں نے چاہا کہ رفیقِ اعلیٰ سے ملوں اور ان میں سے ہو جاؤں، جن کے بارے میں رب تعالیٰ نے فرمایا ہے:

مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ه

(سورۃ النساء، آیت ۶۸)

"اُن کا ساتھ ملے گا، جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا، یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور نیک لوگ، یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔"

غازیانِ ملت بیضائے او ۔ حافظانِ حکمت رعنائے او
ہم شہیدان کہ دیں را حجت اند ۔ مثلِ انجم در فضائے ملت اند

صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدتِ مرض میں تین دن نماز پڑھائی اور جب کمزوری بہت زیادہ ہو گئی، تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پوری روایت یوں ہے:

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ مَرَضُهٗ فَقَالَ مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ اِنَّهٗ رَجُلٌ رَقِيْقٌ اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ قَالَ مُرِيْ اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَعَادَتْ فَقَالَ مُرِيْ اَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَاِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فِيْ حَيٰوةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بخاری ص۹۳ ج۱، طبقات الکبریٰ ص۱۷۸ ج۳)

"حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہو گئے اور مرض شدت اختیار کر گئی، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم وہ نرم دل مرد ہیں۔ جب آپ کے مقام پر کھڑے ہوں گے، تو لوگوں کو نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ فرمایا، ابوبکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وہی بات لوٹائی، تو آپ نے حکم فرمایا ابوبکر (رضی اللہ عنہم) کو امر کرو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، بیشک تم یوسف کی ہم نشین عورتیں ہو۔ پس ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بطور قاصد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں نماز پڑھائی۔"

نبی علیل تھے پوچھا بلال نے آکر ۔ نماز کون پڑھائے ہمیں، کہا صدیق
چناں نداخت پیغمبر ز لطفِ خویش آں را ۔ کہ کس بسعی نخواہد رسید تا صدیق
(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یہ حدیث پاک متعدد صحابہ کرام سے مروی ہے، جن میں چند اسماء گرامی یہ ہیں: حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ابن مسعود، حضرت عبداللہ، حضرت ابوزمعہ، حضرت ابوسعید، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت حفصہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

اِس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تمام انصار و مہاجرین صحابہ کرام میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امامت کے زیادہ حق دار تھے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسی لئے آپ کو امامت کا حکم دیا اور امامت، خلافت کا پیش خیمہ تھا کہ خلافت کا وہی حق دار ہے، جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں امامت کا حکم دیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے لئے امامت والی حدیث سے دلیل پکڑی ہے:-

لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ مِنَّا اَمِيْرٌ وَّمِنْكُمْ اَمِيْرٌ فَاَتَاهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَمَرَ اَبَا بَكْرٍ اَنْ يَّؤُمَّ النَّاسَ وَاَيُّكُمْ تَطِيْبُ نَفْسُهٗ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَبَا بَكْرٍ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ نَعُوْذُ بِاللهِ اَنْ نَّتَقَدَّمَ اَبَا بَكْرٍ۔ (تاریخ الخلفاء ص۵۵، طبقات الکبریٰ ص۱۷۹ ج۳)

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رحلت فرما گئے تو انصار کہنے لگے کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک تم میں سے۔ پس اُن کے پاس سیّدنا عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تشریف لائے اور فرمایا: اے گروہِ انصار! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

حکم فرمایا تھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کی امامت کرائیں (یعنی نماز پڑھائیں)؟ کیا تم میں سے کسی کا نفس گوارا کرتا ہے کہ ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے آگے قدم بڑھائے، تو انصار نے کہا کہ ہم اس بات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ہم سیّدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے آگے قدم بڑھائیں۔"

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا بَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ وَاِنِّيْ لَشَاهِدٌ وَّمَا اَنَا بِغَائِبٍ وَّمَا بِيْ مَرَضٌ فَرَضِيْنَا لِدُنْيَانَا مَا رَضِيَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِدِيْنِنَا۔ (تاریخ الخلفاء، ص۵۴)

"حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، حالانکہ میں موجود تھا، نہ غیر حاضر تھا اور نہ ہی بیمار۔ پس ہم نے اپنی دُنیا کے لئے پسند کرلیا، جبکہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا۔"

علم میں زُہد میں بے شبہ تو سب سے بڑھ کر
کہ امامت سے تیری کُھل گئے جوہر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

برادرانِ اسلام! امام قائم کرنے اور خلیفہ بنانے کا مقصد اقامتِ دین ہوتا ہے اور جب نماز جو کہ اہم فریضہ ہے، اس کی امامت کا حق ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عطا فرمایا، تو یقیناً آپ دنیوی امور کی خلافت کے حقدار بھی ہیں اور آپ کی خلافت کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے متفقہ طور پر قبول کیا ہے۔

Scanned with CamScanner

ملی صدیق نوں حق توں صداقت — محمد دی ملی جس نوں خلافت
بنایا امام آقا نے صائم — مُسلّم ہے تد ہی اوہدی امامت

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتداء میں امامت

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین دن تک نماز پڑھاتے رہے۔ چوتھے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کچھ افاقہ محسوس ہوا تو حجرہ مبارکہ سے نکل کر باہر تشریف لائے۔ اُس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز شروع کر چکے تھے، حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹنے لگے تو حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے سے منع فرمایا۔

فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِذَاءَ أَبِيْ بَكْرٍ إِلٰى جَنْبِهٖ فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ أَبِيْ بَكْرٍ۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۹۴، طبقات الکبریٰ ج ۳ ص ۱۷۹)

"اور حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں بیٹھ گئے، اب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی، اور تمام لوگ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے تھے۔"

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تین دن تک باہر نہ نکلے (تو آج) جب نماز کھڑی ہوئی تو اچانک حجرہ نبوی علیہ السلام کا پردہ اٹھا۔ شمعِ رسالت کے پروانوں کی خوشی کی حد نہ رہی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے ہٹنے لگے، تو

فَأَوْمَأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ أَنْ يَتَقَدَّمَ وَأَرْخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِجَابَ۔ (بخاری شریف ج ۱ ص ۹۴)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف کہ یہ نماز پڑھائیں اور پردہ گرا دیا گیا۔"

سایۂ مصطفیٰ، مایۂ مصطفیٰ — عزّ و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف

۱۲ ربیع الاول شریف، پیر کا دن اور صبح کا وقت تھا، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد نبوی شریف میں تشریف لائے، تو صحابہ کرام جن کے دل، محبوبِ انس و جاں، سرورِ کون و مکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شدید علالت کی وجہ سے مرجھاتے رہتے تھے، آج حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ والضحیٰ کی زیارت کرتے ہوئے خوشی سے کھل گئے۔ اسی اثناء میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اگر اجازت ہو تو گھڑی دو گھڑی اہل و عیال کی مقام سنح میں خبر گیری کر آؤں؟ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دے دی اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُٹھ کر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ کے حجرۂ مبارکہ میں چلے گئے اور جب آپ نے چاشت کی نماز پڑھی، تو طبیعت زیادہ علیل ہو گئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے دن اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو حکم دیا کہ میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو۔ خبردار بغیر اجازت کے گھر میں داخل نہ ہونا اور بغیر اجازت کے روح قبض نہ کرنا، تو ملک الموت نے ایک اعرابی (دیہاتی آدمی) کی صورت میں کھڑے

Scanned with CamScanner

ہو کر عرض کیا، اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَہْلَ بَیْتِ النُّبُوَّۃِ وَمَعْدِنَ الرِّسَالَۃِ وَمُخْتَلِفَ الْمَلَائِکَۃِ۔ مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں داخل ہوں، تم پر خدا تعالیٰ کی رحمت ہو۔ اس وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بالیں پر موجود تھیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت اپنے حال میں مشغول ہیں، لہٰذا اس وقت ملاقات نہیں کر سکتے۔ دوسری بار اجازت مانگی تو آپ نے پھر یہی جواب دیا۔ تیسری مرتبہ با آواز بلند اجازت چاہی۔ اس ہیبت ناک آواز سے اہل خانہ پر لرزہ طاری ہو گیا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے چشمان مبارک کھول کر فرمایا: کیا بات ہے؟ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے صورت حال عرض کی تو فرمایا اے فاطمہ! تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون ہے؟ یہ لذتوں کو توڑنے والا، خواہشات و تمناؤں کو کچلنے والا، بیویوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم بنانے والا ہے۔ یہ سن کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رونے لگیں تو آپ نے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رونے پر صبر کی تلقین اور دعا فرمائی۔
سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مطہر و مطیب جدا ہوئی تو ایسی خوشبو سونگھی کہ اس سے پہلے ایسی خوشبو کبھی نہ سونگھی تھی۔ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم رحلت فرما کر رفیق اعلیٰ سے جا ملے تو حضرت سالم بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی خبر پہنچی۔ اس جانکاہ خبر نے مسلمانوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ ہر ایک کا تاثر الگ تھا کوئی یوں سمجھتا تھا کہ مکان کی چھت اڑ گئی ہو، گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا ہو اور کوئی جگہ پناہ کے لئے نہ ہو۔ بعض یوں سمجھتے تھے کہ ہم بے یار و مددگار و تنہا ہو گئے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیفیت یہ تھی کہ تلوار لے کر

مسجد نبوی کے دروازے پر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے لوگو! اگر کسی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وفات فرما چکے ہیں، تو میں اس کا سر اڑا دوں گا۔ غرضیکہ ہر آدمی پریشان و سوگوار تھا اور ہر ایک اشکبار و بیقرار تھا۔
اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات پر کسی نے کوئی توجہ نہ دی، اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مسجد نبوی کے پاس پہنچ گئے، لوگوں کا ہجوم دیکھا آپ نے کسی سے کوئی بات نہ کی اور سیدھے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں گئے، جہاں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یمنی چادر اوڑھے آرام فرما رہے تھے۔ قریب ہو کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چادر کو رخ والضحیٰ سے اٹھایا اور جھک کر رخ انور پر بوسہ دیا اور پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے یوں گویا ہوئے:

فَقَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ لَا یَجْمَعُ اللّٰہُ عَلَیْکَ مَوْتَتَیْنِ اَمَّا الْمَوْتَۃُ الَّتِیْ کُتِبَ اللّٰہُ عَلَیْکَ فَقَدْ مُتَّہَا (بخاری ج ۱ ص ۱۶۶)

"میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ پر اللہ تعالیٰ دو موتیں جمع نہیں کرے گا، وہ موت جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے مقدر کی تھی، وہ تو آپ کو آ ہی گئی۔"

اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں تشریف لائے، تو یہاں کہرام مچا ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو کر قسم کھا کر کہہ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وفات نہیں ہوئی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اِجْلِسْ آپ بیٹھ جائیں، مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فَاَبیٰ انکار کر دیا۔ پھر کہا مگر آپ نہ مانے۔ جب تیسری بار کہا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھ گئے۔

فَقَالَ اَمَّا بَعْدُ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ وَمَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ

عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ (بخاری شریف صفحہ ۱۷۶ ج ۱)

"تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا، جو شخص تم میں سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی پوجا کرتا تھا، وہ سن لے کہ بے شک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات ہو گئی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتا ہے (وہ سن لے) بے شک اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور اس کے لئے موت نہیں ہے۔"

قرآن کریم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا وَسَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیْنَ ٥ (سورۃ آل عمران، آیت ۱۴۴)

"اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) تو ایک رسول ہیں، ان سے پہلے جو رسول ہو چکے، تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں، تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھرے گا، اللہ تبارک و تعالیٰ کا کچھ نقصان نہ کرے گا، اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو صلہ عطا فرمائے گا۔"

جب یہ الفاظ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کانوں میں پڑے، تو اُن کی آنکھیں کھل گئیں اور حقیقتِ حال منکشف ہو گئی اور پورے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا بدن کو تھام نہ سکے گر پڑے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کثرتِ گریہ و زاری سے مدہوشی طاری تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گم صم ایک دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان سخت غمگین تھے۔ اس نازک موقع پر سیدنا

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ صرف اپنے آپ کو قابو میں رکھا، بلکہ سب کو حوصلہ دیا اور ان کی سوچ میں توازن پیدا کیا۔ یہ کمال اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرما رکھا تھا۔ (ماخوذ از مدارج النبوۃ صفحہ ۲۷۲ تا ۲۷۳ ج ۲، سیرۃ حلبیہ ج ۳، صفحہ ۳۹۲)

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ　　میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے　　میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

کوئی باقی رہے گا نے چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دینِ حسن رہ جائے گا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال شریف کے بعد خلیفہ کے انتخاب پر صحابہ کا اختلاف

مسلمانوں کے لئے سب سے اہم مسئلہ یہ پیدا ہوا کہ اب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نیابت میں امتِ مسلمہ کا سربراہ کون ہوگا؟ ادھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تجہیز و تکفین کی تیاریاں ہو رہی تھیں، ادھر منافقین کی ریشہ دوانیوں نے یہ گل کھلایا کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ جو کہ اُن کا دارُالمشورہ تھا، وہاں جمع ہوتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے جانشین کی بحث چھیڑ دی۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ انصار میں سے مشہور صحابی ہیں، غزوات میں انصار کا علم ان کے ہاتھ میں رہتا تھا۔ انصار کا خیال تھا کہ خلیفہ رسول انہیں ہونا چاہیے اور کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ ایک کے بجائے دو امیر ہوں ایک انصار سے اور دوسرا مہاجرین سے۔ ظاہر ہے دو کا خلیفہ ہونا کسی طرح قابلِ قبول نہ تھا، اس لئے کہ اس سے وحدتِ اسلامی کا شیرازہ ہمیشہ کے لئے منتشر ہو جاتا۔ اب رہی یہ صورت کہ ایک خلیفہ ہو تو اس میں مشکل بات یہ تھی کہ وہ خلیفہ انصار سے ہو، یا کہ مہاجرین سے یہ انتہائی نازک وقت تھا اور خلافت کا معاملہ کامیابی کے ساتھ حل کرنے پر ہی اس کی

Scanned with CamScanner

بقا کا دارومدار تھا۔ بالآخر اس عقدہ کا حل، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تدبیر سے ہوا۔ چنانچہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ حضرت عمر اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ساتھ لے کر سقیفہ بن ساعدہ کے ہاں پہنچے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ بولنا چاہا، تو حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ٹھہرو، میں خود بیان کروں گا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خطاب

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے اور اُمتِ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے گواہ بنا کر مبعوث فرمایا تاکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور توحید کے قائل ہوں۔ مشرکین اللہ تعالیٰ کے سوا بُتوں کو پوجتے تھے اور یہ سمجھتے تھے، یہ بُت ہمیں نفع پہنچائیں گے۔ پھر آپ نے ان آیات کی تلاوت فرمائی:

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ
وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (سورۃ یونس، آیت ۱۸)

"اور اللہ کے سوا ایسی چیز کو پوجتے ہیں جو اُن کا کچھ بُرا نہ کرے اور نہ بھلا، اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔"

اسی وجہ سے اُن کو باپ، دادا کا دین چھوڑنا پسند نہ تھا، اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے مہاجرین کو توفیق بخشی کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور ان پر ایمان لائے اور آپ کے ساتھ ہمدردی کی۔ کفارِ مکہ نے انہیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں، مگر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن نہ چھوڑا۔ کفارِ مکہ نے اُن پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے اور تمام

کفار نے مل کر مخالفت کی، مگر مہاجرین نے ان کی پرواہ نہ کی۔ مہاجرین وہ لوگ ہیں، جنہوں نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔ مہاجرین ہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اولین مددگار تھے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلافت کے سب سے زیادہ وہی حق دار ہو سکتے ہیں۔

اے جماعتِ انصار! دین کے معاملے میں تمہاری فضیلت مسلّم ہے، لیکن ایمان لانے میں تم پر مہاجرین نے سبقت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ تم سے اس لئے خوش ہے کہ تم نے اُس کے رسول اور دین کی حمایت کی ہے۔ مہاجرین کے علاوہ تمہارے مرتبہ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا، اس لئے ہم امیر ہوں گے اور تم ہمارے وزیر ہو گے۔ ہم تمہارے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہ کریں گے۔ قرآن مجید میں ہمارا ذکر تم سے مقدم ہے:

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ
وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ (سورۃ توبہ، آیت ۱۰۰)

اور سب میں اگلے، پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے۔"

اِس لئے امارت تم ہمارے سپرد کر دو اور وزارت خود سنبھال لو۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۵۱۸، تفسیر مظہری ج ۲ ص ۴۵۷)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر کے بعد انصار نے بھی کچھ گفتگو کی تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق اور حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ان دونوں میں سے کسی ایک کی بیعت کر لو۔

Scanned with CamScanner

فَقَالَ عُمَرُ بَلْ نُبَايِعُكَ اَنْتَ فَاَنْتَ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهٖ فَبَايَعَهٗ وَبَايَعَهُ النَّاسُ۔ (بخاری ج ۱ صفحہ ۵۱۸)

"حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، بلکہ ہم آپ کی بیعت کریں گے، آپ ہمارے سردار اور ہم سب سے بہتر ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے زیادہ آپ سے محبت کرتے تھے (یہ کہہ کر) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کی اور (انصار و مہاجرین) سب لوگوں نے بیعت کی۔"

ے بعد نبیاں دے ہے شان صدیق دا　　دیکھو رتبہ محمد دے دلدار دا

ے سارے اصحاب نبی تارے ہیں امت کے لئے
ان ستاروں میں بنے مہرِ منور صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
پاک صدیق امین ہے بیشک اوّل خلافت جس دی
روشن ہے دو عالم دے وچ شان صداقت جس دی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکفین و تدفین

سقیفہ بنی ساعدہ سے فارغ ہوکر واپس لوٹے، تو حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تکفین و تدفین میں شریک ہوئے۔ اس میں اختلاف تھا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کہاں دفن کریں؟ بعض نے کہا حجرہ شریف میں، بعض نے کہا مسجد شریف میں، ایک گروہ نے کہا جنت البقیع میں اور بعض نے کہا کہ بیت المقدس میں، جہاں انبیاء کرام علیہم السلام کی قبورِ مقدسہ ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے حضور سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایک حدیث مبارکہ سنی ہے اور وہ مجھے یاد ہے اور میں بھولا نہیں۔

قَالَ مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ يُحِبُّ

اَنْ يُّدْفَنَ فِيْهِ۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر نبی کی روح اسی جگہ قبض کرتا ہے، جہاں اس کو دفن کرنا پسند ہوتا ہے۔"

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اُدْفِنُوْهُ فِيْ مَوْضَعِ فِرَاشِهٖ (ترمذی ج ۲، صفحہ ۶۸۴)

"تم بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی خوابگاہ میں دفن کردو۔"

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعتِ عام

حضور سید الانبیاء حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصالِ شریف کے دوسرے دن ۱۳ ربیع الاول ۱۱ھ، ۲۸ مئی ۶۳۲ء کو مسجدِ نبوی میں بیعتِ عام کا انتظام کیا گیا، تمام مسلمان جمع ہوئے۔ سب سے پہلے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر بیٹھ کر خطبہ دیا اور فرمایا: میں امید کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم لوگوں کے بعد زندہ رہیں گے، لیکن اب اگر وفات فرما گئے ہیں، تو یہ مشیتِ الٰہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے سامنے نور رکھ دیا ہے جس سے تم ہدایت حاصل کروگے، بلاشبہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھی اور یارِ غار ہیں۔ مسلمانوں میں سب سے بہتر، مسلمانوں کی رہنمائی کے لئے اور لوگوں کے معاملات کی سربراہی کے لئے وہی ہیں۔ اے لوگو! اٹھو اور ان کی بیعت کرو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقریر سے فارغ ہوئے، اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش بیٹھے تھے اور جنبش نہ کی۔ کئی مرتبہ کہنے کے بعد منبر پر چڑھے اور مسلمانوں نے آپ کی بیعت کی۔ (بخاری شریف ج ۲ صفحہ ۱۰۷۲)

ے نبی کا اور خدا کا مداح گو صدیق اکبر ہے　　نبی صدیق اکبر کا، خدا صدیق اکبر کا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خطبہ خلافت

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا، جس کے بارے میں ابن سعد نے نقل کیا ہے ایسا خطبہ آپ کے بعد کسی انسان کی زبان سے سننے میں نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور درود وسلام کے بعد آپ نے فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنِّي قَدْ وُلِّيتُ عَلَيْكُمْ
وَلَسْتُ بِخَيْرِكُمْ فَإِنْ أَحْسَنْتُ فَأَعِينُونِي وَإِنْ
أَسَأْتُ فَقَوِّمُونِي اَلصِّدْقُ أَمَانَةٌ وَالْكَذِبُ خِيَانَةٌ
وَالضَّعِيفُ فِيكُمْ قَوِيٌّ حَتَّى أُرِيحَ عَلَيْهِ حَقَّهُ
إِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَالْقَوِيُّ فِيكُمْ ضَعِيفٌ حَتَّى آخُذَ الْحَقَّ مِنْهُ
إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا يَدَعُ قَوْمٌ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ
إِلَّا ضَرَبَهُمُ اللّٰهُ بِالذُّلِّ وَلَا أَشْيَعَتِ الْفَاحِشَةُ فِي
قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا عَمَّهُمُ اللّٰهُ بِالْبَلَاءِ أَطِيعُونِي مَا
أَطَعْتُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَإِذَا عَصَيْتُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ
فَلَا طَاعَةَ لِي عَلَيْكُمْ قُومُوا إِلَى صَلٰوتِكُمْ رَحِمَكُمُ
اللّٰهُ (البدایۃ والنہایہ ص۲۴۸ ج۵، تاریخ الخلفاء ص۵۵، سیرت حلبیہ ص۳۹۷ ج۳)

"لوگو! میں تمہارا امیر بنایا گیا ہوں، حالانکہ تم سے بہتر نہیں ہوں، پس اگر میں اچھا کروں، تو تم میری مدد کرو اور اگر برا کروں، تو مجھے سیدھا کردو۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے، تم میں جو کمزور ہے، میرے نزدیک وہ قوی ہے، میں اس کا شکوہ دور کروں گا اور تم میں سے جو قوی ہے، وہ میرے نزدیک کمزور ہے یہاں تک کہ میں اس سے قوم کا حق لوں گا۔

جو قوم جہاد چھوڑ دیتی ہے، اللہ تعالیٰ اس پر ذلت مسلط کردیتا ہے اور جس قوم میں بری باتیں عام ہوجاتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر مصیبت ڈال دیتا ہے جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں، تو تم میری اطاعت کرو اور جب میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری کوئی اطاعت نہیں۔ اچھا اب جاؤ نماز پڑھو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے"

ے اک عرب نے آدمی کا بول بالا کردیا — خاک کے ذروں کو ہمدوش ثریا کردیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے — کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کردیا

ے صدیق نبی دا جانی اے — صدیق دا ہور ناں ثانی اے
جو رب صدیق نوں بخشیاں نے — اوہ شاناں کسے نہ پایاں نے

ے زندگی وچ صدیق اکبر نے جھوٹ نہ کہیا زبانوں
عظمت شوکت شان فضیلت لے کے گئے جہانوں

ے پاک صدیق امیر مکے دا تے سردار مدینہ
شاہ سلطان خلیفہ اوّل وچ دربار مدینہ

ے ابوبکر صدیق ہے پہلا یار نبی سرور دا
وچ قرآن مجید دے مولا صفتاں جس دیاں کردا

بیعت سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

برادران اسلام حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بعض لوگوں نے طرح طرح کی باتیں کی ہیں کہ انہوں نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت میں اختلاف کیا، یا بیعت نہیں کی، اس شبہ کو دور کرنے کے لئے سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایات کا ذکر کرتا ہوں تاکہ معلوم ہوجائے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا

ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی اور انہیں خلیفۂ اول تسلیم فرمایا تھا:

اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ كَانَ مَعَ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ وَاَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ مُسْلِمَةَ كَسَرَ سَيْفَ الزُّبَيْرِ ثُمَّ قَامَ اَبُوْ بَكْرٍ فَخَطَبَ النَّاسَ وَاعْتَذَرَ اِلَيْهِمْ وَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ حَرِيْصًا عَلَى الْاِمَارَةِ يَوْمًا وَّلَا لَيْلَةً قَطُّ وَلَا كُنْتُ فِيْهَا رَاغِبًا وَّلَا سَاَلْتُهَا اللّٰهَ فِيْ سِرٍّ وَّلَا عَلَانِيَةٍ وَّلٰكِنِّيْ اَشْفَقْتُ مِنَ الْفِتْنَةِ وَمَا لِيْ فِي الْاِمَارَةِ مِنْ رَّاحَةٍ وَّلٰكِنْ قُلِّدْتُ اَمْرًا عَظِيْمًا مَا لِيْ بِهٖ مِنْ طَاقَةٍ وَّلَا يَدَ اِلَّا بِتَقْوِيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَوَدِدْتُ اَنَّ اَقْوَى النَّاسِ عَلَيْهَا مَكَانِي الْيَوْمَ فَقَبِلَ الْمُهَاجِرُوْنَ مِنْهُ مَا قَالَ وَمَا اعْتَذَرَ بِهٖ قَالَ عَلِيٌّ وَّالزُّبَيْرُ مَا غَضِبْنَا اِلَّا لِاَنَّا قَدْ اُخِّرْنَا مِنَ الْمُشَاوَرَةِ وَاِنَّا نَرٰى اَبَا بَكْرٍ اَحَقَّ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ لَصَاحِبُ الْغَارِ وَثَانِيَ اثْنَيْنِ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ شَرَفَهٗ وَكِبَرَهٗ وَلَقَدْ اَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلٰوةِ بِالنَّاسِ وَهُوَ حَيٌّ۔ (مستدرک حاکم ج ۳، ص ۶۶)

"بیشک عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے ساتھ تھے اور محمد بن مسلمہ نے حضرت زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی تلوار توڑ دی تھی۔ پھر ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کھڑے ہوئے انہوں نے خطبہ دیا اور معذرت چاہتے ہوئے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم مجھ کو امارت کا کوئی لالچ کسی دن یا رات بالکل نہیں تھا اور نہ مجھ کو اس سے کوئی رغبت تھی،

اور نہ میں نے پوشیدہ طور پر اعلانیہ طور پر اس کا اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا، لیکن ہاں! میں فتنہ سے ڈرتا تھا، اور امارت میں میرے لئے کوئی راحت بھی نہیں ہے، بلکہ میرے گلے میں اتنے بڑے کام کا طوق ڈال دیا گیا ہے جس کی بجز توفیق الٰہی کے مجھ میں طاقت نہیں ہے، میں چاہتا تھا کہ کوئی مجھ سے قوی آدمی آج میری جگہ ہوتا اور میں (ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جو کچھ کہا تھا، مہاجرین نے اسے قبول کرلیا۔ حضرت علی اور حضرت زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے کہا، ہم کو صرف اس بات پر غصہ تھا کہ ہمیں مشورہ کے وقت پس پشت ڈالا گیا، ورنہ ہم بلا شبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امارت کا سب سے زیادہ مستحق ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہی کو سمجھتے تھے۔ وہ صاحب غار اور ثانی اثنین ہیں اور ہم ان کے شرف اور عظمت کو جانتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نماز پڑھانے کا حکم اپنی حیاتِ مبارکہ میں دیا تھا۔"

برادرانِ اسلام! اس روایت سے واضح ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مانتے تھے اور سب سے زیادہ امارت کا حق دار جانتے تھے، ہاں مشورہ میں دیر سے شریک کرنے پر ناراضگی کا اظہار فرمایا نہ کہ خلافت کا انکار، اور عقل کے نزدیک بھی یہ بات بعید از قیاس ہے۔

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سقیفہ بن ساعدہ کے ابتدائی واقعات بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

فَلَمَّا قَعَدَ اَبُوْ بَكْرٍ عَلَى الْمِنْبَرِ نَظَرَ فِيْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ فَلَمْ يَرَ عَلِيًّا فَسَاَلَ عَنْهُ فَقَامَ نَاسٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاَتَوْا بِهٖ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِبْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنُهٗ اَرَدْتَ اَنْ تَشُقَّ عَصَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ لَا تَثْرِيْبَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعَهٗ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ (المستدرک للحاکم ج ۳، ص۷۶)

"جب منبر پر ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیٹھ گئے، تو انہوں نے لوگوں پر ایک نظر ڈالی، اور جب علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو نہ دیکھا تو اُن کے بارے میں لوگوں سے پوچھا۔ اس پر انصار کے کچھ لوگ کھڑے ہو گئے، اور جا کر حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو لے آئے اور اب ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اُن سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور داماد بھی ہیں، کیا مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا چاہتے ہیں؟ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کہا! اے خلیفۂ رسول اللہ! ملامت نہ کیجیے۔ اس کے بعد حضرت علی نے حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے بیعت کر لی۔ امام حاکم فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے شرط شیخین پر۔"

ے علی کیتی اے اُسدی بیعت صاکم — علی دا مُقتدا صدیق اکبر

ے ہمیشہ خلوت و جلوت میں خود مولائے حیدر نے
بہت اخلاص سے خطبہ پڑھا صدیق اکبر کا

ے تمام اہل بیت و خاندانِ آلِ اطہر کا
جوان و پیر رہا دیدہ رہا صدیق اکبر کا

ے وہ ایک اپنی مثال تھا، اپنے زمانے میں
جننے کی مادرِ گیتی نہ دوسرا صدیق

ے جو پست ذہن ہو یہ اُس کے بس کی بات نہیں
علی سے پوچھ! کہ کتنا عظیم تھا صدیق" (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

وَحَدِيْثُ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ مُبَايَعَتِهٖ اِيَّاهُ حِيْنَ بُوْيِعَ بَيْعَةَ الْعَامَّةِ بَعْدَ السَّقِيْفَةِ اَصَحُّ۔ (السُّنَنُ الْكُبْرٰى، ج ۸، ص۱۴۳)

"اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ روایت جس میں سقیفہ کے بعد متصلاً بیعت کرنا مروی ہے، جبکہ عامۃ المسلمین نے بیعت کی تھی، زیادہ صحیح ہے۔"

عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ مُسَيَّبٍ قَالَ خَرَجَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ لِبَيْعَتِهٖ اَبِيْ بَكْرٍ فَسَمِعَ مَقَالَةَ الْاَنْصَارِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَيُّكُمْ يُؤَخِّرُ مَنْ قَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَعِيْدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ فَجَاءَ عَلِيٌّ بِكَلِمَةٍ لَمْ يَأْتِ بِهَا اَحَدٌ مِنْهُمْ۔ (کنز العمال ص۱۴۱ ج۳، فضائل ابی بکر صدیق ص۵)

"حضرت سعید ابن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی، حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی بیعت کے لئے گھر سے نکلے تو (راستہ میں) بعض انصار سے (بیعت کے متعلق) کچھ بات سُنی، تو فرمانے لگے لوگو! جس کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مقدم کیا ہے اُس کو کون مؤخر کر سکتا ہے۔ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسی وزنی بات فرمائی ہے کہ کوئی شخص بھی ایسی بات کہہ نہیں سکتا۔"

عَنْ اَبِي الْجَحَّافِ قَالَ: قَامَ اَبُوْبَكْرٍ بَعْدَ مَا بُوْيِعَ لَهٗ وَبَايَعَ عَلِيٌّ اَصْحَابَهٗ فَاَقَامَ ثَلَاثًا يَقُوْلُ اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ

Scanned with CamScanner

أَقِلْتُكُمْ بَيْعَتَكُمْ هَلْ مِنْ كَارِهٍ قَالَ فَيَقُومُ عَلِيٌّ فِي أَوَائِلِ النَّاسِ يَقُولُ لَا وَاللّٰهِ لَا نُقِيلُكَ وَلَا نَسْتَقِيلُكَ قَدَّمَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ ذَا الَّذِي يُؤَخِّرُكَ ۔ (ریاض النضرۃ، ج ۱ صـ ۲۵۲)

"ابوالجحاف نے کہا کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ لوگوں نے بیعت کی (تو اس کے بعد) ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) لوگوں کو تین بار آواز دے کر فرمایا کہ لوگو! میں تمہاری بیعت واپس کرتا ہوں (تم کسی دوسرے کو خلیفہ بنا لو) اس وقت حضرت سیدنا علی مرتضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! نہ ہم از خود بیعت کو واپس کرتے ہیں اور نہ آپ سے بیعت کی واپسی کی خواہش کرتے ہیں اور آپ کو حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز میں مقدم فرما دیا، اب کونسی (ہستی) آپ کو مؤخر کر سکتی ہے؟"

ان روایات کے علاوہ بہت سی روایات سے ثابت ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی۔

○ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز میں مقدم کیا، اس لئے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، "ان کو اب کون مؤخر کر سکتا ہے"؟

○ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب ہمارے نبی نے دین کے لئے پسند فرمایا، تو ہم دنیاوی معاملات میں ان کو پسند کرتے ہیں، یعنی اپنا امیر اور حاکم تسلیم کرتے ہیں۔

○ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بیعت لوٹانے کی تجویز پیش کی تو

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ تجویز مسترد کر دی۔

○ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز ادا کر کے انہیں خلیفۂ اول تسلیم کیا۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی	اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی
علی کیتی اے اُسدی بیعت صادق	علی دا مقتدا صدیق اکبر

برادران اسلام! ان تمام معتبر روایات سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے بیعت کی اور اُن کی خلافت کو حق سمجھ کر ان کے پیچھے نماز پڑھتے رہے، اور تمام اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شیر خدا ہیں، اس لئے انہوں نے نہ تو جبراً، نہ کسی مصلحت کے پیش نظر اور نہ ہی کسی فتنہ و فساد سے بچنے کے لئے بیعت کی، بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ برحق تسلیم کرتے ہوئے دل و جان سے اُن کی بیعت کی تھی۔

برادرانِ اسلام! ان تمام معتبر روایات سے ثابت ہو گیا۔ اور شیعہ حضرات کی کتب سے بھی بیعت کا ثبوت ملتا ہے مگر اُن کے اقوال مختلف ہیں، مثلاً:

وَأَبَوْا أَنْ يُبَايِعُوا حَتّٰى جَاءُوا بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُكْرَهًا فَبَايَعَ ۔ (فروع کافی ج ۳ صـ ۱۱۵، کتاب الروضہ من الکافی ج ۲ صـ ۸۵، رجال کشی صـ ۴)

"حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت کرنے والے لوگوں نے بیعتِ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے انکار کر دیا، حتیٰ کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مجبور کر کے لائے، انہوں نے بیعت کی (تب لوگوں نے بھی بیعت کی)"

فَلِذٰلِكَ كَتَمَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَمْرَهٗ وَبَايَعَ مُكْرَهًا حَيْثُ لَمْ يَجِدْ اَعْوَانًا۔

فروع کافی ج ۳ ص ۱۳۹، کتاب الروضہ ص ۱۷۹)

"اسی بناء پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے معاملے کو چھپا رکھا تھا اور مجبور ہو کر بیعت کی، جبکہ معاونین کو نہ پایا۔"

شیعہ کے مشہور مجتہد شیخ ابو منصور احمد بن علی الطبرسی نے محمد باقر کی روایت یوں درج کی ہے:

فَلَمَّا وَرَدَتِ الْكِتَابُ عَلٰى اُسَامَةَ انْصَرَفَ بِمَنْ مَعَهٗ حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ فَلَمَّا رَأٰى اجْتِمَاعَ الْخَلْقِ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ انْطَلَقَ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ لَهٗ عَلِيٌّ هٰذَا مَا تَرٰى قَالَ اُسَامَةُ فَهَلْ بَايَعْتَهٗ؟ قَالَ نَعَمْ۔ (احتجاج الطبرسی ص ۵۰)

"حضرت اسامہ بن زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس خط پہنچا، تو وہ اپنے ساتھیوں سمیت مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور دیکھا کہ لوگ بیعت کے لئے ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس جمع ہو چکے ہیں۔ تو حضرت اسامہ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے پاس چلے گئے اور دریافت کرنے لگے: یہ کیا بات ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں۔ پھر اسامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے دریافت کیا: کیا آپ نے ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بیعت کر لی؟ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں! بیعت کر لی ہے۔"

قاضی نور اللہ شوستری "مجالس المومنین" میں یوں ذکر کرتے ہیں:

"حضرت امیر و سائر بنی ہاشم از روئے اکراہ با ابی بکر بظاہر بیعت کردند و دست بر دست او زدند خالد و برادرانش بمتابعت ایشان بیعت کردند۔ (مجالس المومنین، مجلس سوم)

"حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور باقی تمام بنی ہاشم نے مجبور ہو کر ابو بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ بظاہر بیعت کر لی اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔ خالد بن سعید بن العاص اور اُن کے بھائیوں نے بھی ان کی تابعداری میں بیعت کر لی۔"

علاوہ ازیں بہت سی شیعہ کی دیگر کتابوں میں یہ روایت پائی جاتی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے معاذ اللہ مجبور ہو کر بیعت کی، مثلاً:

(کتاب الشافی للسید مرتضیٰ ص ۲۰۹، ناسخ التواریخ ص ۵۳۲ ج ۲، نہج البلاغہ ج ۱، ص ۸۹، درۃ النجفیہ ص ۹۹ وغیرہ)

برادرانِ اسلام! ایک طرف تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت پر رضامندی اور دوسری طرف جبر و قہر کی داستانیں لکھیں۔ معلوم ہوا حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رضامندی و خوشی سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت و خلافت تسلیم کی۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اللہ تعالیٰ کے شیر اور حیدر کرار ہیں — اسد اللہ الغالب کب مجبوراً بیعت کر سکتا ہے؟

ثابت ہوا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی۔

" حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کو تسلیم کیا۔

" حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔

" حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ اول تسلیم کیا۔

Scanned with CamScanner

برادرانِ اسلام! اہلِ سنت وجماعت کے نزدیک حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح اور درست ہے اور خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلیم کرنے کی دلیل ہے۔

وَهٰذَا حَقٌّ فَاِنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ لَمْ يُفَارِقِ الصِّدِّيْقَ فِيْ وَقْتٍ مِّنَ الْاَوْقَاتِ وَلَمْ يَنْقَطِعْ فِيْ صَلٰوةٍ مِّنَ الصَّلَوَاتِ خَلْفَهٗ۔ (البدایہ ج ۵، ص ۲۴۹)

"اور یہ بات حق ہے کہ بے شک حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوقات نماز میں سے کسی وقت بھی جدا نہ ہوتے اور نمازوں میں سے کوئی ایک نماز بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علیحدہ نہ پڑھی۔"

اب میں آپ حضرات کی خدمت میں شیعہ حضرات کے حوالے پیش کرتا ہوں:

ثُمَّ قَامَ وَتَهَيَّاَ الصَّلٰوةَ وَحَضَرَ الْمَسْجِدَ وَصَلّٰى خَلْفَ اَبِىْ بَكْرٍ۔ (تفسیر قمی لعلی بن ابراہیم القمی ص ۲۹۵ ذیر آیت فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ)

"پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور نماز کی تیاری کی اور مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پیچھے حاضر ہو کر نماز ادا کی۔"

قَامَ وَتَهَيَّاَ لِلصَّلٰوةِ وَحَضَرَ الْمَسْجِدَ وَوَقَفَ خَلْفَ اَبِىْ بَكْرٍ وَصَلّٰى لِنَفْسِهٖ۔ (احتجاج طبرسی ص ۵۳)

"حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور نماز کی تیاری کی اور مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پیچھے نماز ادا کی۔"

ان تمام روایات سے ثابت ہوا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نماز ادا کرتے رہے، مگر دل سے ان کی اقتدا کی نیت نہیں کرتے تھے، اور مسلسل چوبیس سال سے زائد عرصہ الگ نماز پڑھتے رہے۔ (استغفر اللہ تعالیٰ)

حقیقت یہ ہے کہ امام المسلمین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دل سے خلفاء ثلاثہ کے پیچھے نماز ادا کرتے رہے اور کوئی نماز آپ نے نہیں لوٹائی اور نہ کوئی ایسی روایت ملتی ہے۔ اگر آج پندرھویں صدی کا کوئی مسلمان اپنی نماز کسی امام کے پیچھے ظاہر داری سے پڑھنے کے لئے تیار نہیں، بلکہ پوری طرح اقتدا کر کے نماز ادا کرتا ہے، تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسا کب کر سکتے تھے کیا حیدر کرار کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کسی سے ڈرنے، اور دبنے والے تھے؟ شریعت ظاہر کا نام ہے۔ کوئی ایسی روایت نہیں پائی جاتی، جس میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز لوٹانے کا حوالہ پایا جائے۔ معلوم ہوا کہ:

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت جلد کر لی تھی۔
حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا حاکم اور خلیفہ تسلیم کیا تھا۔
حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز باجماعت ادا کی تھی۔
حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی نماز الگ ادا نہیں کی۔

جو پست ذہن ہو یہ اس کے بس کی بات نہیں
علی سے پوچھ کہ کتنا عظیم تھا صدیق

بعد نبیاں ہے شان صدیق دا — ویکھو رتبہ محمد دے دلدار دا
اوہدی عظمت دا خورشید چڑھدا رہیا — جو امام آپ ہے سارے سنسار دا

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا طرزِ حکومت

برادرانِ اسلام! اسلامی حکومت کی بنیاد قرآن و حدیث پر ہوتی ہے اس لئے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب کوئی مسئلہ پیش آتا، تو آپ سب سے پہلے قرآن مقدس میں تلاش کرتے اور وہاں نہ ملتا، تو حدیث پاک میں تلاش کرتے اور اگر حدیث میں بھی نہ ملتا، تو مسلمانوں کو اکٹھا کرتے اور ان میں سے اگر کسی کو حدیث یاد ہوتی، تو وہ پڑھ کر سنا دیتا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت خوش ہوتے اور اگر کوئی حدیث نہ ملتی تو اہل رائے سے مشورہ لیتے۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابہ کرام سے مشاورت

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اپنا مشیر مقرر کیا ہوا تھا، جب کوئی اہم معاملہ آتا، تو آپ ان سے مشورہ فرماتے:

اَنَّ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ اِذَا نَزَلَ بِهٖ اَمْرٌ يُرِيْدُ فِيْهِ مُشَاوَرَةَ اَهْلِ الرَّاْيِ وَاَهْلِ الْفِقْهِ وَدَعَا رِجَالًا مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ، وَدَعَا عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَمُعَاذَ ابْنَ جَبَلٍ وَاُبَيَّ ابْنَ كَعْبٍ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ۔ (طبقات ابن سعد ج ۲، ص ۱۰۹)

"ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب کوئی معاملہ پیش آتا جس میں اہل الرائے اور اہل فقہ کی ضرورت ہوتی، تو آپ اس مقصد کے لئے انصار و مہاجرین میں سے کچھ لوگوں کو بلاتے تھے۔ پھر حضرت عمر، عثمان، علی، عبدالرحمٰن بن عوف، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور زید بن ثابت (علیہم الرضوان) کو بلاتے تھے۔"

آپ صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مشورہ فرماتے تھے اور یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ تھا کہ آپ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ فرما کر سنتِ الٰہی

اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پورا فرماتے تھے اور یہ بھی خیال رہے کہ آپ کی مشاورت میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل ہوتے تھے اور سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے مشیرِ اعلیٰ تھے۔

حکام کا تقرر

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حیاتِ مبارکہ کے زمانہ میں ہی اسلامی ریاست کی حدود کم و بیش دس لاکھ مربع میل رقبے تک پھیل چکی تھیں اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت (دو سال تین ماہ گیارہ دن) میں بہت سی فتوحات ہوئیں اور اسلامی مملکت کا رقبہ وسیع سے وسیع ہوتا جاتا تھا، اسی قدر نظم و نسق کے دائرہ کو وسعت ہوتی جاتی تھی، اس لئے آپ نے پوری مملکت کو صوبوں اور قلعوں میں تقسیم کر رکھا تھا اور ان صوبوں اور قلعوں کے الگ الگ حاکم مقرر فرما دیئے تھے، جس کی وضاحت یوں ہے:

نمبر شمار	مقامِ حکومت	حاکم کا نام
۱	مکہ (حجاز)	حضرت عتاب بن اُسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۲	طائف (حجاز)	حضرت عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳	صنعا (یمن)	حضرت مہاجر ابن ابی امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴	حضرموت (یمن)	حضرت زید بن لبید الغاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۵	خولان	حضرت یعلیٰ بن منیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۶	زبید و رمع (یمن کا علاقہ)	حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۷	جند	حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۸	بحرین	حضرت علا بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۹	نجران	حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۰	دومۃ الجندل	حضرت عیاض بن الغنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Scanned with CamScanner

نمبر شمار	مقامِ حکومت	حاکم کا نام
۱۱ -	عراق	حضرت مثنیٰ بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۲ -	جرش	حضرت عبداللہ بن ثور رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۳ -	حمص (شام)	حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۴ -	اُردن	حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۵ -	دمشق	حضرت یزید بن ابی سُفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۶ -	فلسطین	حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۱۷ -	مدینہ منورہ	اسلامی دارالحکومت اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماتحت براہِ راست تھا

ان الگ الگ حکام کو مقرر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ملکی نظم و نسق قائم رہے اور باہمی ربط و ضبط سے مسلمانوں کے معاملات کا خیال رکھا جائے۔ یہ تمام صُوبے اسلامی ریاست کے صُوبے کہلاتے تھے۔

برادرانِ اسلام! حکومت کے بہترین نظم و نسق کا دارومدار بنیادی طور پر اس بات پر ہوتا ہے کہ جس عہدہ کے لئے جس شخص کو مقرر کیا جائے، وہ ہر لحاظ سے اس عہدہ کے لئے موزوں ہو اور حاکم کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس میں مردم شناس جوہر موجود ہو۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر کوئی شخص مردم شناس نہ تھا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتخاب کرنے کے معاملہ میں دو اصول تھے اگر کسی شخص کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی عہدہ پر مقرر فرمایا ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس شخص کو اسی عہدہ پر قائم رکھا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہتر انتخاب کسی کا نہیں ہو سکتا اور اگر اس شخص پر کوئی اعتراض ہوتا، تو بھی آپ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقرر کیے ہوتے عہدے سے

اس شخص کو نہ ہٹاتے اور آپ فرماتے کہ جس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر فرمایا میں اسے ہرگز ہٹا نہیں سکتا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کو منتخب فرماتے جس کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فیضان سے زیادہ سے زیادہ تربیت حاصل کرنے کا موقع ملا ہو، اسی وجہ سے آپ فتح مکہ سے قبل کے لوگوں کو ترجیح دیتے تھے کہ ان لوگوں کو محبتِ رسُول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شرف زیادہ سے زیادہ حاصل ہوا ہے۔

اقربا پروری سے اجتناب

حاکم کے لئے سب سے ضروری بات یہ ہے کہ عہدوں کی تقسیم کے معاملہ میں اقربا پروری، اور کنبہ نوازی سے پرہیز کرے اور جو شخص جس عہدہ کا مستحق ہو، وہی عہدہ اُس کو دیا جائے، ورنہ نظام تعطل کا شکار ہو جائے گا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی اس پر عمل پیرا تھے اور دوسرے حکام کو بھی اس کی سختی سے تاکید فرماتے تھے۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت یزید ابن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دمشق (مُلکِ شام) کی امارت پر روانہ کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا:

يَا يَزِيْدُ اِنَّ لَكَ قَرَابَةً عَسَيْتُ اَنْ تُؤْثِرَهُمْ بِالْاِمَارَةِ وَذَالِكَ اَكْبَرُ مَا اَخَافُ عَلَيْكَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ وَلِيَ مِنْ اُمَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ شَيْئًا فَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اَحَدًا مُحَابَاةً فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا حَتّٰى يُدْخِلَهُ جَهَنَّمَ

(مُسند امام احمد ابن حنبل، ج ۱ ص ۶)

"اے یزید! وہاں تمہارے اعزّہ و اقارب ہیں، ممکن ہے کہ تم ان کو امارت دینے میں ترجیح دو اور یہ وہ سب سے بڑا معاملہ ہے، جس کا میں تم سے اندیشہ

کرتا ہوں، اس لئے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مسلمانوں کے کسی کام کا ذمہ دار ہوا اور وہ محض رشتہ کی وجہ سے ان پر کسی شخص کو امیر بنا دے، تو اُس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس کے کسی فدیہ یا کفارہ کو قبول نہیں کرے گا (یعنی اُس کی کوئی نیکی قبول نہ ہوگی) یہاں تک کہ اُس کو جہنّم میں داخل کر دیا جائے گا۔"

اس حدیث پاک سے واضح ہے کہ اقربا پروری اور کنبہ نوازی اسلام میں منع ہے اور اسی حدیث پر عمل کرتے ہوئے سیّدنا ابوبکر صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عمّال (مقرر کردہ حاکم) کو کنبہ پروری سے بچنے کی تاکید فرماتے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جب کسی شخص کا تقرر کیا جائے، تو اُس کے میرٹ کے مطابق ہونا چاہیئے اور کسی اَن میرٹ کو بھرتی کرنا نہیں چاہیئے، بلکہ ہر حقدار کو اس کا حق دینا چاہیئے۔ وزیر کے بیٹے کو وزیر، افسر کے بیٹے کو افسر اور ملازم کے بیٹے کو ملازم بنانے اور بیٹے کو باپ کی جگہ دینے کا اسلام میں تصوّر نہیں پایا جاتا۔ اس اقربا پروری کی وجہ سے کسی حق دار کو اس کا حق نہیں ملتا، بلکہ اب پاکستان میں سکولوں اور کالجوں تک رشوت اور سفارش چلتی ہے تا کہ کسی غریب حقدار کو حق نہ ملے تو معلوم ہوا کہ:

○ رشوت خور جہنمی ہے ○ کُنبہ نواز جہنمی ہے

○ رشوت خور پر اللہ کی لعنت ہے ○ کنبہ نوازی کرنے والا لعنتی ہے

○ اَن میرٹ رشتہ دار کو بھرتی کروانے والا لعنتی ہے۔

○ اَن میرٹ کی سفارش کرنا لعنت ہے

○ لہٰذا، رشوت چھوڑ دی جائے ○ کنبہ نوازی چھوڑ دی جائے

○ اَن میرٹ کی بھرتی چھوڑ دی جائے۔

○ اور ہر حق دار کو اُس کا حق دیا جائے۔

حضرت سیّدنا صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عالی ظرفی کا یہ عالم تھا کہ اگر آپ کو معلوم ہو جاتا کہ فلاں شخص آپ سے ذاتی رنجش رکھتا ہے، تو آپ اس بات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جس عہدے کا وہ حق دار ہوتا اُس شخص کو وہ عہدہ سونپ دیتے تھے۔ ملکِ شام کی مہم کے لئے آپ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جرنیل کا عہدہ عطا فرمایا اور اُنہیں جھنڈا دیا اور ذاتی رنجش کی بالکل پرواہ نہ کی بلکہ اُن کو حقدار سمجھ کر اُن کا حق دیا گیا۔ (طبری ج ۲ صـ ۵۸۴)

منصب کا احترام

کسی بھی حکومت کے مہذّب ہونے کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ حکّام کو جو عہدہ اُن کے سپرد کیا جائے، اس عہدے کے منصب کا خاص خیال رکھا جائے اور اُن کے ساتھ بلا وجہ سختی و جبر کا برتاؤ نہ کیا جائے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقرر کردہ عمّال (حکّام) کے منصب کا بہت خیال فرماتے تھے۔ آپ نے جب حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لشکر کا جرنیل مقرر فرمایا، تو آپ کی یہ خواہش تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکرِ اسامہ کے ساتھ نہ جائیں، بلکہ مدینہ منورہ میں رہ کر مشیر کا کام کریں، چونکہ امیر الجیش (جرنیل) حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، اس لئے یہ فیصلہ خود نہ فرمایا، بلکہ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اگر آپ مناسب سمجھیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میرے پاس چھوڑ جائیں اور جب حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر روانہ ہوا تو یہ کیفیت تھی کہ حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سواری پر بیٹھے ہوئے ہیں اور خلیفہ رسول پیدل ہیں۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی آپ سواری پر بیٹھیں، آپ نے فرمایا: نہیں میں پیدل چلوں گا اور اب حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سواری سے اترنے لگے، تو آپ نے حکم دیا تم سواری سے نہیں اُتر سکتے۔ اب حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار ہیں اور آپ پیدل چل رہے ہیں۔ اس دل جوئی کے ساتھ آپ

Scanned with CamScanner

مدینہ طیبہ کی آبادی کے باہر تک ساتھ آئے اور اس لشکر کو اس طرح روانہ کیا۔

گورنروں کے فرائض

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک طرف تو عمال (حکام) کے منصب کا پورا پورا خیال فرماتے تھے، دُوسری طرف اُن کے ذمے جو فرائض ہوتے تھے، ان کی نگرانی بھی فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ نے مندرجہ ذیل فرائض گورنروں کو سونپ رکھے تھے:

۱۔ مسجد کی جماعت کی امامت کرانا اور جمعہ کا خطبہ دینا۔

۲۔ فوج کی نگرانی اور اُن کی تنخواہ کا بندوبست کر کے اُن تک تنخواہ پہنچانا۔

۳۔ تمام محصولات کا جمع کرنا اور درآمد و برآمد اشیاء کی نگرانی کرنا۔

۴۔ اپنے علاقے کے لوگوں کو امن و امان فراہم کرنا، اُن کی حفاظت کرنا اور اخلاقی حالت سنوارنا۔

۵۔ حدود اللہ (اللہ تعالیٰ کی حدیں) قائم کر کے مجرم کو اُس کے جُرم کی سزا دینا۔

۶۔ فتنہ برپا کرنے والے لوگوں کے خلاف جنگ کرنا اور اُن کے مالِ غنیمت کو مسلمان فوجوں میں تقسیم کرنا اور اُس کا خمس (پانچواں حصّہ) وفاق (مرکز) کو دینا۔

۷۔ حجاج کرام کی حفاظت اور انہیں سہولیات مہیا کرنا اور ان کے قافلوں کا تیار کرنا۔

۸۔ ضعیف العمر سپاہیوں کی پنشن کا بندوبست کرنا اور اُن کی فیملی کی معاشی مدد کرنا۔

۹۔ کسانوں کا خیال رکھنا اور اُن کی زراعت کو ترقی دینا۔

علاوہ ازیں عہدوں کو تقسیم کر کے سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

مختلف شعبوں کے ذمے دار افسروں کو اُن کے سپرد کر دیا تھا اور ہر شعبے کا افسر اپنے شعبے کا ذمہ دار ہوتا تھا۔ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن عہدوں کو تقسیم فرمایا، اُن کی تفصیل یُوں ہے:

عُہدۂ قضا کا آغاز

عہدۂ قضا کو حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قائم فرمایا تھا۔ احادیث کی کتابوں میں کتاب الاقضیہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قاضی کے فرائض، واجبات، عہدۂ کے شرائط، آداب شہادت کے احکام وغیرہ کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے، اگرچہ معاملات کا فیصلہ خصوصًا آخری فیصلہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی فرماتے تھے، مگر آپ نے مملکت کی وسعت کی وجہ سے مختلف علاقوں میں قاضی مقرر فرما دیئے تھے۔ چنانچہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یمن کا قاضی مقرر فرمایا، تو سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، میری عمر چھوٹی ہے اور مجھے قضا کا علم نہیں، تو حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے دل کو راہ دکھلائے گا اور تمہاری زبان کو استواری عطا فرمائے گا اور فرمایا جب دو آدمیوں کا فیصلہ کرنے بیٹھو تو پہلے ایک فریق کی بات سُن لو اور پھر دوسرے فریق کی، جب تک دونوں فریق کی بات نہ سنو، فیصلہ مت کرو۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا قاضی مقرر فرمایا تو آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہارے سامنے مقدمات آئیں گے تو تم کیسے فیصلہ کرو گے؟ عرض کیا: کتاب اللہ سے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اگر کتاب اللہ میں نہ پاؤ تو؟ عرض کیا سُنتِ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے۔ آپ نے فرمایا: اگر سنتِ رسُول میں نہ پاؤ تو؟

Scanned with CamScanner

عرض کی اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس میں کوتاہی نہ ہونے دوں گا۔ یہ سُن کر حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے پر مارا اور فرمایا: سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے اپنے رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے (قاضی) بھیجے ہوئے کو اس کی توفیق دی جو رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پسندیدہ ہے۔
(سُنن ابی داؤد، باب اجتہاد الرائ بالقضاء، ج ۲ ص ۱۴۹)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سُنّتِ مبارکہ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے حضرت سیّدنا صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی قاضی مقرر فرمائے۔ سیّدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:
اَنَا اَکْفِیْکَ الْقَضَاءَ ۔ "میں آپ کے لئے قاضی کا کام کروں گا۔"
وَفِیْهَا اِسْتَقْضٰی اَبُوْبَکْرٍ عُمَرُ بْنُ خَطَّابٍ (رَضِیَ اللہُ عَنْهُمَا)
کَانَ یَقْضِیْ بَیْنَ النَّاسِ خِلَافَتَهٗ کُلَّهَا۔
"اور اس سال حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو قاضی بنایا اور خلافتِ صدّیقی کے پورے دَور تک قاضی کا کام کرتے رہے۔"

ایک دفعہ اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور بنجر زمین کے ایک ٹکڑے کا مطالبہ کیا جو اُن کے پڑوس میں پڑی تھی، اور یہ دونوں نومسلم تھے اور نومسلم کو مؤلفۃ القلوب کے طور پر کچھ نہ کچھ دیا جاتا تھا۔ اس لئے زمین کا یہ ٹکڑا ان دونوں نومسلموں کو دے دیا اور یہ لوگ اس زمین کے پٹہ کی توثیق کے لئے سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ آپ ان کو دیکھتے ہی غصہ میں آگئے اور پروانہ ان سے لے کر پھاڑ دیا اور فرمایا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نومسلموں کی اس وقت دلجوئی کرتے تھے، جب اسلام کا ابتدائی دَور تھا،

اور اسلام کمزور تھا، اب اسلام مضبوط ہوچکا ہے۔ مؤلفۃ القلوب (نومسلم کی دل جوئی) کا حکم منسوخ ہوچکا ہے۔ لہٰذا تمہیں کچھ بھی نہیں دیا جائے گا۔
یہ لوگ واپس سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے اور سارا واقعہ سُنا دیا، اتنے میں سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ وقت کے پاس آئے اور فرمایا آپ نے یہ زمین کا ٹکڑا ان کو کسی طرح دیا، یہ آپ کی ملکیت ہے یا کہ مسلمانوں کی؟ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مسلمانوں کی ملکیت ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: پھر آپ کو کیا حق ہے کہ مسلمانوں کا حق ان دو آدمیوں کو دے دیں؟ حضرت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی رائے سے رجوع کر لیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے کو بحال رکھا اور فرمایا: لَا اُجِدُّ شَیْئًا رَدَّهٗ عُمَرُ ۔ میں اس کی تجدید نہیں کروں گا، جس کو عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے رد کر دیا ہے (کتاب الاموال ابوعبیدہ)

دارالافتاء

جو شخص شریعتِ مطہرہ کے مطابق فتویٰ دے اُسے مفتی کہتے ہیں۔ مفتی کے لئے ضروری ہے کہ وہ متقی و پرہیزگار ہو اور اُسے مسائل سمجھنے پر پورا پورا عبور حاصل ہو۔ سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عہدۂ افتاء صحابہ کرام میں سے فقیہہ حضرات کے سپرد کیا، جو مسائل کا کتاب اللہ اور سُنّتِ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق فتویٰ دیتے تھے۔ ان حضرات کے اسماء گرامی یہ ہیں:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۵۲)

پرائیویٹ سیکرٹری کا عہدہ

حکومت کے اہم ترین فرامین کاتب کے سپرد کئے جاتے تھے، ویسے تو سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کام جس سے چاہتے لے لیتے، مگر اس عہدہ پر سیّدنا حضرت عثمان بن عفان اور حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما متعین تھے۔ سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوئی حکم بھیجتے تو مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ اِلٰی فُلَانٍ سے آغاز فرماتے۔ (العقد الفرید باب التوقیعات فعل استفتاح الکتب)

اگرچہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں انتظامیہ (پولیس) کا باقاعدہ انتظام نہ تھا، کیونکہ اس مقدّس دَور میں مستقل طور پر اس محکمے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی، البتہ اگر کوئی ضرورت پیش آتی، تو چند بہادروں کو اس کام پر متعین کر دیا جاتا۔

جیشِ اُسامہ کی روانگی کے بعد بعض قبائل نے مدینہ طیبہ پر حملہ کرنا چاہا تو آپ نے اس خطرے سے نمٹنے کے لئے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ چند صحابہ کرام کو متعین فرمایا۔ (تاریخ یعقوبی ج ۲، ص۱۵۲)

بیت المال

اگرچہ اسلام میں سرکاری محکموں کی اتنی کثرت نہ تھی جو کہ آجکل کے دَور میں ہے، تاہم انتظامیہ کے ڈھانچے کو چلانے کے لئے روپے کی ضرورت ہوتی تھی اور یہ رقم مختلف ذرائع سے حاصل ہوتی تھی، چنانچہ اس ضرورت کو پوری کرنے کے لئے بیت المال کا انتظام و انصرام سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو عبیدۃ الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونپ رکھا تھا، اور جو مال آتا، اسے فوراً غرباء میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس مال کی پوری حفاظت فرماتے اور آمد و خرچ کا پورا حساب رکھتے۔ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال شریف کے بعد سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو عبیدۃ الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا شروع سے لے کر اب تک بیت المال میں کتنا مال آیا ہوگا،

آپ نے فرمایا: دو لاکھ دینار۔ (تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص۱۵۲)

زکوٰۃ

جو لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی میں پس و پیش کر رہے تھے، اُن کے بارے میں حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جب تک یہ لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے، چین سے نہیں بیٹھوں گا، میں ان سے جہاد کروں گا۔ چنانچہ تمام مسلمانوں سے جن پر زکوٰۃ فرض تھی، زکوٰۃ وصول کی جاتی اور نقد روپے کے علاوہ سونے اور چاندی کے زیورات پر بھی زکوٰۃ لی جاتی تھی۔ اسی طرح کاروبار کے لئے پالے جانے والے بھیڑ بکریوں کے ریوڑوں اور ہر قسم کے ڈھور ڈنگروں، گھوڑوں اور اُونٹوں پر بھی زکوٰۃ لی جاتی تھی اور زکوٰۃ کی اس رقم کو مستحقین میں تقسیم کر دیا جاتا۔

خلافتِ صدیقی میں فوجی نظام

برادرانِ اسلام! حضور سیّد العالمین خاتم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دوسرے شعبوں کی طرح عسکری شعبے کو بھی منظم فرمایا اور مسلمانوں کو مخالفین کے مقابلہ میں سر بلندی حاصل ہوتی رہی، اس میں اسلامی عساکر (فوج) کا نمایاں حصہ تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت (اعلانِ نبوت) سے قبل بھی عرب قبائل جنگجو اور جانباز تھے، مگر جب ان لوگوں نے اسلام قبول کیا، تو وہ اسلام کے ایسے من چلے سپاہی تھے، جن کا جینا مرنا سب خدمتِ دین کے لئے وقف تھا۔ میدانِ جہاد سے بچ کے آتے، تو غازی مارے جاتے تو شہید۔ شہادت کی فضیلت سُن کر ہر شخص شوقِ شہادت سے بے چین ہو جاتا اور بارہا ایسا ہوا کہ کئی عمر رسیدہ لوگ لاٹھیاں ٹیکتے ہوئے میدانِ جنگ میں پہنچ گئے اور راہِ خدا میں اپنی جان قربان کر کے جامِ شہادت پی جاتے۔ عرب کے قبائلی زندگی کا انداز کچھ ایسا تھا کہ ہر آدمی کو باعزت زندگی گزارنے کے لئے مسلح رہنا پڑتا تھا۔ گھڑ سواری نیزہ بازی، تلوار زنی، تیر اندازی ان کے مردانہ مشاغل تھے اور یہ لوگ بچپن ہی سے

Scanned with CamScanner

ان مشاغل میں دلچسپی لینا شروع کر دیتے اور جب جوان ہوتے تو فنونِ حرب و آلات میں ماہر ہو چکے ہوتے، اس لئے لڑنا مرنا ان کے خمیر میں سمویا ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب یہ لوگ مسلمان ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رضاکاروں کی ضرورت پڑی، تو ان جانبازوں نے علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت پر لبیک کہی اور ایسی دلیری سے لڑے کہ دشمن کے دانت کھٹے کر دیئے" اور جب سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو اس وقت بھی یہ جانباز پیش پیش تھے اور جب بھی لڑائی کی ضرورت ہوتی، تو دشمن پر کود پڑتے اور جب تک لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہتا، لڑتے رہتے اور جب دشمن بھاگ جاتا تو واپس آکر اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاتے۔ ان جانبازوں کے کئی روپ تھے:

- ○ مساجد میں شب بیدار تھے ○ میدان میں جانباز تھے،
- ○ بازاروں میں دوکاندار تھے ○ کھیتوں میں کاشتکار تھے

بتاؤں کیا کہ مسلماں کی زندگی کیا ہے؟
وہ ہے نہایت اندیشہ و کمالِ جنوں

فوج کشی کے نتیجے میں جب کوئی علاقہ اسلامی ریاست میں شامل ہوتا تو نظم و نسق کی بحالی اور شہری زندگی کو رواں دواں رکھنے کے لئے بھی فوجی سردار (جرنیل) ہی کو یہ کام سرانجام دینا پڑتا ہے۔ اس اسلامی لشکر کو خمیس کہا جاتا ہے۔ خمیس خمس سے مشتق ہے، جس کے معنی پانچ ہیں، چونکہ اسلامی لشکر پانچ حصوں میں تقسیم ہوتا تھا، اس لئے اس کا نام ہی خمیس پڑ گیا۔

۱۔ قلب: یہ وہ فوجی دستہ ہے، جس میں امیرِ لشکر شامل ہوتا ہے۔
۲۔ میمنہ: امیر کے دائیں جانب والے حصے کو میمنہ کہتے ہیں
۳۔ میسرہ: بائیں جانب والے حصے کو میسرہ کہتے ہیں۔

۴۔ ساقہ: لشکر کے پچھلے حصّہ کو ساقہ کہتے ہیں۔
۵۔ مقدم الجیش: لشکر کے اگلے حصے کو مقدم الجیش کہتے ہیں۔

اس اسلامی لشکر کی ترتیب دو قسم کی ہوتی ہیں:

تعبیہ: اگر لشکر کے تمام حصے قریب قریب ہوتے تو اُس کو تعبیہ اور اگر وہ دُور دُور ہوتے تو اُس کو **دوس** کہتے ہیں۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کشی کے دَور میں تعبیہ یعنی قریب قریب کا رواج تھا، مگر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دَورِ خلافت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب شام بھیجا، تو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ ان کی فوج ۳۶ ہزار ہے، جبکہ ان کے مقابلے میں دشمن کی فوج دو لاکھ چالیس ہزار ہے، تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی فوج کو دستوں کی صورت میں بانٹ دیا اور تقریباً ہر دستے میں ایک ہزار مجاہد تھے اور ہر دستے کا ایک امیر مقرر کر دیا۔ قلب کے دستوں کے امیر حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دائیں طرف والے دستوں کے امیر حضرت عمرو ابن العاص اور حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بائیں طرف کے دستوں کے امیر حضرت یزید بن سفیان تھے اور پھر ہر دستے کا ایک الگ امیر تھا جو شجاعت و دلیری میں نامور تھا، مثلاً قعقاع بن عمر، عبداللہ بن مسعود، قباث بن اشیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

رُومیوں کی تعداد کو دیکھ کر کسی نے پکار کر کہا: ہائے! رُومیوں کی تعداد کس قدر زیادہ اور مسلمانوں کی تعداد کس قدر کم ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ سُنا تو ارشاد فرمایا: ایسا نہیں ہے، بلکہ مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور رُومیوں کی بہت کم ہے۔

اور سُنو! کثرت و قلت کا دارومدار تعداد پر نہیں، بلکہ کامیابی و ناکامی پر ہوتا ہے اور آپ کو یہ یقین تھا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم کامیاب ہوں گے۔ (تاریخ ابن اثیر، ج ۲، ص ۲۸۲)

Scanned with CamScanner

عسکری ترغیب

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند ایسے اشخاص کو بھی لشکر کے ساتھ روانہ فرماتے جو قرآن کریم کی آیات پڑھ کر جہاد کی ترغیب دیتے اور اپنے ولولہ انگیز خطبوں سے مجاہدین میں جوشِ جہاد پیدا کر دیتے تھے۔ چنانچہ شام کی جنگ کے موقع پر یہ خدمت حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد تھی۔ جب اُن کی ولولہ انگیز تقریر مجاہدین نے سُنیں تو رُومیوں پر حملہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عطا فرمائی۔ (طبری ص۵۹۴ ج۲)

جنگی ہتھیار

یہ مجاہد جنگ میں جو ہتھیار استعمال کرتے تھے، اُن کے نام یہ ہیں: زرہ، تلوار، رُمح (بڑا نیزہ) حربہ (چھوٹا نیزہ) بحرین کا ایک علاقہ ہے، جسے الخط کہا جاتا ہے، یہاں نیزے بہت عمدہ بنتے تھے اور ان کا نام الرمح الخطی ہوتا تھا اور تلواریں ہندوستان میں بھی بہت اچھی بنتی تھیں، انہیں سیف الہندی کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

علاوہ ازیں جو اسلحہ استعمال کیا جاتا تھا، اُن کا نام یہ ہے:

منجنیق۔ اس کی شکل کمان کی سی ہوتی ہے، اس کے ذریعے پتھر پھینکے جاتے تھے جو گولہ باری کا کام دیتے تھے۔ سب سے پہلے اس کا اسلام میں استعمال حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ (سیرت ابن ہشام)

دبابہ: اس کا ایک بڑا خول ہوتا تھا، فوجیوں کی ایک بڑی تعداد اس میں بیٹھ جاتی اور اس کو دھکیل کر دشمن کے قلعے کی دیوار تک لے جاتے تھے، اس پر اگر اوپر سے تیر بھی برستے، تو ان پر کوئی اثر نہ ہوتا اور اس محفوظ طریقے سے وہ قلعے تک پہنچ کر قلعے پر حملہ آور ہو جاتے۔ اس قسم کے ہتھیاروں سے دشمن پر حملہ آور ہوتے تھے۔

اگرچہ اس بات کا پتہ نہیں چلتا کہ موجودہ دَور کی طرح ملٹری کا باقاعدہ یونیفارم تھا یا نہیں، تاہم حفاظت کے لئے زِرہ اور خَود پہننے کا عام رواج تھا۔ بعض نے

نقل کیا ہے کہ تہبند کی جگہ پاجامہ اور جوتے پہنتے تھے۔ (عیون الاخبار ج ۱ ص ۱۲۸)

اسلامی لشکر میں عورتوں کی خدمات

اسلامی لشکر کے ساتھ عورتیں بھی ہوتی تھیں جو زخمیوں کی مرہم پٹی اور پانی پلانے کے علاوہ رجز (اشعار) پڑھتی، دَف اور طبل بھی بجاتیں تاکہ اسلامی لشکر میں جوش پیدا ہو اور اگر کوئی نازک موقع پیش آجاتا تو باقاعدہ جنگ میں بھی حصّہ لیتیں۔ عہدِ صدیقی میں اس قسم کے کئی مواقع درپیش آئے۔

(فتوح الشام للواقدی، ذکر عہد صدیقی)

لشکر کا معائنہ

حضور سید العالمین ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسلام کی پہلی جنگ غزوۂ بدر کے موقع پر اسلامی لشکر کی صف بندی کروائی اور معائنہ فرمایا۔ اگر کوئی شخص صف کے برابر نہ ہوتا تو اُس کو چھڑی کے اشارے سے درست فرما دیتے اور فوج کو مختلف حصّوں میں تقسیم فرما دیتے اور فوج کے مختلف حصّوں پر افسر متعین فرماتے اور الگ الگ علمبردار بھی مقرر فرماتے اور فوج کو ہدایت فرماتے کہ جب تک اجازت نہ ملے، صف بندی نہ توڑیں اور لڑائی کرنے میں پہل نہ کریں اور اگر دشمن دُور ہو، تو جب تک قریب نہ آئے نشانہ نہ بنائیں تاکہ تیر ضائع نہ ہوں اور اگر دشمن قریب آئے تو منجنیق سے پتھر برسائیں اور اگر بہت زیادہ قریب آجائے تو نیزوں سے حملہ کریں اور اگر پھر بھی دشمن نہ رُکے تو تلوار چلائیں۔

کمانڈر انچیف

حضور رحمتِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوات میں شامل ہوتے تو فوج کو ہدایات دیتے اور معائنہ بھی خود فرماتے تھے، لیکن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ میں شرکت نہیں فرما سکتے تھے، اس لئے خاص محاذ کے لئے آپ نے کمانڈر انچیف کا عہدہ مقرر فرمایا

جو پورے میدانِ جنگ کا سب سے بڑا افسر ہوتا تھا اور پوری فوج کی نقل و حرکت کی قیادت کرتا تھا۔ جس طرح کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شام میں رُومیوں کے مقابلے میں کمانڈر انچیف مقرر کیا گیا تھا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا تھا:

وَاللّٰہِ لَاُنْسِیَنَّ الرُّوْمَ وَسَاوِسَ الشَّیْطَانِ بِخَالِدٍ۔

(شرح صحیح مسلم کتاب الجہاد و سیر علامہ نووی)

"خدا کی قسم! رُومیوں کے دلوں میں وسوسے ہیں، وہ سب میں خالد کو بھیج کر بھلوا دوں گا۔"

فوجی بھرتی میں احتیاط

اگرچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں فوج کا کوئی علیحدہ سلسلہ نہ تھا، بلکہ پوری قومِ مسلم فوج تھی اور جب ضرورت پڑتی اعلان کر دیا جاتا، تو مجاہدین رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کر دیتے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہدین کا انتخاب کرتے وقت مشتبہ لوگوں کو فوج میں شریک نہ ہونے دیتے۔

آپ نے شام کی طرف لشکر روانہ کرتے وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا: وَاَنْ یَّدْعُوْا مَنْ حَوْلَهٗ مِنَ الْعَرَبِ اِلَّا مَنِ ارْتَدَّ۔

(طبری شریف ج ۲، ص۶۰۲)

"کہ تمہارے ارد گرد جو عرب ہوں، اُن کو جنگ میں شریک ہونے کی دعوت دینا، مگر جو لوگ مُرتد ہو گئے تھے، اُن کو نہیں۔"

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور عراق میں انبار کی جنگ کے موقعہ پر مجاہدین کو جمع کر کے مورچہ بندی کی، اگرچہ ایرانیوں کا لشکر جنگجو اور تجربہ کار تھا، اُن کا جرنیل شیرزاد انتہائی ماہرِ حرب تھا اور اُسے اپنی طاقت کا گھمنڈ تھا، مگر جب جنگ شروع ہوئی، تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ

نے خندق کا چکر لگایا اور گھمسان کی جنگ شروع ہو جانے پر آپ تیر انداز دستہ کے پاس پہنچے اور اُن سے فرمایا: مجھے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن جنگ سے ناواقف ہے، تم ان لوگوں کی آنکھوں کو نشانہ بنا کر تیر چلاؤ۔ یہ حکم ملتے ہی مجاہدین نے تیر چلائے اور دشمن کی فوج کے ایک ہزار سپاہیوں کی آنکھوں کو تیروں سے چھید دیا۔ دشمن بوکھلا گیا اور چیخ اُٹھا کہ اہلِ انبار سب اندھے ہو گئے ہیں، اسی لئے اس جنگ کو ذات العیون (آنکھوں والی جنگ) کہتے ہیں۔ شیرزاد گھبرا گیا اور صُلح کی پیشکش کر دی۔ (کتاب الخراج ص۲۱، قاضی ابو یوسف)

جنگی سامان کا ذریعہ

اسلحہ کے لئے کوئی مستقل اسلحہ ڈپو نہ تھا، بلکہ ہر شخص اپنا اپنا اسلحہ لے آتا اور اگر کوئی شخص اسلحہ کا خود انتظام نہ کر سکتا تو بذریعہ چندہ اُس کو اسلحہ خرید کر دیا جاتا تھا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس میں اضافہ کیا کہ مختلف ذرائع سے جو آمدن حاصل ہوتی، اس میں سے ایک حصہ سامانِ جنگ اور اسلحہ پر خرچ کیا جاتا تھا اور قرآن پاک میں مالِ غنیمت میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسُول نے جو حصہ مقرر فرمایا، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس کو بھی اسلحہ اور سامانِ جنگ کے کام میں لاتے تھے۔ مدینہ طیبہ میں ایک جگہ ہے جس کو نقیع کہتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اس جگہ کو جنگی گھوڑوں کے لئے مخصوص فرمایا تھا، سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس جگہ کو اسی طرح باقی رکھا۔

(کنز العمّال ج ۵، ص۵۹۵)

اسلحہ، جنگی سامان وغیرہ یہ سب فوج کے ظاہری اور مادّی انتظامات تھے اور وہ چیز جس پر فوج کی کامیابی کا انحصار ہے، وہ ہے زندگی کا اعلیٰ نصب العین، بلند اخلاق اور اعلیٰ کردار۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تمام چیزوں کا خیال

Scanned with CamScanner

رکھتے تھے اور جب فوج روانہ ہوتی، تو آپ پاپیادہ فوج کو رخصت کرنے مدینہ طیبہ کے باہر دُور تک جاتے۔ اُمرائے فوج کو امیر ہونے کے باوجود اُن کو سواری سے اُترنے نہ دیتے اور خود سواری پر نہ بیٹھتے اور جب فوج روانہ ہوتی تو آپ احکام و ہدایات صادر فرماتے۔ جہاد کی فضیلت، جہاد کا مقصد، جہاد کی اہمیت و ضرورت، جہاد کے لیے خلوص و للہیت، اجرِ خداوندی وغیرہ کو بڑی تفصیل سے بیان فرماتے اور ساتھ ہی فنِ حرب، حسنِ تدبیر، بیدار مغزی۔ دشمن کے حالات جاننے اور ان سے نمٹنے کے بارے میں ہدایات فرماتے اور یہ بھی فرماتے کہ کس راستے سے جانا ہے اور دشمن کے شہر میں کیسے داخل ہونا ہے۔ رُومیوں کی جنگی چالوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الرُّوْمَ شَغَلَهُمْ فَاُحِبُّ اَنْ يَّقْعُدَ الْمَعْقُوْبُ وَيَعْقُوْبُ الْمَقْعَدُ لِئَلَّا يَتَوَكَّلُوْا۔ (طبری ج ۲ ص ۵۸۹)

رُومی تم کو ایک محاذ پر جمع کر کے تم سے لڑ جائیں گے، اس لیے میں چاہوں گا کہ نشیبی علاقہ سے جانے والا بالائی علاقہ سے جائے اور بالائی راستہ سے جانے والا نشیبی راستہ سے (یعنی راستے بدل کر جاؤ) تاکہ رُومی دستوں کو جمع ہونے کا موقع نہ ملے۔ حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا تھا، وہ حرف بحرف صحیح ثابت ہوا۔

فوجی مراکز کا معائنہ

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوج کو صرف ہدایات بھیجنے پر ہی قناعت نہ کرتے تھے، بلکہ وقتاً فوقتاً فوجی چھاؤنیوں اور مراکز کا خود بھی معائنہ فرماتے تھے اور اگر کوئی خرابی نظر آتی، تو اس کا تدارک فرماتے تھے۔

ایک دفعہ آپ مقام جرف میں فوجی معائنہ کے لئے پہنچے، تو بنو فزارہ کا کیمپ ملاحظہ فرمایا۔ یہ آپ کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوگئے اور عرض کیا، اے خلیفۂ رسول!

ہم لوگ گھوڑے کی عمدہ سواری جانتے ہیں اور گھوڑے بھی ساتھ لاتے ہیں، اس لئے سب سے بڑا جھنڈا ہمیں عطا فرمائیں۔ آپ نے اُن کی ہمت و برکت کی دُعا فرمائی اور یہ فرمایا، بڑا جھنڈا تمہیں نہیں مل سکتا، اس لئے کہ یہ جھنڈا بنو عبس کے حصے میں آ چکا ہے، اس طرح آپ فوج کا پورا معائنہ فرماتے اور جو لوگ جس صلاحیت کے اہل ہوتے، وہ کام اُن کے ذمے کر دیا جاتا تھا (کنز العمال ج ۵ ص ۲۶۱)

تو معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوج میں سپاہیوں کے ہمراہ کچھ اور لوگوں کو بھی بھیجا کرتے تھے:

جوشِ جہاد پیدا کرنے کے لئے واعظین
مرہم پٹی کرنے کے لئے باپردہ مستورات
سامانِ جنگ مہیا کرنے والے محافظین
اور سپہ سالار و علمبردار

اور ان تمام کے باوجود سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود معائنہ فرمایا کرتے تھے۔

عسکری ہدایات

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوجیوں کو روانگی کے وقت بہت سی ہدایات فرماتے۔ آپ کے احکامات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے تمام فوج اور اُس کے جرنیل ہر وقت ہوشیار رہتے اور ہر جگہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیدار مغزی اور روشن ضمیری اُن کے کام آئی اور زندگی کا بلند ترین نصب العین ان کے پیشِ نظر ہوتا، جس کی وجہ سے ان میں اخلاقی پسماندگی پیدا نہ ہوتی۔ اس طرح پوری فوج میں ڈسپلن قائم رہتا اور دشمن اُنہیں نقصان نہ پہنچا سکتا۔

اور حقیقت یہ ہے کہ مادی اسباب و آلات سے قطعِ نظر فوج کی کامیابی کا

Scanned with CamScanner

اصل راز اُن کا اعلیٰ کیریکٹر اور اخلاقی رویہ ہوا کرتا ہے اور اس کا اعتراف مغربی مصنفین نے کیا ہے۔ پروفیسر ہٹی لکھتا ہے:

"مسلمان عرب فوجوں کی اصل طاقت کا راز نہ اس کے اسلحہ جنگ کی برتری میں ہے اور نہ ہی ان کی اعلیٰ درجہ کی تنظیم میں ہے بلکہ درحقیقت اس اعلیٰ کیریکٹر اور اخلاقی کردار میں ہے جس کے پیدا کرنے میں بلاشبہ اُن کے مذہب کا بہت بڑا حصہ ہے اور اس صبر و تحمل کی زندگی میں ہے جس کو ریگستانی زندگی سے بڑا سہارا ملا ہے" (ہسٹری آف دی عربس ص۱۴۲)

مشہور ولندیزی مستشرق دخوئ اقرار کرتا ہے:

"حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فوجوں کو جو ہدایات دی تھیں، ان میں اعتدال اور مقبولیت کی جو رُوح کارفرما تھی، اُس کے باعث اُن کی بجا طور پر داد دینی پڑتی ہے۔"

آگے چل کر لکھتا ہے: "درحقیقت شام کے لوگ عربوں کی جانب مائل ہو گئے تھے، اس لئے کہ عربوں نے مفتوحین (فتح کئے گئے علاقوں کے لوگ) سے جو برتاؤ کیا، اس کا مقابلہ اگر سابقہ مفتوحہ ممالک سے کیا جائے، تو بہت بڑا فرق نظر آئے گا۔ شام کے عیسائی جو فیصلہ کالسی ڈون کو نہیں مانتے تھے، قیصر رُوم کے حکم سے ان کے ناک کان کاٹ دیئے جاتے تھے اور ان کے مکان گرا دیئے جاتے تھے۔ اس کے برعکس عرب مسلمان جو حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ہدایات پر عمل پیرا تھے۔ یہ مقامی لوگوں کے دل موہ لیتے تھے۔"

چنانچہ ان فتوحات کے پندرہ سال بعد ایک نسطوری عیسائی لکھتا ہے:

"یہ عرب جن کو آج خدا تعالیٰ نے حکومت عطا کی ہے، ہمارے بھی مالک

بن گئے ہیں، مگر وہ عیسائی مذہب سے بالکل برسرِ پیکار نہیں، بلکہ وہ ہمارے دین کی حفاظت کرتے ہیں اور ہمارے پادریوں کا احترام کرتے ہیں، ہمارے گرجاؤں اور ہماری عبادت گاہوں کو جاگیریں عطا کرتے ہیں۔"

(بحوالہ رسولِ اکرم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی سیاسی زندگی ص۲۸۲ تا ص۲۸۳)

تو معلوم ہوا کہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایات پر عمل پیرا ہو کر عرب کے مسلمانوں نے صرف اپنوں کے نہیں، بلکہ غیروں کے بھی دل موہ لئے اس لئے کہ

○ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے ○ اسلام ایک فطری نظام ہے
○ اسلام اقلیتوں کے تحفظ کا ذریعہ ہے
○ اسلام جبر و ظلم سے روکتا ہے
○ اسلام ضابطہ اخلاق کی تعلیم دیتا ہے
○ اسلام اعلیٰ کریکٹر کی تعلیم دیتا ہے
○ اسلام زندگی کا بلند ترین نصب العین فراہم کرتا ہے
○ اسلام ڈسپلن قائم رکھنے کی ہدایت کرتا ہے

مفتوحین سے حسنِ سلوک

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاں یہ ہدایات فرمائیں کہ غیر مسلم بوڑھوں، بچوں اور عورتوں پر تلوار نہ اٹھائی جائے، ان کے باغات تباہ نہ کئے جائیں، ان کے درخت نہ کاٹے جائیں اور ان کی عبادت گاہوں اور اُن کے پیشواؤں سے تعرض نہ کیا جائے، وہاں یہ ہدایات بھی جاری فرمائیں کہ کسانوں کی زراعت کو تباہ و برباد نہ کیا جائے۔ اللہ اللہ! سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایات کس قدر اعلیٰ و بالا تھیں۔ ان ہی ہدایات نے غیر مسلموں کے دل موہ لئے اور انہوں نے جب اسلام میں اس قدر عدل و انصاف دیکھا تو وہ کفر چھوڑ کر خود بخود مسلمان ہونے لگے۔

Scanned with CamScanner

جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوات السلاسل کے لئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا تھا کہ کسانوں کے کھیتوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے چنانچہ اس حکم پر پورا پورا عمل کیا گیا۔

وَلَمْ يُحَرِّكْ خَالِدٌ وَاُمَرَاءُهٗ الْفَلَاحِيْنَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ فُتُوْحِهِمْ لِتَقَدُّمِ اَبُوْبَكْرٍ اِلَيْهِ فِيْهِمْ۔ (طبری ج ۲، ص۵۵۶)

"اور حضرت خالد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور اُن کے امراء نے اپنی فتوحات کے دوران کسانوں کو ہرگز نہ چھیڑا، کیونکہ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اُن کے بارے میں پہلے ہی حکم بھیج چکے تھے۔"

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس طرح شہریوں سے حُسنِ سلوک فرمایا، اسی طرح فتوحات کے دوران دیہاتیوں سے بھی حُسنِ سلوک فرمایا۔ جب حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حران کو (صلحاً) فتح کیا، تو اس شہر کے قرب و جوار کے دیہاتیوں نے عرض کیا کہ: آپ ہم سے وہی حُسنِ سلوک کریں جو آپ نے شہر والوں سے کیا۔ تو حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا:

مسلمانوں کے جو خلفاء فتح کے بعد اس ملک کے والی ہوئے فَاِنَّهُمْ قَدْ جَعَلُوْا اَهْلَ الرَّسَاتِيْقِ اُسْوَةَ اَهْلِ الْمَدَائِنِ (کتاب الخراج ص)

"بیشک انہوں نے گاؤں والوں سے وہی معاملہ کیا ہے جو انہوں نے شہر والوں سے کیا۔"

اس سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کردار اور اخلاقی بلندی و عظمت کا پتہ چلتا ہے کہ آپ نے شہر والوں کی طرح گاؤں والوں کو بھی خصوصی رعایات عطا فرمائیں۔

قدیم زمانہ میں جب دو حکومتوں میں جنگ ہوتی اور ایک کو دوسرے پر فتح حاصل ہوتی تو مغلوب کا گلا دبا دیا جاتا، اُن پر ظلم و تشدد کے پہاڑ توڑے جاتے، اُن کی

ناک کاٹ دی جاتی، اُن کی کھیتیاں تباہ و برباد کر دی جاتیں، اُن کے باغات ویران کر دیئے جاتے۔ غرضیکہ ان کی تمام مراعات چھین لی جاتیں اور انہیں بے دم کر کے غلام بنا لیا جاتا اور اُن پر بھاری شرطیں عائد کر دی جاتیں۔ ماضی قریب میں امریکہ اور جاپان کی جنگ کو دیکھو کہ کیا کیا ستم ڈھائے گئے اور جب صلح کی تو کس طرح بھاری شرطیں عائد کی گئیں۔ ان اقوام کی شہری آزادی تک باقی نہ رہی۔ ان کے حقوق کو کس طرح پامال کیا گیا، اور ان لوگوں کو کس طرح غلامی کی زنجیروں میں جکڑا گیا۔ گویا ایک طرف صلح کا ڈھونگ رچایا اور دوسری طرف اُن کے حقوق انسانی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پامال کر دیا، مگر اس کے برعکس اسلام نے غیر مسلم کو تحفظ بخشا اور صلح کے بعد انہیں انسانی حقوق کی آزادی دے دی گئی۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دلیری، شجاعت، حربی قابلیت، جنگی صلاحیت اور فوجی قیادت ضرب المثل ہے، مگر یہ شیر بیشۂ شجاعت بحالتِ صُلح دشمنوں سے نہایت بلند اخلاقی سے پیش آتے ہیں — عراق کے دیہات بانقیا، بارُوسما اور الیس وغیرہ کا سردار ابن صلوبا تھا، جب وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کرنے پر مجبور ہوا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح نامہ ان الفاظ میں تحریر فرمایا:

اِنَّكَ آمِنٌ بِاَمَانِ اللّٰهِ اِذْ حَقَنَ دَمَكَ بِاِعْطَاءِ الْجِزْيَةِ وَقَدْ اَعْطَيْتَ عَنْ نَفْسِكَ وَعَنْ اَهْلِ خَرْجِكَ وَجَزِيْرَتِكَ وَمَنْ كَانَ فِيْ قَرْيَتِكَ بَانِقْيَاءَ وَبَارُوْسَمَا اَلْفَ دِرْهَمٍ فَقَبِلْتُهَا مِنْكَ وَرَضِيَ مَنْ مَعِيَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى ذَالِكَ وَلَكَ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى ذَالِكَ۔ (طبری ج۳، ص۵۵۱)

"تو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہے، جزیہ ادا کرنے کے بعد تیری جان محفوظ ہو گئی اور تو نے اپنی طرف سے، اپنی رعایا، اپنے جزیرہ اور بانقیا اور باروسما کے لوگوں کی طرف سے ایک ہزار درہم جو ادا کئے، وہ میں نے قبول کئے اور جو مسلمان میرے ساتھ ہیں، وہ بھی اس پر رضامند ہیں اور اب تو اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اور مسلمانوں کی ذمہ داری میں آگیا ہے۔"

جب کوئی غیر مسلم علاقہ مسلمانوں کے قبضے میں آجاتا ہے، تو اُن سے جزیہ (ٹیکس) وصول کیا جاتا ہے اور صُلح یا فتح کے بعد اُن کا مال، باغ، زراعت اور جان، بلکہ ہر قسم کی ذمہ داریاں مسلمانوں پر عائد ہوتی ہیں اور مسلمان ان کی حفاظت کرتے ہیں:۔

- غیر مسلموں کی عبادت گاہوں، گرجاؤں اور قلعوں کو گرایا نہیں جاتا۔
- اِن لوگوں کے مذہبی پیشوا اور عابد جزیہ ادا نہیں کریں گے۔
- اِن لوگوں کے بوڑھوں، اپاہج اور ناکارہ لوگوں کا خرچ بیت المال کے ذمہ ہوگا۔
- اِن لوگوں کو مسلمان فوج کی وردی کے علاوہ ہر قسم کا لباس پہننے کی اجازت ہوگی۔
- یہ لوگ اگر مسلمانوں سے مدد طلب کریں، تو بیت المال سے ان کی مدد کی جائے گی۔
- ان لوگوں کو ہر قسم کے خوف و ہراس سے محفوظ رکھا جائے گا۔

(ماخوذ کتاب الخراج ص۱۴۳)

مسلمانوں کی اس بلند اخلاقی اور اعلیٰ ظرفی کو دیکھ کر کفار حیرت میں رہ جاتے اور جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ توفیق بخشتا، وہ صاحبِ ایمان ہو جاتے۔

اسلامی فوج کے اس فیاضانہ سلوک سے جنگ ختم ہوتے ہی ہر شہری و دیہاتی کی زندگی امن و امان اور سکون و اطمینان کی طرف لوٹ آتی، کھیتی باڑی یا باغات کو نقصان نہ پہنچتا اور تمام لوگ آزادی سے اپنے کاروبار میں مصروف ہو جاتے اور ان لوگوں کو مسلمانوں کی طرف سے کسی قسم کا خوف و ہراس اور بے اطمینانی نہ ہوتی تھی۔

تعزیرات و حدود میں احتیاط

برادرانِ اسلام! اسلام میں تعزیر اور حد اس لئے لگائی جاتی ہے تاکہ مجرم اپنے جرم سے رُک جائے اور آئندہ ایسے جرم کا ارتکاب نہ کرے اور جب کسی آدمی سے کسی جرم کا ارتکاب ہو جاتے اور وہ اپنے کئے پر نادم و شرمندہ ہوا اور سچے دل سے توبہ کر رہا ہو، تو حاکم کو چاہیے کہ اس کے جرم سے اغماض کرے اور اُسے سزا نہ دے تاکہ یہ شخص مزید ارتکابِ جرم نہ کرے۔ گویا ایسے مجرم کو سزا نہ دینا تعزیرات و حدود کے مقصد کو پورا کرتا ہے اور یہ اُس وقت ہے کہ بات ڈھکی چھپی ہو اور اگر بات کھل جائے اور راز فاش ہو جائے، تو سزا دینا ضروری ہوتا ہے۔ حضور سید العالمین ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے:

تَعَافُوا الْحُدُوْدَ فِيْمَا بَيْنَكُمْ فَمَا بَلَغَنِيْ مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ۔ (ابوداؤد ج ۲، ص۲۴۲)

"تم حدود کو آپس میں نمٹا دیا کرو، لیکن جب بات مجھ تک پہنچے گی، تو حدود واجب ہو جائیں گی۔"

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے اس فرمانِ عالی شان پر عمل کرتے تھے اور کوشش فرماتے تھے کہ مجرم سزا سے بچ جاتے۔ چنانچہ ماعز ابن مالک نے جب تیسری بار بھی اقبالِ جرم کر لیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے رد کر دیا اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

Scanned with CamScanner

نے ماعز ابن مالک سے فرمایا، اب اگر تم نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا تو حضور نبیٔ اکرم رسولِ محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تجھے رجم کر دیں گے (مسند امام احمد ابن حنبل ج۵)

اس کہنے کا مقصد یہ تھا کہ ماعز چوتھی بار اعتراف کر کے سزا کے حقدار نہ ہوں اور سنگسار ہونے سے بچ جائیں، مگر اُن پر خوفِ خدا طاری تھا، انہوں نے اعترافِ جرم کر لیا اور اُنہیں رجم کر دیا گیا۔

قومی مجرم کی سزا

اگر ذاتی جرم کے سوا کسی شخص کا قومی جرم ہوتا تو سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُسے ہرگز معاف نہ فرماتے، بلکہ سخت ترین سزا دیتے جو دوسروں کے لئے بھی عبرتناک ثابت ہو، اور کوئی شخص قومی جرم کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ چنانچہ الیاس اسلمی نامی ایک شخص تھا، جو مرتد تھا، اُس نے توبہ کی اور مسلمان ہو گیا کچھ عرصہ کے بعد اُس نے بدعہدی کی اور پھر مرتد ہو گیا اور مسلمانوں کا قتل و غارت کرنے لگا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قومی مجرم کے لئے یہ سزا تجویز فرمائی کہ اس کو گرفتار کر کے آگ میں زندہ جلا دیا جائے تاکہ آئندہ کوئی شخص اس قومی جرم کا ارتکاب نہ کر سکے۔ (تاریخ طبری ج۲ ص۲۹۳)

چنانچہ ثابت ہوا کہ!

○ فوجی دستے متعین کرنے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
○ اسلامی چیف کمانڈر مقرر کرنے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
○ اسلامی فوج کو سامانِ جنگ فراہم کرنے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
○ اسلامی فوج کے مراکز کا معائنہ فرمانے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
○ اسلامی فوج کے لئے واعظین کا تقرر فرمانے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔
○ اسلامی فوج کو ہدایات دینے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

○ اسلامی فوج کے نگرانِ اعلیٰ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
○ اسلامی فوج کو تربیت دینے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
○ اسلامی فوج کا علمبردار متعین فرمانے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
○ غرضیکہ فوج کے تمام اسباب، آلات و خوراک وغیرہ کی نگرانی کرنے والے سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
○ غیر مسلموں سے جزیہ وصول فرمانے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
○ غیر مسلموں کو تحفظ دینے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
○ غیر مسلم کسانوں کو تحفظ دینے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
○ غیر مسلموں کے باغوں کو تحفظ دینے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
○ غیر مسلموں کو تجارت کی آزادی دینے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
○ غیر مسلم بوڑھوں، اپاہج اور ناکارہ لوگوں کو تحفظ دینے والے اور بیت المال سے امداد کرنے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
○ غیر مسلم رہنماؤں اور پیشواؤں کو جزیہ معاف فرمانے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔
غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کی حفاظت فرمانے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

اور یہ سب کچھ سُنّتِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پورا کرنے کے لئے کیا گیا، یہاں تک کہ حضور رحمتِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سُنّت کے مطابق تعزیرات و حدود کے نافذ کرنے والے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

○ قومی مجرم کو سزا دینے والے، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
○ شرابی کو سزا دینے والے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
○ چور، ڈاکو کو سزا دینے والے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
○ زانی کو سزا دینے والے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
غرضیکہ ہر سنتِ مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ادا فرمانے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں

Scanned with CamScanner

خلافتِ صدیقی میں فتنوں کی سرکوبی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۝ اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ج فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ج وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ (پ ۲۶، آیت ۱۱ سُورۃ الفتح)

ترجمہ: "ان پیچھے رہ گئے ہوئے گنواروں سے فرماؤ کہ عنقریب تم ایک سخت لڑائی والی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے کہ ان سے لڑو یا وہ مسلمان ہو جائیں، پھر اگر تم فرمان مانو گے، اللہ تعالیٰ تمہیں اچھا ثواب دے گا اور اگر پھر جاؤ گے جیسے پہلے پھر گئے تو تمہیں دردناک عذاب دے گا۔"

برادرانِ اسلام! اس سے قبل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا ذکر ہوا۔ اب خلافت صدیقی کے کارناموں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منکرینِ زکوٰۃ کی سرکوبی فرمائی اور مسیلمہ کذاب دجال سے لڑائی کرکے اس کے فتنے کو ختم کر دیا اور نبوت کے جھوٹے دعویداروں

کی بیخ کنی فرمائی۔ الغرض ہر قسم کے فتنوں کو ختم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے دین کو سربلندی عطا فرمائی۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس نازک وقت عنانِ حکومت سنبھالی، وہ وقت مسلمانوں کے لئے نہایت کٹھن اور صبر آزما تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کی وجہ سے مسلمان بہت پریشان تھے۔ دوسری طرف منافقوں کا گروہ تھا، جو مسلمانوں کے خلاف فتنہ انگیزی کے موقع کی تلاش میں رہتا تھا اور جھوٹے مدعیانِ نبوت اور مرتدین عن الاسلام نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ ظاہرہ میں سر اٹھانا شروع کر دیا تھا۔ ہمنوائے باطل مل کر شر انگیزی کے مشورے کر رہے تھے اور وہ قبائل جنہیں اہلِ مدینہ کی سیادت ہرگز گوارا نہ تھی، انہیں ساتھ ملا کر ہوا دینے کی فکر کرنے لگے تھے۔ غرضیکہ حوادث و مصائب ٹوٹ پڑے تھے اور مصائب و آلام کا ایک پہاڑ خلیفۂ رسول (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی آنکھوں کے سامنے کھڑا تھا۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال شریف ہوا تو میرے والد پر مصائب و حوادث کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ اگر یہ مصائب بڑے بڑے پہاڑوں پر بھی نازل ہوتے، تو ان کو ریزہ ریزہ کر دیتے۔ ایک طرف مدینہ منورہ میں نفاق گھسا ہوا تھا، تو دوسری طرف عرب مرتد ہونے لگے تھے۔ (ماخوذ فتوح البلدان بلاذری ص ۱۰۲)

ان تمام مصائب کا مقابلہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چن لیا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد مسلمانوں کو ایسے حالات سے واسطہ پڑا، قریب تھا کہ ہم ہلاک ہو جاتے، مگر اللہ تعالیٰ نے

Scanned with CamScanner

احسان وکرم فرمایا اور ہمیں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عطا فرمائے۔ (فتوح البلدان ص۱۰۱)

لشکرِ اُسامہ کی روانگی کا مسئلہ

ان سب دشواریوں کے باوجود ایک اہم مسئلہ درپیش تھا، وہ یہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رومیوں کے خلاف لشکرکشی کے لئے بھیجا تھا۔ یہ لشکر مقام جرف پر پہنچا، تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شدید علالت کی اُن کو اطلاع پہنچی، تو یہ وہیں رُک گیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال مبارک ہوگیا اور کسی نے آکر اطلاع دی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوگیا ہے، تو ہر آدمی کے حواس معطل ہوگئے اور اب لشکرِ اسلام رُک گیا۔ اب سوال یہ تھا کہ لشکر کو جس مہم پر بھیجا گیا تھا، اس کو جانے دیا جائے، یا کہ مرتدین کی سرکوبی کی جائے۔؟

اس اہم مسئلے کے حل کے لئے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مجلسِ مشاورت کا انعقاد ہوا۔ جب صورتِ حال سامنے آئی، تو خلیفۂ رسُول (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تمام باتوں سے صرفِ نظر کرکے حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لشکر کے بھیجنے پر اصرار کیا اور فرمایا اس ذات پاک کی قسم، جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، اگر مدینہ طیبہ اسی طرح خالی ہوجائے کہ میں یہاں اکیلا رہ جاؤں اور درندے اور کتے مجھے بھنبھوڑ ڈالیں، تو میں اُس وقت بھی اسامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے مطابق اس مہم پر روانہ کروں گا۔ (طبری ج۲ ص۴۶۱)

؎ بشر کو چاہیئے جس کے لئے حیاتِ خضر — قلیل وقت میں وہ کام کرگیا صدیقؓ
روانہ جیشِ اُسامہ بلا تاخیر کیا — کہ جانتا تھا پیغمبر کا مُقتضیٰ صدیقؓ

؎ بعد نبی توں دین پھیلایا جس نے وچ زمانے
اُتریاں شان جیہدی وچ آیتاں پڑھ کے ویکھ قرآنے

صحابہ کرام کی دلیل بھی کچھ کم وزنی نہ تھی، اُن کا خیال تھا کہ اگر تمام سپاہ حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ رومیوں کے خلاف مہم پر روانہ ہوگئی تو مدینہ منورہ کے دفاع کا کیا بندوبست ہوگا؟ لیکن آپ نے جو جواب ارشاد فرمایا، وہ حُبِّ رسُول اور اطاعتِ رسُول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کا شاہکار تھا۔

جب صحابہ کرام علیہم الرضوان کو یقین ہوگیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی صورت میں بھی اس فیصلے سے دستبردار نہیں ہوں گے، تو انہوں نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آمادہ کیا کہ خلیفۂ رسُول کے پاس جائیں، اور اُنہیں اس بات پر آمادہ کریں کہ لشکر کی کمان حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بجائے کسی تجربہ کار جرنیل کے سپرد کریں تاکہ کامیابی زیادہ یقینی ہوجائے۔ حضرت خالد بن ولید، عمرو بن العاص، ابوعبیدہ بن الجرّاح، سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) جیسے ماہرینِ حرب کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اگرچہ حضرت اسامہ کی بہادری میں شک نہیں، مگر تجربہ کار حضرات کی مہارت سے فائدہ اٹھایا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب خلیفۃ المسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں یہ درخواست پیش کی، تو آپ پر یہ بات سخت گراں گزری اور فرمایا، اے عمر! لوگوں سے کہہ دو کہ نہ تو یہ مہم ملتوی ہوگی اور نہ ہی اس کا کمان دار تبدیل کیا جائے گا، کیونکہ اسے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مہم کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بات سُن کر واپس آگئے اور لوگوں سے کہا تم نے مجھے خلیفۃ المسلمین کے پاس بھیج کر شرمندہ کرایا۔ وہ اس سلسلے میں کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں۔

؎ اُسامہ مطمئن ہوکر بڑھے اشرار کی جانب — جہاں پر زور تھا ان کا اسی بازار کی جانب

Scanned with CamScanner

لشکرِ اُسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی

بہرحال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان فرمادیا کہ لشکرِ اسامہ میں جو لوگ جانے کے لیے نامزد ہوئے تھے، ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے۔ تمام مقام جُرف پر پہنچ جائیں۔ جب سب لوگ وہاں پہنچ گئے، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وہاں تشریف لے گئے اور لشکر کو روانگی کا حکم دیا۔ اور جب لشکر روانہ ہوا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیدل اُن کے ساتھ چلنا شروع کیا۔ اس وقت حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار تھے، انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی: اے خلیفۃ المسلمین! آپ بھی سوار ہوجائیں، ورنہ میں بھی پیدل چلتا ہوں۔ فرمایا، تم کو خدا کی قسم! ہرگز نہ اُترو، اور میں ہرگز سوار نہ ہوں گا۔ کیا ہوا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ دیر کے لیے میرے پاؤں گرد آلود ہوگئے، اس لیے کہ غازی کے ہر قدم کے بدلے سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اس کے بعد حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، اگر تم نامناسب سمجھو تو عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو میرے پاس چھوڑ جاؤ، مجھے ان کے مشورہ کی ضرورت پڑے گی۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر بخوشی راضی ہوگئے۔ (طبری ج ۲ ص ۲۶۴)

لشکرِ اُسامہ رضی اللہ عنہ کی اہمیت

اس لشکر کشی کی اہمیت یہ تھی کہ عرب و شام کی سرحد کے ایک رئیس شرحبیل بن عمرو نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قاصد حارث بن عمیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قتل کردیا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کا بدلہ لینے کے لیے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں فوج بھیجی اس مقابلے میں لشکرِ اسلامی کو شدید نقصان پہنچا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے قائم مقام کماندار یکے بعد دیگرے شہید ہوگئے اور باقی فوج واپس آگئی۔

لشکرِ اسلامی کے اس حادثہ کی وجہ سے عرب و شام میں عیسائی قبائل کے حوصلے بلند ہوگئے۔ سرحدوں کے رؤسائے قبائل نے مل کر مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کرلیا۔ مدینہ طیبہ میں ان لوگوں کے حملے کا چرچا عام ہوچکا تھا۔ ان قبائل کا زور توڑنے کے لیے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بیس سال کے جوان حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لشکر کا کماندار متعین فرما کر روانہ فرمایا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کی وجہ سے لشکر رک گیا مگر خلیفۃ المسلمین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسولِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں اس لشکر کو روانہ فرمایا۔ یہ لشکر تین ہزار انصار و مہاجرین صحابہ کرام پر مشتمل تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال شریف کے اُنیس (۱۹) دن بعد یہ لشکر روانہ ہوا۔ جب یہ لشکر وادی القریٰ میں پہنچا، تو حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو جاسوس حالات کی تفتیش کے لیے روانہ فرمائے۔ یہ جاسوس حالات کی تحقیق کرکے واپس آرہے تھے، تو حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر مقام تک پہنچ چکا تھا، ملاقات پر تمام حالات بتادیئے اور جب حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالات امید افزا سُنے تو فوراً حملے کی تیاری کا حکم دے دیا۔ (طبری ج ۲، ص ۴۶۲)

اُسامہ مطمئن ہوکر بڑھے اشرار کی جانب
جہاں پر زور تھا ان کا اسی بازار کی جانب
اُٹھے جب اس طرح نعرے خوشی کے اور تکبیریں
دلِ اشرار پر چلنے لگیں حسرت کی شمشیریں
صدائیں دو طرح کی آج زیرِ آسماں گونجیں
اِدھر سے نعرۂ تکبیر، اُدھر سے گالیاں گونجیں

Scanned with CamScanner

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حملہ

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اب فوج سے یُوں خطاب فرمایا:

"اے مجاہدینِ اسلام! حملہ کے لئے تیار ہو جاؤ، دشمن اگر بھاگ پڑے تو اُس کا پیچھا نہ کرنا، آپس میں متحد ہو جاؤ، آہستہ آواز سے بولو، اور اللہ تعالیٰ کو اپنے دلوں میں یاد کرو اور تلواریں جب نیام سے باہر نکال لو تو پھر وہ دشمن جو تم پر ہتھیار اٹھائے ہوتے ہے، اس کا سر جب تک قلم نہ کر لو، تلواریں نیام میں مت رکھو۔"

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس تقریر کے بعد حملہ شروع ہو گیا۔ دشمن مقابلہ نہ کر سکا اور مسلمانوں کی فتح کا اعلان ہو گیا۔ جب اسلامی لشکر واپس ہوا تو اُن کے پاس بے شمار مالِ غنیمت تھا اور جنگی قیدیوں کی کافی تعداد اُن کے قبضہ میں تھی۔ مقامِ ابنی پر واپس آ کر مالِ غنیمت تقسیم کر دیا گیا۔ اس پوری مہم میں ایک بھی جانی نقصان نہیں ہوا۔

لشکر کی واپسی

حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کامیاب ہو کر واپس آنے کی اطلاع اہلِ مدینہ کو پہنچی تو اہلِ مدینہ کے مُرجھاتے ہوئے چہرے پھُول کی طرح کھِل گئے، اور جب حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر مدینہ منورہ کے قریب پہنچا، تو خلیفۂ رسول اور چند صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) جو شاملِ لشکر نہ ہو سکے تھے، استقبال کے لئے موجود تھے۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدل چل رہے تھے۔ مدینہ طیبہ کی اکثر و بیشتر آبادی کے لوگ راستے کے دونوں طرف کھڑے تھے اور لشکر کی بخیریت واپسی پر مسرت کا اظہار کر رہے تھے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسجدِ نبوی کے دروازے پر پہنچے تو سواری

سے نیچے اُترے، نمازِ شکرانہ ادا کی اور دوست و احباب سے بغل گیر ہوئے اور خویش و اقارب سے مل کر صحرا کی مصیبتوں کو بھول گئے ؎

خدا کے فضل سے حاصل ہوئی یہ فتح فیروزی
لگی ہونے مجاہد زخمیوں کی زخم اندوزی

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی لشکر کشی کے ثمرات

اس مہم کا سیاسی اعتبار سے مسلمانوں کو بہت بڑا فائدہ حاصل ہوا۔ قیصرِ رُوم اس وقت حمص میں تھا، اس قدر متاثر ہوا کہ اُس نے اپنے ملک کے پادری جمع کئے اور کہا دیکھو یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں تمہیں خبردار کیا کرتا تھا، لیکن تم نہیں مانتے تھے۔ تم نے ان عربوں کی ہمت دیکھی، ایک ماہ کی مسافت پر آ کر تم پر حملہ کیا، اور صحیح و سالم واپس چلے گئے۔
(ابن عساکر، ج ۱، ص ۱۲۳)

علاوہ ازیں عرب و شام کی سرحدوں پر آباد قبائل جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کی خبر سُن کر بغاوت کرنے پر آمادہ تھے، اُن کو یقین ہو گیا کہ مدینہ منورہ میں مسلمان انتہائی مضبوط ہیں، تب ہی اتنی دُور لشکر بھیجا، اس فتح سے ان کے دلوں پر رُعب طاری ہو گیا۔

ڈبلیو وٹ منٹگمری لکھتا ہے: "پیغمبرِ اسلام (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے محسوس کر لیا تھا کہ جب تک شام کی طرف فوجیں روانہ نہ کی جائیں گی، عرب پُرامن نہیں رہ سکتے۔ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس سیاسی اہمیت سے واقف تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے باوجود شدید مخالفت اور سخت خطرات کے لشکرِ اُسامہ (رضی اللہ عنہ) کو ملکِ شام کی طرف روانہ کیا تھا۔" (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، ج ۱، ص ۱۴۱)

Scanned with CamScanner

- سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حکمتِ عملی سے مسلمانوں کو بہت زیادہ فائدہ پہنچا۔
- کافروں پر رُعب و دبدبہ طاری ہوگیا۔
- یہود و کفار کے حوصلے پست ہوگئے۔
- ہر طرف مسلمانوں کی بہادری کی شہرت عام ہوگئی۔

سُنے نغمات اِن فتحمندوں کی زبانوں سے
اُتر آئے فرشتے لے کے رحمت آسمانوں سے

نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی بیخ کنی

برادرانِ اسلام! سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت سی دشواریاں اپنے دَورِ خلافت میں درپیش تھیں، اُن میں سے ایک یہ تھی کہ مُدعیانِ نبوت نے بغاوت کردی تھی۔ ان لوگوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موجودگی میں ہی پر پُرزے نکالنے شروع کر دیئے تھے، مگر چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بنفسِ نفیس مسلمانوں میں موجود تھے اور عرب و عجم میں آپ کی سطوت و شوکت کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی، اس لئے یہ باغی سر نہ اٹھا سکے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد شر پسندوں کے حوصلے بُلند ہوگئے۔ اس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ مرتدین کے فتنے کو دبانے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی لشکر کشی میں بٹی ہوئی تھی اور مُدعیانِ نبوت کو ان مصروفیات کا اچھی طرح علم تھا، اس لئے انہوں نے اپنے چاہنے والوں کو جمع کیا اور مدینہ پر حملے کی تیاری میں لگ گئے۔

مُسَیلمہ کذّاب

اِن مدعیانِ نبوت میں پہلا شخص مُسیلمہ کذاب تھا، اس نے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی موجودگی میں دعوئ نبوت کی جسارت کی تھی، اس کا نام حبیب اور کنیت ابوثمامہ

یا ابوثمالہ تھی اور قبیلہ بنو حنیفہ سے تھا۔ بنو حنیفہ کا جو وفد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ۹ھ میں آیا تھا، اُس کا ایک رُکن یہ بھی تھا۔ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہا تھا اگر آپ اپنے بعد مجھے اپنا قائم مقام بنانے کا وعدہ کریں، تو میں آپ کی بیعت کرلوں گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھجور کی ایک شاخ جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب پڑی ہوئی تھی، اُس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تھا کہ اگر تو مجھ سے کھجور کی یہ شاخ بھی مانگے گا تو میں ہرگز نہ دوں گا۔ بخاری شریف میں یہ روایت اس طرح ہے:

وَفِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِيْدٍ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى مُسَيْلِمَةَ فِيْ أَصْحَابِهٖ فَقَالَ لَوْ سَأَلْتَنِيْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا (بخاری ج ۲ ص ۶۲۸)

مسیلمہ جب وفد بنو حنیفہ کے ساتھ واپس پہنچا، تو نبوت کا اعلان کردیا اور اُس کے ساتھیوں نے یہ خبر اڑا دی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسیلمہ کو اپنا شریکِ کار تسلیم کرلیا ہے۔ چنانچہ اہلِ قبیلہ مسیلمہ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے پھر سے دائرۂ کفر میں داخل ہوگئے۔ اب مسیلمہ کو یہ جرأت ہوئی کہ اُس نے ایک خط حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لکھا، اُس کی عبارت یہ تھی:

مِنْ مُسَيْلِمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ (نعوذ باللہ)
اس کے بعد لکھا کہ "آدھی زمین میری ہے اور آدھی زمین قریش کے لئے ہے، مگر قریش انصاف نہ کریں گے۔"

اس خط کا جواب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لکھوایا۔ شروع کے الفاظ یوں تھے:

مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ اِلٰى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ۔

Scanned with CamScanner

پھر لکھا: "زمین اللہ کی ہے، وہ جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے۔"

مسیلمہ کے بارے میں کذّاب کا لفظ چونکہ حضور نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی زبانِ مبارک سے نکلا تھا، اس لئے اس کی قوم کے اکثر لوگ اسے جھوٹا سمجھتے تھے اور قیامت تک اسے مسیلمہ کذّاب کے نام سے ہی پکارا جائے گا۔

؎ عدوئے ختم الرسل تھا مسیلمہ کذّاب
سر اُس لعین کا بس لے کے ہی رہا صدّیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مسیلمہ کذّاب کی شہرت کے اسباب

مسیلمہ کذّاب نے حضور نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آخری ایّام میں نبوّت کا دعوٰی کر کے اپنے قبیلے کی ہمدردی حاصل کر لی تھی۔ مگر آقائے دو جہاں سرورِ کون و مکاں صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلّم اپنی بعض مصروفیات کی وجہ سے اس کی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ نہ فرما سکے اور حضور رحمۃ للعالمین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلّم کے وصال شریف کے بعد بہت سے بدبخت اس کے ساتھ شامل ہو گئے، لیکن جس شخص نے اس فتنے کی آگ پر تیل کا کام کیا، اُس کا نام نہار الرّجال ہے۔ یہ شخص اسلام کو پھلتا پھُولتا دیکھ کر مسلمان ہو گیا تھا، اسے حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلّم نے مسیلمہ کذّاب کو راہِ راست پر لانے کے لئے یمامہ بھیجا۔ اس شخص نے ہر چند مسیلمہ کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کی اور جب دیکھا کہ دال نہیں گلتی اور مسیلمہ اس کی بات پر کان نہیں دھرتا تو خود مرتد ہو کر اس نے مسیلمہ کی بیعت کر لی۔ جب لوگوں نے اس کو مسیلمہ کی پیروی میں دیکھا تو مذبذبین کی کثیر تعداد اس کے پیروؤں میں شامل ہو گئی۔ قبیلے والے مسیلمہ کے گرویدہ ہو چکے تھے۔ اصلی اور نقلی نبوّت کے جھگڑے سے انہیں کوئی دلچسپی نہ تھی، وہ لوگ قبیلہ کو ترجیح دیتے تھے۔ ادھر مسیلمہ کذّاب کی نبوّت کی خبر اڑی، اُدھر عرب

کے بدّو اس کے جھنڈے تلے جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اُن کے تعصب کا یہ حال تھا کہ اُن کے قبیلے کا سردار طلیحہ نمری مسیلمہ کا امتحان لینے یمامہ گیا۔ اُس نے پوچھا: مسیلمہ کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا: بھلے آدمی ایک نبی کا نام لینے کا یہ بھی کوئی طریقہ ہے۔؟ کہا، جب تک آزما نہ لوں، کیسے مان لوں؟ چنانچہ جب مسیلمہ سے ملا تو پوچھا: تمہارے ہاں وحی کون لاتا ہے؟ کہا، رحمٰن۔ پھر پوچھا، دن کو یا رات کو؟ کہا، رات کو۔ یہ سردار کہنے لگا: میں گواہی دیتا ہوں کہ محمّد رسُول اللہ (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلّم) سچے اور مسیلمہ جھوٹا ہے، لیکن پھر بھی اپنے قبیلے کا جھوٹا نبی قریش کے سچّے نبی سے بہتر ہے (نعوذ باللہ من ذالک) یہ کہہ کر وہ بدبخت مسیلمہ کے پیروکاروں میں شامل ہو گیا۔ ایسے تنگ نظر لوگوں نے دینِ فطرت سے رشتہ توڑ کر جھوٹ اور جعل سازی کے دامن میں پناہ لے لی تھی۔ (طبری)

جنگِ یمامہ

حضرت سیّدنا صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باغی اور مُرتد قبائل سے جنگ کرنے کی غرض سے گیارہ لشکر مختلف اطراف میں روانہ کئے تھے، ان میں سے ایک لشکر مسیلمہ کی طرف روانہ کیا جو حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں تھا اور ان کی روانگی کے بعد خلیفۃ المسلمین نے محسوس کر لیا کہ یہ لشکر ناکافی ہو گا، تو ایک اور لشکر حضرت شرجیل بن حسنہ کے ماتحت بھیجا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یمامہ پہنچتے ہی بغیر انتظار کئے حملہ کر دیا لیکن اُن کو پسپا ہونا پڑا۔ حضرت شرجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خبر سُن کر وہیں راستے میں رک گئے۔ سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پسپا ہونے پر سخت ملال ہوا اور اُن کو حکم دیا کہ حذیفہ اور عرفجہ کے پاس پہنچ کر عمان اور مہرہ کے لوگوں سے جنگ کریں اور وہاں سے فارغ ہو کر یمن و حضرموت کا رُخ کریں اور حضرت شرجیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ وہ جہاں ہیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے پہنچنے تک وہیں رُکے رہیں ۔ اُدھر دربارِ خلافت میں تیاری ہو رہی تھی ۔ اِدھر مُسیلمہ کذّاب اپنے لشکر لیس کرنے میں منہمک تھا ۔ چالیس ہزار نبرد آزما اُس کے لشکر میں تھے ۔

اُنہیں کے نور سے ہر سُو اجالا ہونے والا تھا
اُنہیں کے دم سے حق کا بول بالا ہونے والا تھا

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُلا کر یمامہ کی مہم کو سَر کرنے کی پوری ذمہ داری اُن کے سپرد کر دی ۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ معرکہ بدر و حنین کو سر کرنے والے نامور جانباز، نبرد آزما انصار و مہاجرین حفاظ و قرّاء صحابہ کرام علیہم الرضوان کو نامزد فرمایا ۔

مجاعہ کی گرفتاری

جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا لشکر لئے بنو حنیفہ کی بستیوں کے قریب پہنچے، تو اُن کا ایک سردار مجاعہ بن مرارہ جو اپنے ذاتی کام کی وجہ سے ایک مہم کی تکمیل کے بعد اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تھکن اتارنے کے لئے وہاں رُکا ہوا تھا، حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہتھے چڑھ گیا، چونکہ ان لوگوں کا تعلق بنو حنیفہ کے لوگوں سے تھا، حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ سب کے سر اُڑا دو ۔ آپ کے حکم کی تعمیل میں سب لوگ قتل کر دیئے گئے اور مجاعہ بن مرارہ کو گرفتار کر لیا ۔ اب لشکر آگے بڑھا اور یمامہ کے ایک مقام عقربا پر پہنچا جہاں مسیلمہ کذّاب کا لشکر چالیس ہزار سے زائد تعداد میں موجود تھا ۔

جنگ کا آغاز

دوسرے دن صبح کے وقت حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لشکر کو اس طرح ترتیب دیا کہ دائیں ہاتھ کے کمانڈر حضرت زید بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور بائیں ہاتھ کے کمانڈر حضرت

اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور خود ایک دستہ کی کمان لشکر کے درمیان کر رہے تھے ۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو مسیلمہ کذّاب کے لڑکے شرجیل بن مسیلمہ نے لشکر کو اپنی فصیح اللسانی اور شعلہ بیانی سے آگ لگا دی ۔ اُس نے پکار کر کہا:

"اے بنو حنیفہ! آج تمہاری غیرت و حمیت کو کڑی آزمائش درپیش ہے، اگر تم نے بزدلی دکھائی اور میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ نکلے، تو یاد رکھو! تمہاری نوجوان لڑکیاں اور بیاہتا بیویاں لونڈیاں بنالی جائیں گی، تمہارے بچوں کو ڈھور ڈنگر سمجھ کر منڈیوں میں فروخت کر دیا جائے گا ۔

سُنو! جو لوگ موت سے گھبراتے ہیں، ذلت اور رُسوائی اُن کا مقدر بن جاتی ہے ۔ سعادت مند ہیں وہ لوگ جو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے سے نہیں ڈرتے، جو لوگ شیر ببر سے لڑ جاتے ہیں اور ہاتھیوں کو زیر کر لیتے ہیں اگر تم نے میدان مار لیا تو آنے والی نسلیں تم پر فخر کریں گی اور اگر تمہارے قدم اُکھڑ گئے، تو عربوں کی برادری میں تمہارا نام پستی اور بے عزتی کی علامت بن جائے گا ۔"

مجاہدین کا جوش و خروش

بنو حنیفہ کے مقابلے میں مسلمان دو مرتبہ ناکام ہو چکے تھے ۔ بارہ ہزار مسلمان چالیس ہزار دشمنانِ دین کی نظر میں بظاہر بے حیثیت دکھائی دیتے تھے مسیلمہ کے پیروکار منتظر تھے کہ حکم ملے اور وہ صفیں اُلٹ کر رکھ دیں ۔ بہرحال دونوں طرف سے صف آرائی ہوئی، تو مسیلمہ کی فوج کے لوگ بڑھ چڑھ کر حملہ کرتے چلے جاتے تھے اور اسلامی لشکر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہا تھا ۔ یہاں تک کہ بنو حنیفہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذاتی کیمپ تک پہنچ گئے ۔ دیکھا کہ مجاعہ بیڑیوں میں جکڑا

Scanned with CamScanner

پڑا ہے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ اس کی نگرانی کر رہی تھیں۔ سپاہی حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی پر ٹوٹ پڑے۔ مجاعہ نے آواز دے کر کہا: دیکھو اس عورت کو میں نے پناہ دی ہے اور جب سے میں اس کی تحویل میں ہوں، اُس نے مجھے آرام پہنچایا ہے، جاؤ اور مردوں سے لڑو۔ بپھرے ہوئے سپاہیوں نے خیمے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ بنو حنیفہ کو اپنی کامیابی کا یقین تھا، اس لئے مجاعہ کو اسی حالت میں چھوڑ کر آگے بڑھے کہ واپس آ کر بیڑیاں کاٹ دیں گے۔ اُسے اسی حال میں چھوڑ کر آگے بڑھ گئے۔

نہار الرجال کا قتل

جس قدر بنو حنیفہ پیش قدمی کر رہے تھے، اسی رفتار سے مسلمان پیچھے ہٹ رہے تھے اور مسیلمہ کی فوج کے متعدد لوگوں کو موت کی نیند سلا دیا، ان میں نہار الرجال بھی تھا۔ یہ شخص اپنی مہارت اور صلاحیتوں کی وجہ سے اہم ترین شخصیات میں شمار ہوتا تھا، اسے حضرت زید بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا تھا۔

دوسرا حملہ

چونکہ مسلمانوں کی پسپائی جاری تھی، اب وہ موقع آ گیا تھا کہ مسلمانوں کا کمانڈر اپنی جنگی فراست سے کام لے کر نئی چال چلے۔ چنانچہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بآواز بلند پکارا۔ یہ آواز تقریباً تمام لشکر نے سُن لی۔ ہر آدمی اپنے قبیلے کے سردار کی کمان میں لڑے۔ اب سرداروں نے اپنے اپنے سپاہیوں کو للکارا جو بھوکے شیروں کی طرح لشکرِ مسیلمہ پر ٹوٹ پڑے اور اس کی حکمت عملی کی وجہ سے مسلمانوں کے پاؤں جم گئے اور اب پلٹ کر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنا زور دار حملہ کیا کہ دشمن پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے اور کچھ فاصلے پر پہنچ کر جوابی حملہ کیا اور جنگ پھر تیز ہو گئی۔ تمام دستے ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے دادِ شجاعت دے رہے تھے

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ تمام دستے الگ الگ ہو جائیں۔ اب گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی۔ مسلمانوں نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوتے دیکھا، حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان مثالی قربانیوں نے مسلمانوں کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ چنانچہ مسیلمہ کی فوج ان کے تابڑ توڑ حملوں کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دشمن کے لشکر پر نگاہ دوڑائی، تو دیکھا کہ مسیلمہ اپنی جگہ پر جما کھڑا ہے اور فوج نے چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محسوس کیا کہ جب تک مسیلمہ پر حملہ کر کے اسے شکست نہ دی جائے، اس وقت تک اس کا لشکر منتشر نہ ہو گا۔ چنانچہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نعرہ لگایا یا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور مسیلمہ کے دستہ پر حملہ کر دیا۔ اب دشمن کی فوج کا ایک ایک سپاہی سربکف ہو کر آگے بڑھتا اور اس کی لاش خاک و خون میں تڑپ کر رہ جاتی۔ یہ دیکھ کر مسیلمہ نے چاہا کہ خود آگے بڑھے، مگر دہشت و خوف سے آگے قدم نہ بڑھا سکا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اب زوردار حملہ کیا، مسیلمہ کذاب کے لئے بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ خود بھاگتا جاتا تھا اور لوگوں سے کہتا تھا کہ مقابلہ کرو، اب اس کی فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے اور میدان چھوڑ کر بھاگ گئی، تھوڑے سے فاصلے پر ایک باغ تھا، جس کی چار دیواری بڑی مضبوط تھی۔ حکیم بن طفیل نے چیخ کر کہا اے بنو حنیفہ باغ باغ، یعنی باغ میں پناہ لو۔ یہ باغ مسیلمہ کا قلعہ تھا، چونکہ مسیلمہ اپنے آپ کو رحمٰن الیمامہ کہتا تھا، اس لئے اس باغ کا نام حدیقۃ الرحمٰن رکھا۔ ان سب لوگوں نے اس باغ میں پہنچ کر دروازہ بند کر دیا۔

Scanned with CamScanner

مُسیلمہ کذّاب کا قتل

اسلامی لشکر نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا، لیکن اندر جانے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں سے درخواست کی کہ وہ انہیں اوپر اٹھا کر باغ (قلعہ) میں ڈال دیں۔ مجاہدین نے انکار کیا، تو حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شدید اصرار کیا تو مجاہدین نے انہیں اٹھا کر باغ کی دیوار تک پہنچا دیا۔ حضرت براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیوار سے اندر کی طرف کود گئے اور دشمن سے لڑنے لگے اور دروازے کے قریب پہنچ کر دروازہ کھول دیا۔ اب مجاہدینِ اسلام باغ میں داخل ہوگئے اور دونوں طرف سے شدید لڑائی ہونے لگی۔ جب کشت و خون کا بازار گرم ہوا، جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے غلام وحشی نے مسیلمہ کذّاب کو دیکھ لیا اور تاک کر ایسا نیزہ مارا کہ وہیں ڈھیر ہوگیا۔ دشمن کی لاشیں ہر طرف بکھری پڑی تھیں۔ اس کے سات ہزار سپاہی باغ میں قتل ہوئے۔ اسی لئے اس باغ کا نام حدیقۃ الموت رکھا گیا اور باہر بھی اسی کے لگ بھگ قتل ہوئے اور اسلامی فوج کے بارہ سو مجاہدین شہید ہوئے۔

(ماخوذ طبری ج ۲، ص ۵۰۴ تا ۵۱۹، ابن اثیر ج ۱، ص ۲۷۲ تا ۲۸۰)

اس طرح یہ فتنہ مٹ گیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ فراست سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمائی، جن کے دورِ خلافت میں اس فراست کی وجہ سے مسیلمہ کذّاب کا فتنہ مٹ گیا اور اسلام کا بول بالا، خلافتِ صدّیقی میں اور زیادہ ہوگیا۔

؎ عدوئے ختمِ رُسل تھا مُسیلمہ کذّاب — سر اُس لعین کا بس لے کے رہا صدّیق
؎ ہے زمانہ معترف صدّیق تیری شان کا — صدق کا ایقان کا اسلام کا ایمان کا
؎ تجھ سے رونق دین نے پائی عرب میں شام میں — مقتدا ہے تو علی کا بوذر و سلمان کا
(رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

مُنکرینِ زکوٰۃ کی سرکوبی

برادرانِ اسلام! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دُنیا سے رُخصت ہونا تھا کہ مکہ و مدینہ کے علاوہ پورے ملکِ عرب میں ارتداد و بغاوت کا طوفان اس زور سے اٹھا کہ اسلام کی عمارت کے در و دیوار ہل گئے۔ ایک طرف تو مسیلمہ کذّاب، الاسود العنسی، طلیحۃ الاسدی جیسے بدبختوں نے نبوّت کا جھوٹا دعوٰی کر دیا۔ مرد تو درکنار، عورتیں بھی اس میدان میں اُتر پڑیں۔ بنو تغلب کی ایک عورت سجاح نے بھی نبوّت کا دعوٰی کر دیا۔ دوسری طرف منکرینِ زکوٰۃ نے علمِ بغاوت بلند کر دیا۔

سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان باغیوں کے خلاف علمِ جہاد بُلند فرمایا۔ نبوّت کے جھوٹے دعویداروں کو قتل کر دیا گیا اور منکرینِ زکوٰۃ کی خبر جب آپ کو پہنچی تو فرمایا: میں زکوٰۃ وصول کرنے والے عمّال کی انتظار کر رہا ہوں تاکہ وہاں کی تمام رپورٹیں موصول ہوجائیں۔ گویا باغیوں میں دو طرح کے آدمی تھے۔ ایک گروہ وہ تھا جس نے اسلام سے منحرف ہو کر کفر کے دامن میں پناہ لی تھی اور دُوسرا گروہ وہ تھا جو اسلام سے وابستگی رکھتے تھے، مگر زکوٰۃ ادا کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ جب زکوٰۃ کے منکرین کی مکمّل رپورٹ مل گئی تو سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کی مجلسِ مشاورت طلب کی۔

؎ کہیں گرتوں کو سنبھالیں کہیں رُوٹھوں کو منائیں
کھو دیں الحاد کی جڑ بعدِ پیغمبر صدّیق

مجلسِ مشاورت

جب صحابہ کرام کو مسجدِ نبوی میں جمع کر کے منکرینِ زکوٰۃ سے جنگ کرنے کا مشورہ کیا تو اُس وقت مدینہ منوّرہ میں صحابہ کرام تھوڑے تھے، زیادہ تر لشکرِ اسامہ کے ساتھ روانہ ہوچکے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مجلسِ مشاورت کے اکثر صحابہ کی یہ رائے تھی کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اور

Scanned with CamScanner

اُس کے رسُول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پر ایمان لانے والے لوگوں سے ہرگز لڑنا نہیں چاہیے۔ اُن کا خیال تھا کہ ابھی یہ لوگ نومسلم ہیں، جب ان کا ایمان راسخ ہو جائے گا، تو یہ لوگ خود بخود زکوٰۃ ادا کریں گے۔

وَطَائِفَةٌ بَقِيَتْ عَلَى الْإِسْلَامِ أَيْضًا إِلَّا أَنَّهُمْ قَالُوا تُقِيمُ الصَّلٰوةَ وَشَرَائِعَ الْإِسْلَامِ إِلَّا أَنَّا لَا نُؤَدِّي الزَّكٰوةَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى وَلَا نُعْطِي طَاعَةً لِأَحَدٍ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (الملل والنحل ج ۲ ص۱۱۶، البدایۃ والنہایۃ ج ۲ ص۳۱۱)

”اور ایک گروہ اسلام پر قائم تھا، مگر وہ یہ کہتے تھے ہم نماز ادا کریں گے اور احکامِ شریعت کی پابندی کریں گے مگر ہم زکوٰۃ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں دیں گے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی کی اطاعت نہیں کریں گے۔“

لَمَّا اشْتَهَرَتْ وَفَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّوَاحِي ارْتَدَّتْ طَوَائِفُ كَثِيرَةٌ مِنَ الْأَعْرَابِ عَنِ الْإِسْلَامِ مَنَعُوا الزَّكٰوةَ فَنَهَضَ أَبُوبَكْرٍ الصِّدِّيقُ لِقِتَالِهِمْ فَأَشَارَ عَلَيْهِ عُمَرُ وَغَيْرُهُ أَنْ يَفْتُرَ عَنْ قِتَالِهِمْ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا أَوْ عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا فَقَالَ عُمَرُ كَيْفَ نُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ

فَمَنْ قَالَهَا عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَدَمَهُ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَإِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَقَدْ قَالَ إِلَّا بِحَقِّهَا قَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللّٰهَ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ۔ (تاریخ الخلفاء ص۶۲، البدایۃ والنہایۃ ج ۲ ص۳۱۱، کامل ابن اثیر ج ۲ ص۲۶۱، طبری ج ۲، ص۴۷۷)

”جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال شریف کی خبر مشہور ہو گئی، تو عرب کے قبائل اسلام سے پھر گئے اور انہوں نے زکوٰۃ روک لی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے جنگ کی تیاری کی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان کے ساتھ جنگ سے باز رہنے کا کہا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر مجھ سے ایک بکری کا بچہ روک لیں، جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دربارگاہ میں) ادا کرتے تھے، تو میں اُن سے جنگ لڑوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: آپ کیسے لوگوں سے قتال کریں گے اور بے شک فرمایا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے حکم دیا ہے لوگوں سے قتال کا، یہاں تک کہ وہ کہیں کوئی معبود نہیں مگر ایک اللہ اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسُول ہیں اور جس نے یہ کہہ دیا محفوظ ہو گیا، اُس کا مال اور خون، مگر وہ جو ان پر کسی کا حق ہو، اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم! مَیں اس سے قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ (کی فرضیت) میں فرق کرے۔ بیشک زکوٰۃ حق مال ہے (اور

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا) وہ جو اُن پر کسی کا حق ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم نہیں، وہ مگر یہ کہ دیکھا میں نے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا سینہ کھول دیا، قتال کے لئے اور وہی حق ہے ۔

۔ فروغِ صدق سے معمور تھا جس کا ایک ایک لفظ　　وہ حق پرست و حق آگاہ و حق نوا صدیق
۔ امینِ سرِّ حبیبا لالہ فی الدنیا　　مکینِ قربِ شہنشاہ انبیاء صدیق
۔ بشر کو چاہیئے جس کے لئے حیاتِ خضر　　قلیل وقت میں وہ کام کر گیا صدیق
(ضیاء القادری)

دشمن کا حملہ

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دار السلام مدینہ کے دفاع کے لئے تمام مورچوں کی ناکہ بندی کی اور مورچہ بندی کر کے حفاظت و نگرانی کا بندوبست شروع کر دیا اور حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبداللہ بن مسعود، طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سرکردگی میں حفاظتی دستے متعین کر دیئے، باغیوں کا لشکر عبس، ذبیان، بنو کنانہ، غطفان، ثعلبہ وغیرہ قبائل پر مشتمل تھا، انہوں نے فوجیں اکٹھی کی تھیں اور مدینہ طیبہ کے قریب پڑاؤ ڈال دیا۔ انہوں نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصہ مقام زوحی میں چھوڑا جو مدینہ منورہ کے قریب نجد کے راستے پر ہے تاکہ یہ لڑنے والوں کی مدد کریں اور دوسرے حصے نے مدینہ پر چڑھائی کر دی۔ مدینہ طیبہ کے حفاظتی دستے نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دی۔ آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ تم اپنی جگہوں پر رہو اور خود مسلمانوں کو لے کر روانہ ہوئے، باغی مقابلہ کی تاب نہ لاتے ہوئے بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور یہ باغی مقام زوحی پر پہنچے تو زوحی والوں نے چمڑے کے مشکیزوں میں ہوا بھری اور اونٹوں کی طرف پھینک دیا، اُونٹوں نے جب اِس نئی چیز کو دیکھا تو بدک گئے اور واپس بھاگے اور مسجد کے دروازے پر آ ٹھہرے

باغیوں کی پسپائی

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیال تھا کہ یہ لوگ دوبارہ حملہ آور ہوں گے خلیفۃ المسلمین نے مدینہ طیبہ کے مسلمانوں کو جمع ہونے کا حکم دیا اور اُن کی تربیت فرمائی۔ دشمن بھی مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کی مکمل تیاری کر رہا تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دائیں بازو پر نعمان بن مُقرن، بائیں بازو پر عبداللہ بن مقرن کو، پچھلے حصہ پر سوید بن مُقرن (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو مقرر فرمایا اور رات کے آخری حصہ میں روانہ ہو گئے اور ابھی پو نہ پھٹی تھی کہ دشمن پر جا پہنچے۔ یہ لوگ بدحواس ہو کر بھاگ نکلے۔ اسلامی لشکر نے ذوالقصہ تک ان کا تعاقب کیا تاکہ باغی وہاں ٹھہرنے نہ پائیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان بن مقرن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دستہ فوج کا دے کر وہاں کا حاکم مقرر کیا تاکہ یہ باغی پھر حملہ آور نہ ہو سکیں — باغیوں کے مقابلے سے جہاں مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوتے اور بہت سے قبائل کے سردار زکوٰۃ لے کر مدینہ پہنچ گئے، وہاں مسلمانوں کو امیر المومنین کی ایمانی فراست کا پتہ چل گیا، جس سے لوگوں کا ایمان اور پختہ ہو گیا۔

۔ بہت سے طالبانِ نورِ حق پروانہ وار آئے
یقیں کے ذوق میں وارفتہ آئے بیقرار آئے

عبس و ذبیان کی غداری

خلیفۃ المسلمین کی ذوالقصہ سے واپسی کے بعد قبیلہ عبس و ذبیان کا اور کوئی بس نہ چلا تو ان لوگوں نے وہاں کے مسلمانوں کو دھوکے سے شہید کر دیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اطلاع ملی، تو آپ نے فرمایا، جب تک ان مسلمانوں کے خون کا بدلہ نہ لے لیں، آرام سے نہ بیٹھیں گے۔ اسی اثناء میں حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنی مہم سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ آ گئے، تو آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Scanned with CamScanner

کو اپنا نائب مقرر کیا اور فرمایا:

اُرِیْحُوْا وَاسْتَرِیْحُوْا "اب تم آرام کرو۔"

ذُوالقصّہ کو روانگی

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنفسِ نفیس ایک دستہ فوج لے کر ذُوالقصّہ کی روانگی کا ارادہ کیا تاکہ مسلمانوں کے خون کا بدلہ لیا جائے اور غدّار قبیلوں کی سرکوبی کی جائے۔

كَمَّا بَرَزَ اَبُوْ بَكْرٍ وَاسْتَوٰى عَلٰى رَاحِلَتِهٖ اَخَذَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِىْ طَالِبٍ بِزِمَامِهَا وَقَالَ اِلٰى اَيْنَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقُوْلُ لَكَ مَا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ شُمَّ سَيْفَكَ وَلَا تَفْجَعْنَا بِنَفْسِكَ وَارْجِعْ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَوَاللّٰهِ فَجَعْنَا بِكَ لَا يَكُوْنُ لِلْاِسْلَامِ نِظَامٌ اَبَدًا۔ (طبری ج ۲ ص ۴۷۹، البدایة والنهایة ج ۶ ص ۳۱۵ تاریخ الخلفاء ص ۶۳)

"حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیار ہوگئے اور اپنی سواری پر سوار ہوئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہار پکڑلی اور فرمایا کہاں کا ارادہ ہے اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم؟ میں آپ سے وہی کہوں گا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے غزوۂ اُحد کے موقع پر آپ سے کہا تھا، آپ اپنی تلوار نیام میں رکھیں اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر دردمند نہ کریں اور مدینہ منورہ میں لوٹ جائیں، اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر آپ کی جان خطرے میں پڑگئی، تو ہمیشہ کے لئے اسلام کا نظام ختم ہوجائے گا۔"

آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اس حملے سے ہرگز پیچھے نہ رہوں گا، تاکہ تم مجھے اپنے درمیان پاکر بددل نہ ہو اور تمہارے حوصلے بلند رہیں۔ اب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذُوالقصّہ کے قریب ابرق کی بستی پر پہنچے تو مقابلہ میں بنوعبس، ذبیان کے لشکر کو پایا، لڑائی چھڑی، تو تھوڑی دیر بعد باغیوں کے قدم اکھڑ گئے اور مسلمانوں نے ابرق پر قبضہ کرکے باغیوں کو وہاں سے نکال دیا اور اب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے، عبس و ذبیان کے لوگوں سے مسلمانوں کو شہید کرنے کا انتقام لے لیا اور فتح وکامیابی کے ساتھ مدینہ طیبہ واپس آگئے، اس طرح مانعینِ زکوٰۃ کی مکمل سرکوبی فرمائی۔ (ماخوذ طبری ج ۲، ص ۴۷۸)

خدا کے پاک بندے تھے خودی کا دم نہ بھرتے تھے
محمد اور محمد کے خدا کا شکر کرتے تھے (صلی اللہ علیہ وسلم)

زمین و آسمان جن و ملائک سخت حیراں تھے
کہ یہ اللہ کے بندے نئی فطرت کے انساں تھے

زمانے میں نہیں مقصود میرا جز خدا، کچھ بھی
میرے منہ سے نہ نکلے گا صداقت کے سوا کچھ بھی

وسیلہ نصرتِ حق کا پیغمبر کی اطاعت ہے
شفاعت اُس کا حصّہ ہے جسے حق پر قناعت ہے

خلافِ راہِ پیغمبر قدم جو بھی اُٹھائے گا
کوئی رستہ نہ دیکھے گا، کوئی منزل نہ پائے گا

سہہ کے سب تکلیفاں جس نے مُکھ نہ مُول بھوایا
جھنڈا پاک نبی دا جس نے دُنیا وِچ جھلایا

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

Scanned with CamScanner

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال

اَحْمَدُ اللّٰہَ وَحَقٌّ لِیْ اَنْ اَحْمَدَہٗ وَاُصَلِّیْ وَاُسَلِّمُ
عَلٰی نَبِیِّہٖ اَحْمَدُ الَّذِیْ اَرْسَلَہٗ اِلَی الْخَلْقِ بَشِیْرًا
وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا وَّعَلٰی
اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ السَّالِکِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ۔

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ ۚ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ
وَالْاِكْرَامِ (سورۃ الرحمٰن، پ ۲۷، آیت: ۲۶)

"زمین پر جتنے ہیں، سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔"

اس آیتِ کریمہ میں واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات باقی ہے اور باقی سب مخلوق اور اُن کی صفات کو فنا ہے

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے اپنے دورِ خلافت کی تمام ذمہ داریاں پوری فرمائیں اور بالآخر خالقِ حقیقی نے آپ کو اپنے قانون کے مطابق جامِ موت عطا کیا اور آپ فانی دُنیا کو چھوڑ کر آخرت کو سدھارے۔

ے نبیوں کے بعد ہیں سب سے بہتر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔۔۔ مولانا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
یار کے نام پہ مرنے والا سب کچھ صدقے کر نیوالا ۔۔۔ منزلِ عشق وصدق کا رہبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
جان و مال اور کنبے والے اللہ اللہ ہیں کر ڈالے ۔۔۔ نام نبی پہ سارے نچھاور رضی اللہ تعالیٰ عنہ
غار کا دیکھو تو وہ منظر، کون ہے بیٹھا گود میں لیکر ۔۔۔ سرورِ عالم کا سرِ انور، رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت کی ذمہ داری سنبھالے سوا دو سال ہو چکے ہیں۔ ان مصروفیات کا ذکر گزشتہ صفحات میں آچکا ہے۔ فتنۂ مرتدین کی سرکوبی کے لئے آپ کو گیارہ لشکر روانہ کرنا پڑے، جو ایک سال کی جدوجہد کے بعد ان پر قابو پا سکے۔ اِدھر سے چھٹکارا ہوا، تو حکومتِ ایران سے ٹھن گئی اور یہ سلسلہ جاری ہی تھا کہ شام کے محاذ پر چپقلش شروع ہو گئی اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ قیصرِ رُوم نے مسلمانوں کا قلع قمع کرنے کے لئے اڑھائی لاکھ سپاہی اپنے بھائی کی کمان میں روانہ کر دیئے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس محاذ کی نزاکت کے پیشِ نظر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عراق سے شام جانے کا حکم فرمایا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان مصروفیات وتفکرات نے جسمانی طور پر کمزور کر دیا تھا۔ سنِ ہجری کا تیرھواں (۱۳) برس تھا، جمادی الاخریٰ کا مہینہ تھا۔ سردی بہت زیادہ تھی، اتوار کا دن تھا، آپ نے غسل کیا۔ سردی کی وجہ سے بخار (بوجہ نمونیہ) ہو گیا۔ بڑھاپے کی وجہ سے قوتِ مدافعت نہ تھی، اس لئے بخار مسلسل پندرہ دن چڑھتا رہا، ہر چند علاج کیا، مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بیمار پرسی کرنے والے لوگ عرض کرتے: حضرت! آپ کسی ماہر طبیب کو بُلا کر مشورہ لیتے، تو اچھا ہوتا۔ آپ فرماتے: میں نے مشورہ لیا ہے۔ حضور وہ کیا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا، وہ فرماتا ہے: اَفْعَلُ مَا اَشَاءُ "میں جو چاہوں گا کروں گا"۔ آپ کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی قضا پر راضی ہوں۔

ے رہبرِ تنویرِ سُنّت، پیکرِ فضل وشرف
خیر وبرکت کے سمندر، حضرت صدیق اکبر ہیں

ے چمے قدم صدیق اکبر دے خود تختِ سُلطانی
جھنڈے ہیٹھ نبی دے جھکاتے شاہنشاہ نصرانی

جانشین کا انتخاب

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیماری سے پہلے ایران اور روم کے خلاف کئی جنگیں لڑی تھیں اور ایرانیوں اور رومیوں کو عبرت ناک شکست ہوئی تھی۔ آپ کو اس امر کا بخوبی احساس تھا کہ اگر انہوں نے جانشینی کا فیصلہ عوام پر چھوڑ دیا تو اُن کی وفات کے بعد اختلاف کا پیدا ہوجانا یقینی ہے، اس لئے آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مشورہ کیا۔ سب سے پہلے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے، تو اُن سے مشورہ کیا:

سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ: آپ مجھ سے ایسی بات پوچھتے ہیں جس کا آپ کو مجھ سے زیادہ علم ہے۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: میں آپ کی رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ: سیدنا عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بہترین آدمی ہیں مگر ان کے مزاج میں سختی ہے۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ان میں سختی اس لئے ہے کہ میں نرمی سے پیش آتا ہوں، خلافت پر فائز ہونے کے بعد وہ خود بخود سختی چھوڑ دیں گے۔

اس کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے، تو اُن سے اس طرح گفتگو ہوئی:

سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: سیدنا عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے؟

سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ: آپ اس بات کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: میں تم سے تمہاری رائے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ: سیدنا عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا باطن اُن کے ظاہر سے بہتر ہے اور ان جیسا علم و فضل والا ہم میں سے کوئی بھی نہیں۔

پھر حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے، تو اُن سے رائے معلوم کی؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے بعد حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بہترین آدمی سمجھتا ہوں، وہ خوش ہونے کی باتوں پر خوش اور ناراض ہونے کی باتوں پر ناراض ہوتے ہیں، اُن کا باطن اُن کے ظاہر سے بہتر ہے۔ آپ کے بعد ان سے زیادہ خلافت کا مستحق کون ہوسکتا ہے؟

اِن کے بعد حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اکابرین صحابہ علیہم الرضوان سے مشورہ کیا اور سب نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں رائے دی۔

جب تمام مشاہیر صحابہ کرام سے مشورہ ہوگیا، تو آپ نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اپنے خیال کا اظہار فرمایا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گزارش کی کہ اے خلیفہ رسول! مجھے اس منصب کی ہرگز خواہش نہیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے عمر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بیشک تمہیں خواہش نہیں ہوگی، لیکن اس منصب کو تمہاری خواہش ہے اور میرے اس فیصلے پر تمام اہل رائے کی تائید و توثیق ہے تم اس سے انکار کیسے کرسکتے ہو؟

سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سُن کر خاموش ہوگئے، اس کے بعد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کاتب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلا کر مندرجہ ذیل وصیت لکھوائی۔ (طبری ج ۲ ص ۶۱۱، ابن اثیر ج ۲، ص ۲۹۲)

Scanned with CamScanner

وصیت نامہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

هٰذَا مَا عَهِدَ اَبُوْ بَکْرِ بْنِ اَبِیْ قُحَافَةَ فِیْ اٰخِرِ عَهْدِهٖ بِالدُّنْیَا خَارِجًا مِنْهَا وَعِنْدَ اَوَّلِ عَهْدِهٖ بِالْاٰخِرَةِ دَاخِلًا فِیْهَا حَیْثُ یُؤْمِنُ الْکَافِرُ وَیُوْقِنُ الْفَاجِرُ وَیُصَدِّقُ الْکَاذِبُ اَنِّیْ اَسْتَخْلِفُ عَلَیْکُمْ بَعْدِیْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَ اَطِیْعُوْا وَاِنِّیْ لَمْ اٰلُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَهٗ وَدِیْنَهٗ وَنَفْسِیْ وَاِیَّاکُمْ خَیْرًا فَاِنْ عَدَلَ فَذَالِكَ ظَنِّیْ بِهٖ وَعِلْمِیْ فِیْهِ وَاِنْ بَدَّلَ فَلِکُلِّ امْرِیءٍ مَا اکْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالْخَیْرَ اَرَدْتُّ وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ۔ (طبقات الکبرٰی ج ۳، ص ۲۰۰)

”شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ یہ وصیت ہے جو ابوبکر بن ابی قحافہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے دُنیا سے رخصت ہوتے اور آخرت کی زندگی میں داخل ہوتے ہوئے لکھوائی ہے۔ یہ وہ وقت ہے کہ کافر ایمان لے آتا ہے اور فاجر گناہ سے ہٹ جاتا ہے، اور جھوٹا سچ بولنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ میں اپنے بعد تم پر حضرت عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں، تم ان کی کامل اطاعت کرو، میں نے اللہ اور اُس کے رسُول کے دین اور تم سے بھلائی کی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اگر عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے انصاف سے کام لیا تو مجھے بھی ان سے یہی امید ہے اور میرے علم میں یوں ہی ہے ان کے بارے میں۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو ہر شخص قیامت کے دن (اللہ تعالیٰ کے سامنے) اچھائی اور بُرائی کا جواب دہ ہوگا اور میں نے تم سے بھلائی کا ارادہ کیا ہے اور غیب کا علم

(اللہ تعالیٰ کو ہے) میں نہیں جانتا اور جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔“

؎ تو ہم از بارِ فرائض متاب　　برخوری از عِندَہٗ حُسنُ المآب

؎ ہر کہ حق باشد چوں جاں اندر تنش　　خم نگردد پیشِ باطل گردنش

؎ در عمل پوشیدہ مضمونِ حیات　　لذّتِ تخلیق قانونِ حیات

جب یہ تحریر مکمل ہوئی، تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں آئے اور حاضرین سے مخاطب ہو کر دریافت فرمایا: کیا تم اس شخص کی بیعت پر رضامند ہو، جس کا اِس تحریر میں ذکر ہے؟ سب نے بیک زبان کہا ہم راضی ہیں!

وصیت پڑھی گئی اور حاضرین نے وصیت کی تعمیل میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی۔ جب خلیفہ وقت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات کا علم ہوا، تو آپ نے فرمایا: میرے مکان کا جو دروازہ مسجد کی طرف کھلتا ہے، کھول دو تاکہ میں خود لوگوں سے دریافت کر لوں۔

جب دروازہ کھُلا، تو آپ کی اہلیہ محترمہ اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کو تھام کر دروازے کے سامنے کھڑا کیا۔ آپ نے حاضرین سے دریافت فرمایا کیا تمہیں میرا انتخاب منظور ہے؟ اور منتخب خلیفہ کی اطاعت و فرمانبرداری کرو گے؟ سب نے رضامندی کا اظہار کیا۔ آپ کو اس پر بڑی مسرت ہوئی اور ہاتھ اٹھا کر دُعا دی اور پھر بستر پر لیٹ گئے اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مندرجہ ذیل ہدایات دیں:

یَا عُمَرُ وَاعْلَمْ اِنَّ لِلّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ حَقًّا بِاللَّیْلِ لَا یَقْبَلُهٗ فِی النَّهَارِ وَحَقًّا فِی النَّهَارِ لَا یَقْبَلُهٗ فِی اللَّیْلِ وَاِنَّهٗ لَا یَقْبَلُ نَافِلَةً حَتّٰی تُؤَدَّی الْفَرِیْضَةُ اَلَمْ تَرَ یَا عُمَرُ اِنَّمَا ثَقُلَتْ

مَوَازِيْنُهٗ مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاتِّبَاعِهِمُ
الْحَقَّ وَثَقُلَتْهٗ عَلَيْهِمْ وَحَقٌّ لِمِيْزَانٍ اَنْ لَا يُوْضَعُ
اِتَّقِ اللّٰهَ يَا عُمَرُ، وَاعْلَمْ اَنَّ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَمَلًا بِالنَّهَارِ
لَا يَقْبَلُهٗ بِاللَّيْلِ وَعَمَلًا بِاللَّيْلِ لَا يَقْبَلُهٗ بِالنَّهَارِ، وَاِنَّهٗ
لَا يَقْبَلُ نَافِلَةً حَتّٰى تُؤَدَّى الْفَرِيْضَةُ، وَاِنَّمَا ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ
مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاتِّبَاعِهِمُ الْحَقَّ فِي الدُّنْيَا
وَثِقْلُهٗ عَلَيْهِمْ، وَحَقٌّ لِمِيْزَانٍ يُوْضَعُ وَفِيْهِ الْحَقُّ غَدًا
اَنْ يَكُوْنَ ثَقِيْلًا، وَاِنَّمَا خَفَّتْ مَوَازِيْنُ مَنْ خَفَّتْ
مَوَازِيْنُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاتِّبَاعِهِمُ الْبَاطِلَ فِي الدُّنْيَا
وَخِفَّتُهٗ عَلَيْهِمْ وَحَقٌّ لِمِيْزَانٍ اَنْ يُوْضَعَ الْبَاطِلُ غَدًا
اَنْ يَكُوْنَ خَفِيْفًا، وَاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى ذَكَرَ اَهْلَ الْجَنَّةِ
وَذَكَرَ بِاَحْسَنِ اَعْمَالِهِمْ وَتَجَاوَزَ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فَاِذَا
ذَكَرْتَهُمْ قُلْتُ اِنِّيْ لَاَخَافُ اَنْ لَا اَلْحَقَ بِهِمْ، وَ
اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى ذَكَرَ اَهْلَ النَّارِ فَذَكَرَهُمْ بِاَسْوَاِ اَعْمَالِهِمْ
وَرَدَّ عَلَيْهِمْ اَحْسَنَهٗ فَاِذَا ذَكَرْتَهُمْ قُلْتُ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ
اَنْ لَا اَكُوْنَ مَعَ هٰؤُلَاءِ لِيَكُوْنَ الْعَبْدُ رَاغِبًا رَاهِبًا لَا
يَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ وَلَا يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَاِنْ
اَنْتَ حَفِظْتَ وَصِيَّتِيْ فَلَا يَكُنْ غَائِبٌ اَحَبَّ اِلَيْكَ مِنَ الْمَوْتِ
وَهُوَ آتِيْكَ وَاِنْ ضَيَّعْتَ وَصِيَّتِيْ فَلَا يَكُنْ غَائِبٌ اَبْغَضَ
اِلَيْكَ مِنَ الْمَوْتِ وَلَسْتَ بِمُعْجِزِهٖ۔

(حِلْيَةُ الْاَوْلِيَاءِ، ج ۱، صـ۳۶، (ابن اثیر ج ۲، صـ۹۲)

"اے عمر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جان لو بیشک اللہ تعالیٰ دن کے عمل کو رات میں قبول نہیں کرے گا، اور جو عمل رات کا ہے اُس کو دن میں قبول نہیں کرتا۔ (یعنی ہر عمل اپنے وقت پر کرنا چاہیے) اور اللہ تعالیٰ نفل اُس وقت قبول نہیں کرتا جب تک فرض ادا نہ کئے جائیں۔ اے عمر! کیا تو نہیں جانتا کہ بیشک ترازو ان ہی لوگوں کا بھاری ہے، جن کا ترازو قیامت کے دن دُنیا میں حق کی پیروی کرنے کی وجہ سے بھاری ہوا اور حق میزان کا یہی ہے کہ قیامت کے دن اس میں حق رکھا جائے اور حق کی وجہ سے بھاری ہو اور بے شک ترازو ہلکا ہے، قیامت کے دن جن لوگوں کا ترازو ہلکا ہے، اس لئے کہ انہوں نے دُنیا میں باطل کی تابعداری کی اور ان پر ترازو ہلکا ہوگا اور ترازو کا حق ہے کہ باطل کو ہلکا ہی رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کا ذکر کیا اور اُن کے بہترین اعمال کے ساتھ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے بُرے اعمال سے درگزر فرمایا اور جب تو اُن کا ذکر کرے، تو کہہ مجھے خوف ہے شاید ان سے نہ مل سکوں اور بے شک اللہ تعالیٰ نے جہنمیوں کا ذکر کیا، تو بھی اُن کا ذکر بُرے اعمال سے کر اور اُن کی اچھائی بیان نہ کر۔ جب تو اُن کا ذکر کرے، تو یہ کہو، میں اُمید کرتا ہوں کہ میں اُن میں سے نہیں ہوں گا تاکہ بندہ ڈرنے والا اور رغبت والا ہو، نہ صرف امید رکھے اللہ پر نہ اُس کی رحمت سے نا امید ہو اگر تم میری نصیحت یاد کرلوگے، تو غائب نہیں ہوگا زیادہ محبوب تجھے موت سے، اور موت نے آنا ہے اور اگر تم نے میری وصیت ضائع کر دی، تو غائب بھی سخت ہوگا تیرے لئے موت سے اور تو عاجز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ تیرے بندے ہیں اور اُن کا خیر و شر تیرے قبضہ و اختیار میں ہے، تو مسلمانوں اور ان کے امیر کو راہِ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔" (طبقات الکبریٰ ج ۲ ص ۲۰، حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۳۷)

جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ علیل تھے۔ حضرت مثنیٰ عراق میں لڑ رہے تھے، آپ مزید فوج کی امداد لینے کے لئے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا: چونکہ تمہیں جانشین نامزد کر دیا گیا ہے، اس لئے آپ تمام کام چھوڑ کر عراق کی جانب مزید امدادی فوج بھیجنے کا بندوبست کریں۔ (طبری)

بیت المال کے وظیفے کی واپسی

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قوم و ملت کے ان مسائل سے فارغ ہو چکے، تو ذاتی مسائل کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا مجھے خلیفہ ہونے کے بعد سے اب تک کتنا وظیفہ ملا ہے؟ حساب کر کے بتایا گیا چھ ہزار درہم۔ آپ نے فرمایا میری فلاں زمین فروخت کر کے یہ رقم بیت المال میں واپس پہنچائی جاتے۔ پھر آپ کو یاد آیا کہ ایک غلام، ایک اونٹنی اور دو چادریں بھی بیت المال سے لی تھیں، آپ نے فرمایا: فَاِذَا هِتُّ فَابْعَثِيْ بِهِنَّ اِلٰى عُمَرَ وَ اُبْرَئِيْ مِنْهُنَّ۔

"میری وفات کے بعد یہ تینوں چیزیں حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بھیج دیں اور مجھے ان چیزوں سے بری کر دیں۔"

جب آپ کے حکم کی تعمیل میں یہ تینوں چیزیں سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچیں، تو بکیٰ حتّٰی جَعَلَتْ دُمُوْعُهٗ تَسِيْلُ فِي الْاَرْضِ وَيَقُوْلُ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ لَقَدْ اَتْعَبَ مَنْ بَعْدَهٗ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ لَقَدْ اَتْعَبَ مَنْ بَعْدَهٗ۔ (طبقات الکبریٰ ج ۳ صفحہ ۱۹۶)

"حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ساختہ رو پڑے، یہاں تک کہ آپ کے آنسو زمین پر گر رہے تھے اور کہہ رہے تھے اللہ رحم کرے اے ابوبکر! تم اپنے جانشینوں کے لئے کام دشوار چھوڑ گئے۔" (یعنی مشکل میں ڈال دیا ہے)

تقسیم وراثت

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی اولاد میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سب سے زیادہ پیار تھا اور ان کو ایک زمین دی ہوئی تھی۔ خیال آیا اس سے دوسرے وارثوں کی حق تلفی ہو گی، اس لئے فرمایا:

اَیْ بُنَیَّۃَ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّكِ كُنْتِ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیَّ وَ اَعَزَّهُمْ وَاِنِّیْ كُنْتُ نَحَلْتُكِ اَرْضِیَ الَّتِیْ تَعْلَمِیْنَ بِمَكَانِ كَذَا كَذَا وَاَنَا اُحِبُّ اَنْ تَرُدِّیْهَا عَلَیَّ فَیَكُوْنَ ذَالِكَ قِسْمَۃً بَیْنَ وَلَدِیْ عَلٰى كِتَابِ اللّٰهِ (طبقات الکبریٰ ج ۳ صفحہ ۱۹۵)

"اے میری پیاری بیٹی! تو جانتی ہے کہ تو مجھے سب سے زیادہ پیاری ہے، اور تو جانتی ہے کہ میں نے فلاں زمین تجھے دی ہوئی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے وہ زمین لوٹا دے اور یہ زمین میری اولاد کے درمیان اللہ تعالیٰ کتاب اللہ کے حکم کے مطابق تقسیم ہو۔"

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بخوشی آپ کے حکم کو قبول فرمایا

ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا انصاف

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک خادم جو گھر کے منتظم تھے، اُن کا نام معیقیب دوسی تھا۔ آپ نے خادم سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے معیقیب! بتاؤ تمہارا ہمارا کیا حساب ہے؟ عرض کیا: پچیس درہم آپ کے ذمے باقی ہیں، وہ میں نے آپ کو معاف کئے، آپ نے فرمایا: چپ ہو اور میرے توشہ آخرت کو قرض سے مت تیار کرو۔ اس پر آپ نے حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ معیقیب کو پچیس درہم ادا کر دیئے جائیں۔ (ازالۃ الخفاء صفحہ ۱۷۱)

تدفین وتکفین

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی، تو فرمایا:

أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟ قَالَتْ قُلْنَا يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ، قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قُلْنَا قُبِضَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ قَالَ فَإِنِّيْ أَرْجُوْا مَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ اللَّيْلِ قَالَتْ وَكَانَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ فِيْهِ رَدْعٌ مِنْ مِشْقٍ فَقَالَ إِذَا مِتُّ فَاغْسِلُوْا ثَوْبِيْ هٰذَا وَضُمُّوْا إِلَيْهِ ثَوْبَيْنِ جَدِيْدَيْنِ وَكَفِّنُوْنِيْ فِيْ ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ فَقُلْنَا أَلَا نَجْعَلُهَا جُدُدًا كُلَّهَا قَالَ فَقَالَ لَا إِنَّمَا هُوَ لِلْمُهْلَةِ الْحَيُّ أَحَقُّ بِالْجَدِيْدِ مِنَ الْمَيِّتِ۔ (طبقات الکبریٰ ج ۳، ص۲۰۲)

"آج کون سا دن ہے؟ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں ہم نے عرض کیا پیر کا دن۔ آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک کب ہوا تھا؟ ہم نے بتایا پیر کے دن۔ فرمایا: مجھے اس وقت سے رات تک کی اُمید ہے۔ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں آپ کے کپڑوں میں ایک پرانی چادر تھی۔ آپ نے فرمایا: جب میرا وصال ہوجائے تو میرے اس کپڑے کو دھوکر اور نئے دو کپڑے ملا کر مجھے ان تینوں کپڑوں میں کفن دینا۔ (بعض روایات میں ہے (دو کپڑوں میں) تین کپڑوں میں کفن دیا جاتے) سیدہ نے عرض کیا اباجان! ہم تمام نئے کپڑے کیوں نہ لائیں؟ آپ نے فرمایا "نئے کپڑوں کا زندہ زیادہ حقدار ہے، مرنے والے سے۔"

ہمتِ او کشتِ ملت را چوں ابر ۔ ثانیٔ اسلام و غار و بدر و قبر

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی کہ مجھے میری بیوی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا غسل دے اور غسل میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) مدد دیں۔

(تاریخ الخلفاء ص۸۷، طبقات الکبریٰ ج ۳، ص۲۰۳)

جس نوں موت اُڈا لے جاوے پھر اوہ مُتھر نہ آوے
اُس دا ملنا قسمت اُتے، جے خدا ملاوے
جیوندیاں پھر آس ملن دی جس جگہ کوئی جاوے
شہر عدم تے جے کوئی جاوے مُڑ اس ایس نہ آوے

إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهُ إِذَا أَنَا مِتُّ وَفَرَغْتُمْ مِنْ جِهَازِيْ فَاحْمِلُوْنِيْ حَتّٰى تَقِفُوْا بِبَابِ الْبَيْتِ الَّذِيْ فِيْهِ قَبْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِفُوْا بِالْبَابِ وَقُوْلُوْا سَلَامٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا أَبُوْبَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ فَإِنْ أَذِنَ لَكُمْ بِأَنْ فُتِحَ لَكُمُ الْبَابُ وَكَانَ الْبَابُ مُغْلَقًا بِقُفْلٍ فَأَدْخِلُوْنِيْ فَادْفِنُوْنِيْ فَإِنْ لَّمْ يُفْتَحِ الْبَابُ فَأَخْرِجُوْنِيْ إِلَى الْبَقِيْعِ وَادْفِنُوْنِيْ بِهٖ؟ فَلَمَّا وَقَفُوْا عَلَى الْبَابِ وَقَالُوْا مَا ذُكِرَ سَقَطَ الْقُفْلُ وَانْفَتَحَ الْبَابُ وَسُمِعَ هَاتِفٌ مِنْ دَاخِلِ الْبَيْتِ أَدْخِلُوا الْحَبِيْبَ إِلَى الْحَبِيْبِ فَإِنَّ الْحَبِيْبَ مُشْتَاقٌ۔ (سیرۃ حلبیہ، ج ۳، ص۲۸)

(کرامات الاولیاء، علامہ نبہانی ج۲ ص۲۸، نزہۃ المجالس ص۱۶۵)

"جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا، حاضرین سے ارشاد فرمایا، جب میں فوت ہوجاؤں اور تم میرے تجہیز و تکفین سے

فارغ ہو جاؤ تو مجھے اُٹھانا، یہاں تک کہ حجرہ کے دروازے پر ٹھہرنا، جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی قبرِ مبارک ہے، اور عرض کرنا یا رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلّم! یہ ابوبکر حاضر ہے، اندر آنے کی اجازت مانگتے ہیں، پس کہ اگر تم پر دروازہ کُھل جائے (اور دروازہ قفل (تالے) سے بند تھا)، تو مجھے اس گھر میں داخل کرنا اور دفن کر دینا اور اگر وہ دروازہ نہ کُھلے تو مجھے جنّت البقیع لے جانا اور دفن کر دینا (آپ کے وصال کے بعد) جب دروازے پر کھڑے ہوئے اور حسب وصیّت) ذکر کیا، جو آپ نے کہا تھا تو قفل کُھل کر گر گیا اور دروازہ کُھل گیا اور گھر کے اندر سے آواز آئی: دوست کو دوست کے پاس داخل کرو، اس لئے کہ حبیب (محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) اپنے حبیب (صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا مُشتاق ہے۔"

؎ اُنہیں کے واسطے شایاں ہے اَلَّذِیْنَ مَعَہٗ — وہ جوشِ بحرِ معیّت رہا کہ حد نہ کنار
نہ چھوڑا بعد وصال بھی نبی کے قدموں کو — اُٹھیں گے دست بدست آپ روزِ شمار

؎ سراپا حال ہے صدّیق اکبر — نبی دے نال ہے صدّیق اکبر
تے سُتّا روضۂ انور وچ صائم — نبی دا محرم حال صدّیق اکبر

؎ زِ بعد مرگ بہ آغوشِ رحمتش پیوست — بہ قربِ سیّدِ کونین یافت جا صدّیق
چُوں بر ضریحِ نبی بعد از مرگ بُردندش — ندا رسید کجائی بیا بیا صدّیق
زجورِ تشنگی و دردِ فقر بر سرِ خود — کشید بہرِ پیغمبر جفا جفا صدّیق

؎ کیا مقدر ہیں صدّیق و فاروق کے — جن کا گھر رحمتوں کے خزینے میں ہے

؎ ہے اوہ جلوہ فگن اوہدی آغوش وچ — جیہڑا مالک ہے جنّت دے گلزار دِچ

؎ جو حیاتِ رسُول دے ہین مُنکر، دسّن کون روضے وِچ بولیاسی
تالا اپنے یارِ غار دے لئی، دسّو کس دروازے دا کھولیاسی

فِرَاقُ الْحَبِیْبُ اَلِیْمٌ اَلِیْمٌ
وَقَلْبُ الْمُحِبِّ سَقِیْمٌ سَقِیْمٌ
فَمَنْ کَانَ فِیْ حُبِّہٖ صَادِقًا
بِبَابِ الْحَبِیْبِ مُقِیْمٌ مُقِیْمٌ

قیامت کے دن سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ اٹھیں گے، تو

معلوم ہوا کہ ابُوبکر صِدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

○ اِسلام کے موسمِ بہار کی پہلی بارش، ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں
○ شجرِ اسلام کا تیار ہونے والا پہلا پھل 〃 〃 〃 〃
○ سینائے اُمّتِ محمدی کے کلیم اوّل 〃 〃 〃 〃
○ مِلّتِ احمدی کے خطیبِ اوّل 〃 〃 〃 〃
○ اُمّتِ محمّدیہ کے امیرِ اوّل 〃 〃 〃 〃
○ اُمّتِ مصطفےٰ کے اِمامِ اوّل 〃 〃 〃 〃
○ ذات میں اوّل ○ صفات میں اوّل ○ نزولِ برکت میں اوّل
○ حصُولِ نعمت میں اوّل ○ ایثارِ مال میں اوّل
○ نفعِ ایمان میں اوّل ○ جمعِ قرآن میں اوّل
○ مجاہدۂ غار میں اوّل ○ مشاہدۂ یار میں اوّل ○ دخولِ غار میں اوّل
○ جُود و سخا میں اوّل ○ صِدق و صفا میں اوّل ○ تسلیم و رضا میں اوّل
○ مہر و وفا میں اوّل ○ عدل و انصاف میں اوّل ○ رفاقت میں اوّل
○ صداقت میں اوّل ○ انتخابِ نگاہِ مصطفےٰ میں اوّل ○ عشقِ مصطفےٰ میں اوّل
عظمتِ اسلام دُنیا تک پہنچانے میں اوّل ○ اَسود عنسی کو بھگانے میں اوّل،

Scanned with CamScanner

○ طلیحہ اسدی کو دُور ہٹانے میں اوّل ○ مُسیلمہ کذّاب سے مقابلہ کرنے میں اوّل
○ قافلۂ حج کے امیر بننے میں اوّل ○ مسلمانوں کے امیر اور خلیفہ بننے میں اوّل
○ سفر میں اوّل ○ حضر میں اوّل ○ حصولِ رحمت میں اوّل
○ حصُولِ زکوٰۃ میں اوّل ○ حصُولِ برکات میں اوّل
○ قبرِ مصطفےٰ میں اوّل ○ حشر میں اوّل
○ حوضِ کوثر پر اوّل ○ دخولِ جنت میں اوّل

؎ آں اَمنّ النّاس بَر مولائے ما آں کلیمِ اول سینائے ما

گویا کہ اُمتِ مصطفےٰ علیہ الصّلوٰۃ والسلام میں، ہر بات میں اوّلیت سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد سب سے بُلند مرتبہ سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے۔

؎ بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ صدّیق اکبر کا
ہے یارِ غار، محبوبِ خُدا صدیق اکبر کا

؎ الٰہی رحم فرما خادمِ صدّیقِ اکبر ہوں
ترِی رحمت کے صدقے، واسطہ صدیق اکبر کا

؎ نبی کا اور خُدا کا مدح گو صدّیق اکبر ہے
نبی صدّیق اکبر کا، خدا صدیق اکبر کا

؎ لُٹا یا راہِ حق میں گھر کئی بار اس محبت سے
کہ لُٹ لُٹ کر حسنؔ گھر بن گیا صدیق اکبر کا (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے طفیل ہمیں سعادتِ دارین نصیب فرمائے۔

؎ یہ آرزو ہے کہ محشر میں میرے ساتھ نصیرؔ
عمر ہوں حضرتِ عثماں ہوں مرتضیٰ، صدّیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○

Scanned with CamScanner

سیّدنا ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا لقب صِدّیق

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہِ الطَّاھِرِیْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ ط

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ○ (سُوْرَۃُ النِّسَآءِ، پ آیت: ۶۹)

ترجمہ: "اور جو اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانے، تو اُسے اُن کا ساتھ ملے گا، جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا، یعنی انبیاء اور صدّیق اور شہید اور نیک لوگ، یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔"

برادرانِ اسلام! ہم نمازمیں روزانہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کرتے ہیں:

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ط

"اور ہم کو سیدھے راستہ پر چلا، راستہ اُن لوگوں کا جن پر تو نے احسان کیا" اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں، اے مولا کریم! جن لوگوں پر تو نے انعام فرمایا، اُن کا راستہ دکھا۔ مگر ہمیں معلوم نہ تھا کہ وہ منعم علیہ کون لوگ ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں اُن کا ذِکر فرمایا کہ وہ انبیاء کرام، صدّیقین، شہداء

اور اولیاء اللہ ہیں۔ ان مُنعم عَلیہ (جن پر انعام ہوا) میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ تفسیر خازن میں ہے؛

وَالْمُصَدِّقِیْنَ اَلصِّدِّیْقُ اَلْکَثِیْرُ الصِّدْقِ فَصِیْلٌ مِنَ الصِّدْقِ وَالصِّدِّیْقُوْنَ هُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ عَلٰی مِنْهَاجِهِمْ بَعْدَهُمْ حَتّٰی اَلْحَقُوْبِهِمْ وَقِیْلَ الصِّدِّیْقُ مَعَ الَّذِیْ صِدْقُ بِکُلِّ دِیْنٍ حَتّٰی لَا یُخَالِطُهٗ فِیْ شَكٍّ وَالْمُرَادُ بِالصِّدِّیْقِ فِیْ هٰذِهِ الْاٰیَاتِ اَفَاضِلُ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَاَبِیْ بَکْرٍ فَاِنَّهٗ هُوَ الَّذِیْ سُمِّیَ بِالصِّدِّیْقِ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَهُوَ اَفْضَلُ اَتْبَاعِ الرُّسُلِ وَقِیْلَ الْمُرَادُ بِالنَّبِیِّیْنَ هُنَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَبِالصِّدِّیْقِیْنَ اَبُوْبَکْرٍ وَالشُّهَدَاءُ عُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ رضی اللّٰه عَنْهُمْ۔

(تفسیر خازن، ج ۱ ص ۲۶۴)

"وَالصِّدِّیْقِیْنَ۔ صدیق بہت زیادہ سچ بولنے والا کثیر الصدق ہے اور صدیق رسولوں کی اتباع کرنے والے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو انبیاء کے بعد ان کے طریقے پر اتباع کرتے ہیں، یہاں تک کہ ان کے ساتھ مل جاتے ہیں، اور فرمایا؛ اَلصِّدِّیْق تمام دین میں سچائی ہے، یہاں تک کہ اس میں شک نہ پڑے اور اس آیت میں صدیقین سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے افضل صحابہ کرام ہیں، جیسا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا نام ہی اس امت میں صدیق ہے اور وہ اتباعِ رُسل میں افضل ہیں اور کہا گیا کہ النبیین سے مُراد محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صدیقین سے مُراد

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شہداء سے مُراد حضرت سیدنا عمر، عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔"

ے اصدق الصادقین، سید المتقین چشم و گوش وزارت پہ لاکھوں سلام

فروغِ صدق سے معمور جس کا اِک اِک لفظ
وہ حق پرست و حق آگاہ و حق نوا صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

برادرانِ اسلام! سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُمتِ مسلمہ میں سب سے افضل ہیں اور قرآن و حدیث اس پر شاہد ہے۔ اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا؛

یَا عَائِشَةُ اَنَا سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَاَبُوْكِ اَفْضَلُ الصِّدِّیْقِیْنَ وَاَنْتِ اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ (ریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۳۱)

"اے عائشہ! میں سید المرسلین ہوں اور تمہارے والد افضل الصدیقین ہیں اور تم اُم المومنین ہو۔"

- سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے افضل الصدیقین فرمایا؛
- حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیق ہیں، تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل الصدیقین ہیں۔
- حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیق ہیں، تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الصدیقین ہیں۔
- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیق ہیں، تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الصدیقین ہیں۔
- حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیق ہیں، تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الصدیقین ہیں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیق ہیں، تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الصدیقین ہیں۔

تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان صدیق ہیں، تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الصدیقین ہیں۔

آلِ رسول کے مُحب کے لئے حُبِ صحابہ ضروری ہے۔

آلِ رسول کے مُحب کے لئے حُبِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضروری ہے۔

غلامِ مصطفےٰ صدیق اکبر ۔۔۔ تے ساڈا پیشوا صدیق اکبر
علی کیتی اے جس دی بیعت صائم ۔۔۔ علی دا مقتدا، صدیق اکبر
(صائم چشتی)

سایۂ مصطفےٰ، مایۂ اصطفا ۔۔۔ عز و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقین، سید المتقین ۔۔۔ چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

دی ہے ملائکہ نے سلامی صدیق کو ۔۔۔ رب کی طرف سے تھا یہ رتبہ صدیق کا

ابوبکر دا پاک نبی نے کیتا شان سوایا
دتا لقب صدیق دا حق نے اُلفت نال بُلایا

تو معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے صفات و کمالات ایک طرف ہوں اور ہمارے غمگسار آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف و کمالات ایک طرف ہوں، تو پھر بھی ہمارے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف زیادہ ہوں گے۔

حُسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ایسا تجھے خالق نے طرحدار بنایا
یوسف کو ترا طالبِ دیدار بنایا

انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تمام اُمت میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

مقام بلند ہے اس لئے فرمایا: اَلنَّبِیّٖن سے مراد حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اَلصِّدِّیْقِیْن سے مراد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

یہ خود اِک صدق ہے کوئی اگر اس راز کو جانے
صداقت ہی صداقت تھی سدا صدیق اکبر کی

زمیں پر دھوم ہے اُن کی، فلک پر اُن کے چرچے ہیں
کہیں گے داستاں ارض و سما صدیق اکبر کی

مورخ دم بخود ہے، سر بسجدہ ہے قلم اُن کا
عیاں ہے عظمتِ صدق و صفا صدیق اکبر کی

صاحبِ کشاف کا قول

اَلصِّدِّيْقُوْنَ، اَفَاضِلُ صَحَابَةِ الْاَنْبِيَاءِ الَّذِيْنَ تَقُوْمُوْا فِيْ تَصْدِيْقِهِمْ كَاَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ (الکشاف ج ۱، ص ۳۷۲)

" اَلصِّدِّيْقُوْنَ: انبیاء کرام علیہم السلام کے وہ بڑے بڑے صحابہ کرام علیہم الرضوان، جنہوں نے سب سے پہلے رسالت کی تصدیق کی، جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تصدیق کی۔ "

علامہ رازی کا قول

اَلْاَوَّلُ: اِنَّ كُلَّ مَنْ صَدَّقَ بِكُلِّ الدِّيْنِ لَا يَتَخَالَجُهٗ فِيْهِ شَكٌّ فَهُوَ صِدِّيْقٌ، قَوْلُهٗ تَعَالٰى: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ - اَلثَّانِيْ: قَالَ قَوْمٌ اَلصِّدِّيْقُوْنَ اَفَاضِلُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَصَارَ فِيْ ذَالِكَ قُدْوَةً لِسَائِرِ النَّاسِ وَاِذَا كَانَ الْاَمْرُ كَذَالِكَ كَانَ اَبُوْبَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَوَّلَ الْخَلْقِ بِهٰذَا الْوَصْفِ

اَمَّا بَيَانُ لَهٗ سَبَقَ اِلٰى تَصْدِيْقِ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ عَرَفْتُ الْاِسْلَامَ عَلٰى اَحَدٍ اِلَّا وَلَهٗ نَبْوَةٌ غَيْرَ اَبِيْ بَكْرٍ فَاِنَّهٗ يَتَلَعْثَمْ دَلَّ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَلٰى اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَمَّا عَرَضَ مِنَ الْاِسْلَامِ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ قَبِلَهٗ اَبُوْبَكْرٍ وَلَمْ يَتَوَقَّفْ فَثَبَتَ اَنَّ اَحَقَّ الْاُمَّةِ بِهٰذِهِ الصِّفَةِ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَلِهٰذَا الْمَعْنٰى قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا (سورۃ الحدید آیت ۱۰) اَنَّ نُصْرَةَ الْاِسْلَامِ وَقْتَ مَا كَانَ ضَعِيْفًا اَعْظَمُ ثَوَابًا مِنْ نُصْرَةِ وَقْتِ مَا كَانَ قَوِيًّا فَثَبَتَ مِنْ مَجْمُوْعِ مَا ذَكَرْنَا اَنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِهٰذَا الْوَصْفِ هُوَ الصِّدِّيْقُ فَلِهٰذَا اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى هٰذَا اللَّقَبِ لَهٗ لَا يَلْتَفِتُ اِلَيْهِ فَاِنَّهٗ مُنْكَرَةٌ۔ (تفسیر کبیر ج ۱۰، ص ۱۷۲)

"پہلی وجہ: جو شخص تمام دینی امور کی بغیر کسی شک و شبہ کے تصدیق کرے، وہ صدّیق ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، وہی صدّیق ہیں۔

دوسری وجہ: ایک گروہ کا قول ہے کہ اُمتِ مصطفےٰ علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے بڑے صحابہ کرام صدّیق ہیں۔ نیز اس میں دین پر استقامت رکھنے والے تمام لوگ شامل ہیں، جیسا کہ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام اُمت میں سب سے پہلے شخص ہیں، جو اس وصف کے مالک ہیں، اس لئے آپ کو رسول اللہ

صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تصدیق کرنے میں سبقت حاصل ہے اور یہ بیان کہ آپ نے رسُول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تصدیق میں سبقت حاصل کی۔ رسُولِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشادِ مبارک ہے: میں نے جس پر اسلام پیش کیا، اُس نے معجزہ مانگا، سوائے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بغیر تردّد کے میری بات مان لی ـــ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ بیشک رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے جب اسلام پیش فرمایا، تو ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغیر کسی توقف کے اسلام قبول کر لیا۔ ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس صفت کے ساتھ مرتبۂ صدّیقیت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ (امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ قرآن پاک سے دلیل پیش فرماتے ہوئے یُوں بیان کرتے ہیں)

اور اِسی معنیٰ پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"تم میں برابر نہیں، وہ جنہوں نے فتحِ مکّہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا، وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں، جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا۔"

تو اس سے ظاہر ہے کہ کمزوری کے وقت اسلام کی امداد و اعانت زیادہ ثواب ہے، اس امداد و اعانت سے جو اسلام کی قوّت والے زمانہ میں کی جائے پس ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ تمام لوگوں سے بہتر اوصاف والا صدّیق ہوگا، اس لئے تمام مسلمانوں کا سیّدنا ابُوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدّیق تسلیم کرنے پر اجماع ہے اور جو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدّیق نہ مانے، وہ منکر ہے۔"

اَب اِس سے بڑھ کے کیا ہوگی ثنا صدّیق اکبر کی
نبی تعریف کرتے تھے سدا صدّیق اکبر کی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

علامہ آلوسی کا بیان

وَالصِّدِّيْقِيْنَ اَىْ اَلْمُتَقَدِّمِيْنَ فِىْ تَصْدِيْقِهِمُ الْمُبَالِغِيْنَ فِى الصِّدْقِ وَالْاِخْلَاصِ فِى الْاَقْوَالِ وَالْاَفْعَالِ وَهُمْ اَفَاضِلُ اَصْحَابِ الْاَنْبِيَآءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَاَمَاثِلُ خَوَاصِّهِمُ الْمُقَرَّبِيْنَ كَاَبِىْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ (روح المعانی ص ج ۳، جزء ۶)

”وَالصِّدِّيْقِيْنَ: ان میں پہلے تصدیق کرنے والے اقوال و افعال میں انتہائی صداقت اور اخلاص سے کام لینے والے انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بزرگ صحابہ اور ان کی مثل خواص مقربین ہیں جیسا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔“

ؔ زندگی دے وچ ابوبکر نے جھوٹھ نہ کہیا زبانوں
عظمت شوکت، شان فضیلت لے کے گئے جہانوں

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اُمت کے بہترین شخص

حَتّٰى جَعَلُوا الْاِمَامَ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَبَابَكْرٍ عَلٰى سَبِيْلِ الْاِجْمَاعِ وَلَمَّا تُوُفِّىَ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ دَفَنُوْهُ اِلٰى جَنْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (تفسیر کبیر ص ۱۷۳ ج ۱۰)

”حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُمت کے بہترین آدمی ہیں، یہاں تک کہ اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اجتماعی طور پر امام مقرر کیا اور جب اُن کا وصال ہوا تو (اللہ تعالیٰ اُن پر راضی ہو) صحابہ کرام نے انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلو مبارک میں دفن کیا گیا۔“

ؔ کیوں نہ اُس نوں امام صداقت کہواں
جد کہ صدیق اکبر ہے سوہنے داناں

ؔ خلافتِ شہ بطحا کی ابتدا صدیق
وفا و عشق پیغمبر کی انتہا صدیق
رسولِ پاک پہ دل سے نثار تھا صدیق
خلوص جس کا مسلّم، وہ راہنما صدیق
وہ مقتدر، وہ مکرم، وہ فقر کا پیکر،
وہ پاکباز، وہ عابد، وہ باخدا صدیق
شرف ہزار تھا حاصل اسے فاقت کا
غلام بن کے رہا پھر بھی آپ کا صدیق
وہ ایک اپنی مثال آپ تھا زمانے میں
جنے گی مادرِ گیتی نہ دُوسرا صدیق

ؔ رسول اللہ کے لطف و کرم سے یہ ملا رتبہ
مدد کرتا رہا ہر دم خدا صدیق اکبر کی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

تو معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

- صادق بھی ہیں اور صدیق بھی
- رہبر بھی ہیں اور خلیق بھی،
- محسن بھی ہیں، اور شفیق بھی
- یارِ غار بھی ہیں اور قبر کے رفیق بھی
- امامِ اوّل بھی ہیں اور خلیفہ بھی
- مبلّغِ اسلام بھی ہیں اور پیر بھی،
- نبی کے وزیر بھی ہیں اور سفیر بھی
- مسلمانوں کے امیر بھی ہیں اور صاحبِ تدبیر بھی
- بغیر تردّد اور توقف کے ایمان لانے والے بھی ہیں اور تصدیق کرنے والے بھی،

برادرانِ اسلام! سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اُمتِ مصطفےٰ علیہ السلام میں سب سے افضل ہیں اور آپ کو لقب صدیق عطا کیا ہے۔ اس سے قبل تفسیر قرآن کریم پیش کرنے کا شرف حاصل کیا ہے، اب احادیثِ رسول علیہ السلام شانِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ملاحظہ فرمائیں:

يَا عَائِشَةُ اَنَا سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ وَاَبُوْكِ اَفْضَلُ الصِّدِّيْقِيْنَ۔ (ریاض النضرۃ، ج ۱، ص ۳۱)

”اے عائشہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میں سید المرسلین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوں اور تمہارے والد افضل الصدیقین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں۔“

Scanned with CamScanner

ایک دفعہ حضور رحمتِ عالم و عالمیان، سرورِ کون و مکان، حبیبِ کبریا، امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب اُحد پہاڑ پر تشریف لے گئے تو آپ کے ہمراہ حضرات سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ جب آپ پہاڑی پر جلوہ افروز ہوئے تو پہاڑ ہلنے لگا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اُسْکُنْ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَّصِدِّیْقٌ وَّشَهِیْدَانِ۔

(مشکوٰۃ ص۵۶۳، اشعۃ اللمعات ص۶۵۸ ج۴، ترمذی ص۲۱۱ ج۲، بخاری ص۱۸۱ ج۲)

"ٹھہر جا بے شک تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔"

آپ کا یہ فرمانا تھا کہ اُحد پہاڑ اُسی وقت پُرسکون ہوگیا۔

ان دو احادیث مبارکہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق کے لقب سے یاد فرمایا ہے لہٰذا اس سے یہ معلوم ہوا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الصدیقین ہیں۔

لقبِ صدیق بارگاہِ خداوندی سے عطا ہوا

اَخْرَجَ الدَّیْلَمِیُّ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَابَکْرٍ اِنَّ اللّٰہَ سَمَّاکَ الصِّدِّیْقَ (کنز العمال ج ۱۲، ص۱۶۸)

"دیلمی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! اللہ تبارک وتعالیٰ نے تیرا نام صدیق رکھا ہے۔"

لقبِ صدیق جنت کے رومال پر

عَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃَ الْفَجْرِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اَیْنَ

اَبُوْبَکْرٍ؟ قَالَ لَبَّیْکَ۔ قَالَ اَلْحَقْتَ مَعِیَ الرَّکْعَۃَ الْاُوْلٰی؟ قَالَ کُنْتُ مَعَکَ فِی الصَّفِّ الْاَوَّلِ فَوَسْوَسَ لِیْ شَیْءٌ فِی الطَّهَارَۃِ فَخَرَجْتُ اِلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ فَهَتَفَ بِیْ هَاتِفٌ یَا اَبَا بَکْرٍ فَالْتَفَتُّ فَاِذَا الْقَدَحُ مِنْ ذَهَبٍ فِیْهِ مَاءٌ اَبْیَضُ مِنَ الثَّلْجِ وَاَطْیَبُ مِنَ الشَّهْدِ وَعَلَیْهِ مَنْدِیْلٌ مَکْتُوْبٌ عَلَیْهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَبُوْبَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ فَتَوَضَّأْتُ ثُمَّ وَضَعْتُ الْمَنْدِیْلَ فَکَانَهٗ۔ (الحاوی للفتاوی ص۴۲ ج۲)

"حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ فجر ادا کی اور رُخ پھیر کر فرمایا: ابوبکر کہاں ہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: حاضر ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم۔ آپ نے فرمایا، تم پہلی رکعت میں میرے ساتھ تھے؟ عرض کی میں پہلی صف میں آپ کے ساتھ تھا۔ میرے دل میں وضو کے بارے میں شک پیدا ہوا، تو میں مسجد کے دروازے پر گیا، تو مجھے غیب سے آواز آئی: یا ابوبکر! پس جب میں نے اس آواز کی طرف توجہ دی، تو سونے کے پیالے میں پانی تھا، جو برف کی طرح سفید اور شہد سے بہتر ہے، اس پر ایک رومال تھا، جس پر لکھا ہوا تھا:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَبُوْبَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ

میں نے وضو کیا اور رومال پھر پیالے پر دے دیا۔

گدا صدیقِ اکبر کا خدا سے فضل پاتا ہے
خُدا کے فضل سے میں ہوں گدا صدیقِ اکبر کا

فنا فی المصطفیٰ صدیقِ اکبر — امام الاصفیاء صدیقِ اکبر
سراپا سوز نے وجدان صائم — محبت سر تا پا صدیقِ اکبر

انگوٹھی پر نامِ صدیق رضی اللہ عنہ

ایک دفعہ حضور نبی اکرم شفیع معظم رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی انگوٹھی مبارک دی اور ارشاد فرمایا:

اُكْتُبْ فِيْهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَدَفَعَهٗ اِلَى النَّقَّاشِ وَقَالَ اُكْتُبْ فِيْهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَكَتَبَ النَّقَّاشُ فِيْهِ ذٰلِكَ فَاَتٰى اَبُوْبَكْرٍ بِالْخَاتَمِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَى النَّبِيُّ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِيْهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقِ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ مَا هٰذِهِ الزَّوَائِدُ؟ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا رَضِيْتُ اَنْ اُفَرِّقَ اِسْمَكَ عَنِ اسْمِ اللّٰهِ وَاَمَّا الْبَاقِيْ فَمَا قُلْتُهٗ وَخَجِلَ اَبُوْبَكْرٍ فَجَآءَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْكَ وَسَلَّمَ) اَمَّا اسْمُ اَبِيْ بَكْرٍ فَكَتَبْتُهٗ لِاَنَّهٗ مَا رَضِيَ اَنْ يُّفَرِّقَ اسْمَكَ عَنِ اسْمِ اللّٰهِ فَمَا رَضِيَ اللّٰهُ اَنْ يُّفَرِّقَ اسْمَهٗ عَنِ اسْمِكَ (تفسیر کبیر ج ۲ ص ۱۶۹)

"اس انگوٹھی پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لکھوا لاؤ۔ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقاش کے پاس گئے اور اس سے فرمایا کہ اس پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھ دو۔ نقاش نے اسی طرح لکھ دیا۔ حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے انگوٹھی، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کی۔ نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا تو لکھا تھا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ اضافے کیسے ہیں؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ آپ کا نام اللہ تعالیٰ کے نام سے جدا ہو، اور اس کے علاوہ لکھنے کو میں نے نہیں کہا (یہ کہہ کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرمندہ ہوئے)، تو حضرت جبرائیل علیہ السلام (اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر) حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) ابوبکر کے نام کو میں نے لکھا ہے، اس لیے کہ صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ آپ کا نام اللہ تعالیٰ کے نام سے جدا کریں، تو اللہ تعالیٰ بھی اس بات پر راضی نہیں کہ صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا نام آپ کے نام سے جدا کرے۔"

ه صدیق نبی دا جانی اے — صدیق دا ہور نہ ثانی اے
جو رب صدیق نوں بخشیاں نیں — اوہ شاناں کسے نہ پایاں نیں
ه ابوبکر توں تن من واردیاں — کر اپنی جان نثار دیاں
رب آکھیا سچیاں نال رلو — اساں نال صدیق دے لایاں نیں
ه سانوں نورِ صدیق توں ملدا اے — مقصود اوہ ساڈے دل دا اے

حضور سید العالمین ختم المرسلین، رحمتِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، آپ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

اَنْتَ صَاحِبِيْ عَلَى الْحَوْضِ وَصَاحِبِيْ فِي الْغَارِ

(ترمذی شریف ج ۲، ص ۲۰۸)

"تم میرے حوضِ کوثر اور غار کے رفیق (ساتھی) ہو۔"

واللہ! کیا شان ہے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔

Scanned with CamScanner

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا میں رفیقِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

" " " سفر میں " " " "

" " " غار میں " " " "

" " " قبر میں " " " "

" " " حشر میں " " " "

" " " حوضِ کوثر پر " " " "

ہے رفاقت ہو تو ایسی ہو حُرے رفاقت اس کو کہتے ہیں

ہے ابوبکر صدیق توں میں صدقے جس لاکے توڑ نبھایاں نیں
بھاویں غار تے بھاویں مزار ہووے اوہنوں رکھیا نال ہے سائیاں نیں

ایک اور شاعر نے کہا ہے:

پیا پیار دا قرض اتار دا اے جند جان سجن توں وار دا اے

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تصدیقِ رسالت

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اسلام لانے کے بعد اسلام لائے، اس لئے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ورقہ بن نوفل سے آنے والے نبی کے حالات سنے ہوتے تھے۔

يُرْوٰى اَنَّ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَوْمًا عِنْدَ حَكِيْمِ ابْنِ حِزَامٍ اِذْ جَاءَتْ مَوْلَاةٌ لِحَكِيْمِ ابْنِ حِزَامٍ فَقَالَتْ اِنَّ عَمَّتُكَ خَدِيْجَةَ تَزْعَمُ فِيْ هٰذِهِ الْيَوْمِ اَنَّ زَوْجَهَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ مِثْلَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَانْسَلَّ اَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ عَنْ

خَبَرِهٖ فَقَصَّ عَلَيْهِ قِصَّةَ الْمُتَضَمِّنَةَ لِمَجِيْئِ الْوَحْيِ لَهٗ وَاَخْبَرَهٗ بِاَنَّ اللّٰهَ اَرْسَلَهٗ فَقَالَ صَدَقْتَ بِاَبِيْ وَاُمِّيْ اَنْتَ وَاَهْلَ الصِّدْقِ اَنْتَ اَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ الصِّدِّيْقُ۔ (سیرۃ حلبیہ ج ۱، ص ۱۹۶)

"روایت ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حکیم بن حزام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی لونڈی آئی اور بتایا کہ آپ کی پھوپھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گمان ہے کہ آج کے دن اُن کے شوہر (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح رسالت کے ساتھ مبعوث ہو چکے ہیں، پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (یہ سن کر) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس خبر کے بارے میں پوچھا اور وحی کے نزول کا بھی قصہ پوچھا، تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر دی کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اُنہیں رسول بنا کر بھیجا ہے۔ (یہ سُن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) عرض کیا، میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ نے سچ فرمایا ہے اور آپ اہل صدق سے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، میں اسی دن سے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام صدیق ہو گیا۔"

جنتی پتوں پر نام صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام مبارک جنت کے درختوں کے

پتوں پر لکھا ہوا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَيْسَ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ إِلَّا وَعَلَىٰ كُلِّ وَرَقَةٍ مَكْتُوبٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ أَبُوبَكْرٍ الصِّدِّيقُ عُمَرُ الْفَارُوقُ عُثْمَانُ ذُو النُّورَيْنِ۔ (ریاض النضرۃ ج ۱ ص ۲۴)

"جنت میں کوئی ایسا درخت نہیں، جس کے پتوں پر لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ، ابوبکر صدیق، عمر الفاروق، عثمان ذوالنورین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) لکھا ہوا نہ ہو۔"

معلوم ہوا کہ جنت کے درختوں کے پتوں پر بھی نام صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔

صدیق اپنے اقوال میں مستقیم ہوتا ہے۔
صدیق اپنے افعال میں " " "
صدیق اپنے احوال " " " "
صدیق اپنے اعمال " " " "
صدیق وہ ہے جو کہہ دے، وہ ہو جائے۔
صدیق وہ ہوتا ہے جس کی ہر بات میں سچائی ہو۔
صدیق کا نام جنت کے درختوں کے پتوں پر ہے۔

ے الٰہی رحم فرما خادمِ صدیق اکبر ہوں — تیری رحمت کے صدقے واسطہ صدیق اکبر کا
رُسُل اور انبیاء کے بعد جو افضل ہو عالم سے — یہ عالم میں ہے کس کا مرتبہ؟ صدیق اکبر کا
گدا صدیق اکبر کا خدا کا فضل پاتا ہے — خدا کے فضل سے میں ہوں گدا صدیق اکبر کا
مقامِ خوابِ راحت چین سے آرام کرنے کو — بنا پہلوئے محبوبِ خدا صدیق اکبر کا

لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَرْشَ كَتَبَ عَلَيْهِ بِقَلَمٍ مِّنْ نُّوْرٍ طُوْلُ الْقَلَمِ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بِهٖ آخُذُ وَبِهٖ أُعْطِي وَأُمَّتُهُ أَفْضَلُ الْأُمَمِ وَأَفْضَلُهَا أَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ، عَنْ سَلْمَانَ (کنز العمال ج ۱، ص ۱۶۱)

"جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا، تو اس پر نور کے قلم سے لکھا، اس قلم کا طول مشرق و مغرب کے درمیان تھا:
لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ان کے ساتھ پکڑا گیا اور ان کو دیا گیا اور ان کی امت تمام امتوں سے افضل ہے اور ان کی امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں۔" (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ حَوْلَ الْعَرْشِ فَرِيْدَةً خَضْرَاءَ مَكْتُوْبٌ فِيْهَا بِقَلَمٍ مِّنْ نُّوْرٍ أَبْيَضَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ أَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ (عن أبي الدرداء رضي الله تعالى عنهما) (کنز العمال ج ۱۲ ص ۱۶۱)

"حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے معراج کی رات عرش کے گرد فریدہ سبز میں نور کے قلم سے لکھا ہوا دیکھا:
لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ أَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ

یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب مکرم نبی معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی لکھا اور جاں نثارِ رسول علیہ السلام کا نام حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے ساتھ لکھ دیا، سبحان اللہ!

ؔ خلیفہ اوّل، محمّدؐ کا نائب — صحابہ کا سردار صدّیق اکبر
ؔ صداقت کا تاج اُن کے سر پر سجایا — امام اُن کو شاہِ جہاں نے بنایا
ؔ اُوہدی عظمت دا سورج چڑھدا رہیا — ہر قدم تے اُوہدا شان ٹڑھدا رہیا
ؔ کیوں نہ اُس نوں امامِ صداقت کہواں — جدکہ صدّیق اکبر ہے سوہنے داناں

تنبیہ: جب آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا کلمہ پڑھیں تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا جائے اور حضور نبی اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اسمِ گرامی کے بعد کوئی نام ملانا یا کسی کا اضافہ کرنا قطعاً جائز نہیں ہے، لیکن اِن روایات میں اللہ اور رسُول کے نامِ مبارک کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام اُن کی عظمت اور رفعت کے لئے ہے۔

نامِ صدّیق آسمان سے آیا

عَنْ اَبِیْ یَحْیٰی سَمِعَ عَلِیًّا یَحْلِفُ لَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِسْمَ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مِنَ السَّمَآءِ صِدِّیْقًا۔
(المستدرک الحاکم ج ۳، صـ۶۲)

"حضرت ابو یحییٰ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حلفاً ارشاد فرماتے سُنا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا نام آسمان سے صدّیق نازل فرمایا۔"

اور حضرت نزال بن سبرۃ سے روایت ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے تھے، ہم نے عرض کیا اپنے ساتھیوں کے بارے میں کچھ بیان فرمائیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا: حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے تمام اصحاب میرے ساتھی ہیں، تو ہم نے عرض کیا: سیّدنا ابوبکر صدّیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے بارے میں بیان فرمائیں، تو آپ نے ارشاد فرمایا:

ذَاکَ امْرُءٌ سَمَّاہُ اللّٰہُ صِدِّیْقًا عَلٰی لِسَانِ جِبْرِیْلَ وَمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (المستدرک ج ۳ صـ۶۲)

"یہ وہ شخص ہیں، جن کا نام اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السّلام اور حضور نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی زبان پر صدّیق (نازل فرمایا)"

ؔ حقیقت ہے بڑے لوگوں کی ہوتی ہیں بڑی باتیں
زمانے سے بیاں ہو شان کیا صدیق اکبر کی

معراجُ النّبی صلی اللہ علیہ وسلّم کی تصدیق

قُلْتُ لِجِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَیْلَۃَ اُسْرِیَ بِیْ اَنَّ قَوْمِیْ لَا یُصَدِّقُوْنِیْ فَقَالَ یُصَدِّقُکَ اَبُوْبَکْرٍ وَھُوَ الصِّدِّیْقُ۔
(کنز العمال ج ۱۲ صـ۱۴۴)

حضور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم فرماتے ہیں کہ معراج شریف کی رات میں نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کہا کہ میری قوم (میرے واقعہ معراج کی) تصدیق نہیں کرے گی، تو حضرت جبرائیل علیہ السّلام نے کہا "آپ کی تصدیق ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کریں گے اور وہ صدیق ہیں۔

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ سچ بولا کرتے تھے، اس لئے زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ آپ کو صدّیق کہتے تھے۔ حضرت خواجہ حسن بصری اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ معراج کی شب کی صبح سے آپ کا لقب صدّیق مشہور ہوگیا۔

حضرت اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ مشرکین کی ایک جماعت سیّدنا صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی اور واقعہ معراج شریف، جو انہوں نے حضور سیّد العالمین ختم المرسلین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم سے

سُناتھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سُنا کر کہنے لگے: اب بتاؤ تم اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کیا کہتے ہو؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

فَقَالَ لَقَدْ صَدَقَ اِنِّیْ لَاُصَدِّقُہٗ بِاَبْعَدَ مِنْ ذَالِکَ بِخَبَرِ السَّمَاءِ غُدْوَۃً وَّرَوْحَۃً (تاریخ الخلفاء صـ۳۱، صواعق المحرقہ صـ۹۸)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا، میں تو اس سے بھی بعید ترین باتوں کی تصدیق کرتا ہوں، جو آپ صبح و شام آسمان کی خبریں دیتے ہیں اُس وقت سے آپ کا لقب صدیق پڑگیا۔"

؎ چشمِ احمد بر ابوبکر مے زدہ — اُو زِ یک تصدیق صدیق آمدہ

؎ مُسلّم ہے محمد سے وفا صدیقِ اکبر کی
نہیں بھولی ہے دُنیا کو ادا صدیقِ اکبر کی

؎ اَب اس سے بڑھ کے کیا ہوگی ثنا صدیقِ اکبر کی
نبی تعریف کرتے تھے سدا صدیقِ اکبر کی

؎ رسُول اللہ کے لُطف و کرم سے یہ ملا رُتبہ
مدد کرتا رہا ہر دم خدا صدیقِ اکبر کی

؎ خُدا نے مرتبہ بالا کیا صدیقِ اکبر کا
کلامُ اللہ نے خطبہ پڑھا صدیقِ اکبر کا

؎ جس نے کی تصدیق وہ صدیق ہوا — جس نے کی تکذیب وہ زندیق ہوا

زبانِ جبرائیل و مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صدیق

نزال بن سبرہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا:

ذَاکَ اِمْرَءٌ سَمَّی اللّٰہُ الصِّدِّیْقَ عَلٰی لِسَانِ جِبْرِیْلَ وَمُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ)

(تاریخ الخلفاء صـ۳۱، الصواعق المحرقہ صـ۳۸، تفسیر روح البیان صـ۱۲۶ جـ۵، تفسیر کبیر صـ۳۴۸ جـ۵، ریاض النضرۃ صـ۸۱ جـ۱، مستدرک صـ۶۲ جـ۳)

"یہ وہ آدمی ہے جس کا نام اللہ تعالیٰ نے صدیق رکھا جبرائیل علیہ السلام اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے۔"

آسمان کی ہر چیز پر نامِ صدیق (رضی اللہ عنہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ معراج شریف کی شب جب میں آسمان پر گیا تو فَمَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَجَدْتُ اِسْمِیْ فِیْہِ مَکْتُوْبًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاَبُوْبَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ خَلِیْفَتِیْ

"اپنے نام کے سوا کچھ بھی نہ دیکھا اور اس میں لکھا تھا محمد اللہ کے رسُول ہیں اور ابوبکر صدیق میرے خلیفہ ہیں۔" (ریاض النضرۃ صـ۸۱ جـ۱)

زبانِ علی مُرتضیٰ پر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

حکیم بن سعد روایت کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو منبر پر کئی بار یہ فرماتے ہوئے سُنا،

اِنَّ اللّٰہَ سَمّٰی اَبَابَکْرٍ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّہٖ صِدِّیْقًا (تاریخ الخلفاء صـ۳۱)

"بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان مبارک پر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا نام صدیق رکھا"

؎ حقیقت ہے بڑے لوگوں کی ہوتی ہیں بڑی باتیں
زمانے سے بیاں ہو شان کیا صدیقِ اکبر کی

؎ کہی کیسی نصیرؔ ان کے مدارج میں مراتب میں
بڑی توقیر ہے نامِ خدا صدیقِ اکبر کی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

Scanned with CamScanner

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (صَدَّقَ بِہٖ) خدا تعالیٰ نے صدیق فرمایا
" " " " " رحمتِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صدیق فرمایا
" " " " " امام الاولیا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے صدیق فرمایا
" " " " " جبریل امین علیہ السلام نے صدیق فرمایا
" " " " " اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے صدیق فرمایا
" " " " " صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے صدیق فرمایا
" " " " " ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ نے صدیق فرمایا،

جب خدا تعالیٰ نے صدیق فرمایا — جب مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صدیق فرمایا
جب صحابہ کرام نے صدیق فرمایا — جب ائمہ کرام نے صدیق فرمایا
جب جبریل علیہ السلام نے صدیق فرمایا — جب اولیاء عظام نے صدیق فرمایا

تو بھی کہہ دے سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدیق ہیں تاکہ قیامت کے دن تیرا حشر بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہو۔

عرش والوں نے کہا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرش والوں نے کہا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کائنات والوں نے کہا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور سنو! انبیاء کرام کو چھوڑ کر، تمام سچوں کو ایک طرف رکھ دو تو سب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان کو نہ پہنچ سکیں گے، اس لئے کہ انبیاء کرام کے بعد کائنات میں سب سے بڑا مرتبہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے

؎ جو اُن کا ہے رسول اللہ اُس کے ہیں خدا اُن کا
ولایت کا وسیلہ ہے ولاء صدیق اکبر کا

؎ آں امن الناس بر مولائے ما — آں کلیم اول سینائے ما
(اقبال)

یَا اَبَا بَکْرٍ اِنَّ اللّٰہَ سَمَّاكَ الصِّدِّیْقَ (کنز العمال ص۱۶۷ ج۱۲)

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:
"اے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام صدیق رکھا"

؎ برجِ لطف و عطا صدیق ہیں — منبعِ جود و سخا صدیق ہیں
؎ مرکزِ مہر و وفا صدیق ہیں — محورِ صدق و صفا صدیق ہیں
؎ حاملِ نورِ خدا صدیق ہیں — یارِ غارِ مصطفےٰ صدیق ہیں،

تو معلوم ہوا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ شفیق بھی ہیں صدیق بھی
" " " " " رہبر " " "
" " " " " صادق " " "
" " " " " عتیق " " "
" " " " " حاملِ انوارِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں
" " " " " واقفِ اسرارِ مصطفےٰ
" " " " " زینتِ دربارِ مصطفےٰ " "
" " " " " عاشقِ دیدارِ مصطفےٰ " "
" " " " " نکہتِ گلزارِ مصطفےٰ " "
" " " " " ساکنِ مزارِ مصطفےٰ " "
" " " " " ناشرِ اقوالِ مصطفےٰ " "
" " " " " پیکرِ جمالِ مصطفےٰ " "

؎ مقصودِ تبلیغ و دعوت محورِ علم و عمل،
فتح و نصرت کے مقدر حضرت صدیق اکبر ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ۔

فضائل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنَ النَّاصِحِیْنَ ۝ وَاَفْہَمَنَا مِنْ عُلُوْمِ الْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِیْنَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ نَسَخَ دِیْنُہٗ اَدْیَانَ الْکَفَرَۃِ وَالصَّالِحِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ کَانُوْا بِتَمَسُّکِ شَرِیْعَتِہٖ صَالِحِیْنَ ۔ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَہِیْرٌ ط (پ ۲۸ سورۃ تحریم آیت ۴)

"بے شک اللہ تعالیٰ اُن کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اُس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔"

دی ہے ملائکہ نے سلامی صدیق کو،
رب کی طرف سے تھا یہی رُتبہ صدیق کا

اس آیت کریمہ میں صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ سے مُراد سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ (تفسیر دُرِّ منثور، ج ۶، ص ۲۴۲)

اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سیدنا ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما مومنوں کے سردار ہیں اور رسُولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم کے وفادار اور مددگار ہیں۔

کیا مقدر ہیں صدیق و فارُوق کے
جن کا گھر رحمتوں کے خزینے میں ہے

جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جان و مال اور اولاد کو رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم پر قربان کیا اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی محبت میں وارفتہ ہوگئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بطور انعام ارشاد فرمایا:

اَنْتَ صَاحِبِیْ عَلَی الْحَوْضِ وَصَاحِبِیْ فِی الْغَارِ۔

(ترمذی شریف ج ۲، ص ۲۰۸)

"تم میرے غار اور حوض کوثر کے ساتھی ہو۔"

تو معلوم ھوا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

جاں نثارِ رسُول بھی ہیں، اور غمگسارِ رسُول بھی ہیں
یارِ غارِ رسُول بھی ہیں، اور پاسدارِ رسُول بھی ہیں
سفر و حضر کے ساتھی بھی ہیں اور حوض کوثر کے ساتھی بھی ہیں

برادرانِ اسلام! حوض کوثر کی ایک ایک بوند کو لوگ ترستے ہوں گے اور پیاس سے بے حال ہوں گے، مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب کوثر صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم کے ساتھ ہوں گے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے لوگوں کو پانی پلاتے ہوں گے۔ اس تیز دھوپ کی گرمی میں پیاس سے جانیں نکل رہی ہوں گی اور جو شخص ایک بار جامِ کوثر پی لے گا، اُسے کبھی پیاس نہ لگے گی اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منکر کو ایک قطرہ پانی نہ ملے گا، بتا پھر کیا حال ہوگا؟ اگر تو چاہتا ہے کہ جامِ کوثر ملے تو حبِ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دل میں اپنا لے۔

دیدہ صد نقش بگفت اے آفتاب — نے زشرقے نے زغربے خوش بتاب
ہر چہ گوید مرد عاشق بوئے عشق — از دہانش مے جہد در کوئے عشق
چوں ابوبکر آیت توفیق شد — با چناں شہ صاحب صدیق شد

شامل ہر دم نال پیغمبر جس جھلیاں تکلیفاں
وچ حدیث قرآن مقدس جس دیاں پاک تعریفاں

جنت میں ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا درجہ

حضور سید الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا فرماتے ہیں:

فَرَفَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ فَقَالَ:
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَبَا بَکْرٍ مَعِیَ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ
فَاَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَیْہِ اَنَّ اللّٰہَ قَدِ اسْتَجَابَ لَکَ۔
(حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاءِ، ج ۱، ص ۳۳)

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہاتھ اٹھائے (اور دعا فرمائی) اے اللہ! ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو میرے ساتھ میرے درجے میں رکھ قیامت کے دن، پس وحی نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعا قبول فرمالی"

معلوم ہوا حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جُدائی ہرگز پسند نہیں فرماتے تھے، اسی لئے دُعا فرمائی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعا کو قبول فرماتے ہوئے قیامت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قربِ رسول عطا فرمایا۔

میرا دین و ایماں، فرشتے جو پوچھیں
تمہاری ہی جانب اشارہ کروں میں

خیر الناس

اور حضرت محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

قُلْتُ لِاَبِیْ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ وَخَشِیْتُ اَنْ یَّقُوْلَ عُثْمَانُ قُلْتُ ثُمَّ اَنْتَ قَالَ مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (بخاری شریف ج ۱، ص ۵۱۸)

"میں نے اپنے والد محترم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں کون بہتر ہے؟ فرمایا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، میں نے پوچھا، اُن کے بعد؟ آپ نے فرمایا: سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور میرا گمان تھا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا کہیں گے۔ میں نے کہا پھر آپ؟ تو آپ نے فرمایا، میں نہیں، مگر ایک شخص مسلمانوں سے۔"

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے رب کا خوف دل میں رکھتے تھے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ ○
(پ ۲۷، سورۃ الرحمٰن، آیت ۴۶)

"اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے، اُس کے لئے دو جنتیں ہیں"

ابن ابی حاتم بن شوذب راوی ہیں کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قرب حاصل تھا، اس لئے آپ کو خوفِ خدا تھا، اور آپ خوفِ خدا سے لرزتے رہتے تھے اور رات بھر خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے درخت پر ایک پرندہ دیکھا، تو حسرت سے فرمایا:

طُوْبٰی لَکَ یَا طَیْرُ تَاْکُلُ مِنَ الشَّجَرِ وَتَسْتَظِلُّ بِالشَّجَرِ وَتَصِیْرُ اِلٰی غَیْرِ حِسَابٍ (تاریخ الخلفاء ص ۷۱)

"اے پرندے! تجھے خوش خبری ہے کہ تو درخت کے پھل کھاتا ہے اور درخت کے سائے میں بیٹھتا ہے اور حساب و کتاب کا کوئی خوف نہیں، کاش! ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تجھ جیسا ہوتا۔"

اور کبھی درخت کو دیکھ کر فرماتے ،

وَاللّٰہِ وَدِدْتُ اَنِّیْ خُضْرَۃٌ تَاکُلُنِی الدَّوَابُّ ۔

"کاش میں سبزہ ہوتا کہ مجھے چوپائے کھا جاتے ۔" (تاریخ الخلفاء ص۸۴)

؎ تو غنی از ہر دو عالم من فقیر — روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
گر تو می بینی حسابم ناگزیر — از نگاہِ مصطفٰی پنہاں بگیر (اقبال)

؎ جنہاں دے دل عشق سمانا اں رونا کم اونہاں
ملدے رونْدے وچھڑے رونْدے رونْدے ٹردے راہاں

؎ عاشقاں را کار نبود با وجود — عاشقاں رانیست بے سرمایہ سود

؎ نزد عاشق درد غم حلوا بود — لیک حلوہ بر خساں بلوا بود

فضائلِ ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا موازنہ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَقُلْتُ یَا جِبْرِیْلُ حَدِّثْنِیْ بِفَضَائِلِ عُمَرَ ابْنِ خَطَّابٍ فَقَالَ لَوْ حَدَّثْتُکَ بِفَضَائِلِ عُمَرَ مُذْ مَا لَبِثَ نُوْحٌ فِیْ قَوْمِہٖ مَا نَفِدَتْ فَضَائِلُ عُمَرَ حَسَنَۃٌ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ

(تاریخ الخلفاء ص۸۷)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پاس جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے، تو میں نے فرمایا، اے جبریل! عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے فضائل سناؤ؟ جبریل (علیہ السلام) نے عرض کیا، اگر میں حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے فضائل اتنے زمانہ تک سناتا رہوں جتنا سیدنا نوح علیہ السلام اپنی قوم میں ٹھہرے، پھر بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ختم نہ ہوں گے اور بیشک حضرت عمر اور ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے۔"

برادرانِ اسلام! حضرت نوح علیہ السلام نے نوسو (۹۰۰) سال یا کم و بیش اتنا وقت قوم میں گزارا، تو معلوم ہوا حضرت جبریل علیہ السلام اگر نوسو سال بھی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بیان کریں، تو ختم نہ ہوں، تو پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل بیان کرنے کے لئے کتنا وقت درکار ہوگا، جبکہ یہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔

؎ سارے اصحاب نبی تارے ہیں امت کے لئے
ان ستاروں میں بنے مہر منور صدیق (رضی اللہ عنہ)

؎ وانگ ستاریاں عمل زیادہ حضرت ابوبکر دے
عدلوں کوئی برابر ناہیں نال فاروق عمر دے

اس پر ایک اور حدیث ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ بَیْنَ رَاْسُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حِجْرِیْ فِیْ لَیْلَۃٍ ضَاحِیَۃٍ اِذْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَسَلَّمَ) ھَلْ یَکُوْنُ لِاَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ النُّجُوْمِ السَّمَآءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ قُلْتُ فَاَیْنَ حَسَنَاتُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ اِنَّمَا جَمِیْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ کَحَسَنَۃٍ وَاحِدَۃٍ مِنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۶۰)

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اس اثناء میں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سر مبارک میری گود میں تھا اور رات روشن تھی اچانک میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم، کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے ستاروں جتنی ہوں گی؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم

Scanned with CamScanner

نے ارشاد فرمایا، عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی نیکیاں آسمان کے ستاروں جتنی ہیں، تو میں نے کہا، ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی نیکیاں کس درجہ میں ہیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، عمر (رضی اللہ عنہ) کی تمام نیکیاں ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کے برابر ہیں۔"

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سوال یہ کیا کہ آسمان کے ستاروں جتنی نیکیاں کس کی ہیں؟ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آسمان کے ستاروں جتنی نیکیاں عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام نیکیوں کا علم تھا اور آسمان کے ستاروں کا بھی علم تھا کہ کتنے ہیں۔ آج تک کوئی بھی سائنس دان آسمان کے ستاروں کی تعداد نہ بتا سکا، مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا علم عطا فرمایا تھا، اس لئے آپ ستاروں کی تعداد جانتے تھے اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام نیکیوں کو ایک طرف رکھ دیا جائے، تو بھی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک نیکی کے برابر نہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکیاں کیسے زیادہ ہوگئیں؟ جبکہ:
نماز ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی پڑھتے تھے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی
روزہ " " رکھتے تھے " " " " "
نوافل " " " پڑھتے تھے " " "
حج " " " نے کیا " " "
خیرات " " " ادا کرتے تھے " " "

جب تمام عبادات میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شامل ہیں، تو وہ کون سی نیکی ہے، جس کی وجہ سے سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک نیکی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام عمر کی نیکیوں کے برابر ہے؟ وہ نیکی ہے: چہرۂ والضحیٰ کی زیارت۔

سفر میں، حضر میں، مکہ میں، مدینہ میں، غار میں، غرضیکہ ہر جگہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چہرۂ والضحیٰ علیہ السلام کی زیارت کر رہے ہیں، اس لئے آپ کی یہ ایک نیکی فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تمام نیکیوں کے برابر ہے۔

تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

ذات میں اول — صفات میں اول
حصولِ رحمت میں اول — وصولِ نعمت میں اول
نزولِ برکت میں اول — دخولِ جنت میں اول

ع کشکرِ عشق سعدیا غارتِ عقل می کند
تا تو دیگر بخویشتن ظن نبری کہ عاقلم

ع گوہرِ بحرِ نبی، منبعِ فیضِ نبی — مُلک و ملت میں منور حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ع جسے محبت کا درد کہتے ہیں، مایۂ زندگی ہے مجھ کو،
یہ درد وہ ہے کہ میں نے رکھا ہے اس کو دل میں چھپا کر

ع شہیدِ عشقِ نبی ہوں میری لحد پہ شمعِ قمر جلے گی
اٹھا کے لائیں گے خود فرشتے چراغ نور سے جلا کر

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ۝ (پ ۱۴، سورۂ حجر، آیت: ۴۷)

"اور ہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے، سب کھینچ لئے، آپس میں بھائی بھائی ہیں، تختوں پر روبرو بیٹھے۔"

حَدَّثَنِیْ عَنْ عَلِیِّ ابْنِ حُسَیْنٍ اِنَّ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ نَزَلَتْ
فِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعَلِیٍّ (تفسیر درِ منثور ص۱۰۱ ج۱ تفسیر روح المعانی ص۵۸)

"حضرت علی (امام زین العابدین) بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں نازل فرمائی گئی۔"

"اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے کو اپنی معرفت سے منور کر دیا" اور حضور نبی اکرم، رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا صَبَّ اللّٰہُ فِیْ صَدْرِیْ شَیْئًا اِلَّا وَصَبَبْتُہٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴، ص۶۳۲)

"اللہ تعالیٰ نے حقائق اور معارف سے جو کچھ میرے سینے میں ڈالا تھا میں نے وہ تمام ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے میں ڈال دیا۔"

ہرچہ یافت از بارگاہِ کبریا — ریخت در صدرِ شریعت مصطفیٰ
جملہ آں در سینۂ صدیق ریخت — لاجرم دائم از و تحقیق ریخت

تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ عالم و فاضل تھے۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کلام اللہ شریف کا علم آپ کو سب سے زیادہ تھا، اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا امام بنایا تھا اور حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے

یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَأُھُمْ لِکِتَابِ اللّٰہِ

"قوم کا امام قرآن پاک کا سب سے زیادہ جاننے والا ہونا چاہیے۔" (تاریخ الخلفاء ص۳۹)

آپ کے علم و فضل کی وجہ سے صحابہ کرام نے بیعت کی۔
آپ 〃 〃 〃 خلیفہ اول منتخب ہوئے۔
〃 〃 〃 〃 امام المتقین ہوئے۔
〃 〃 〃 〃 تاج الصالحین ہوئے۔

مزاج شناسِ مصطفیٰ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر شریف پر جلوہ فرما ہوئے اور فرمایا:

اِنَّ عَبْدًا خَیَّرَہُ اللّٰہُ بَیْنَ اَنْ یُّؤْتِیَہٗ مِنْ زَھْرَۃِ الدُّنْیَا مَا شَآءَ وَبَیْنَ مَا عِنْدَہٗ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۴۶)

"اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک بندہ کو اختیار دیا ہے کہ چاہے دُنیا کی زیب و زینت اختیار کرے یا ان نعمتوں کو، جو میرے پاس ہیں۔"

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سُن کر رونے لگے اور عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں۔ اس پر صحابہ کرام نے تعجب کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تو کسی بندے کا ذکر نہیں کیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں۔ پھر پتہ چلا کہ جس بندے کو اختیار دیا گیا تھا، وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی تھے؛ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ اَعْلَمَنَا۔

"واقعی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سے زیادہ عالم تھے۔" (مشکوٰۃ شریف ص۵۴۶)

یک اُو بیند نہ بیند غیر اُو — جز پاک ندید خلد بو
چوں محمد را ابوبکر نکو — دید و دید نقش گفت ہذا صادق

جس نے پاک نبی سرور نوں تن من وار وکھایا
کئی دفعہ گھر اپنا سارا رب دے نام لٹایا

Scanned with CamScanner

داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول

حضرت سیدی داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

؎ اِنَّ الصَّفَا صِفَتُ الصِّدِّیْقِ   اِنْ اَرَدْتَ صُوْفِیًّا عَلَی التَّحْقِیْقِ

"بے شک صفا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صفت ہے، اگر تو حقیقتاً صوفی بننا چاہتا ہے، تو اُن کی اتباع کر۔"

از آنچہ صفا را اصلی و فرعی است، اصلش انقطاع دل است از اغیار و فرعش خلو دست از دنیا غدار۔ "صفا کی ایک اصل ہے اور ایک فرع۔ اسکی اصل اغیار سے دل کو منقطع کرنا ہے اور اسکی فرع دُنیائے غدار سے خود کو فارغ کرنا ہے۔"

اور یہ دونوں صفتیں سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہیں، وہ طریقِ اہلِ تصوف کے امام و پیشوا ہیں۔ اغیار سے انقطاع جو جانِ تصوف ہے، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ صفت موجود تھی۔ یہ صفت آپ کے اس خطبے سے عیاں ہے، جو آپ نے حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال شریف کے موقع پر تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان پریشان تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ننگی تلوار لیے ہوئے فرما رہے تھے کہ جس نے کہا کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں، میں اسے قتل کر ڈالوں گا۔ اتنے میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے باآوازِ بلند فرمایا:

مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ يَعْبُدُ رَبَّ مُحَمَّدٍ فَاِنَّهٗ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ۔

"جو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عبادت کرتا تھا، تو سمجھ لے کہ ان کا انتقال ہو گیا ہے اور جو شخص ربِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عبادت کرتا ہے، تو وہ زندہ ہے اور نہ مرے گا۔" (کشف المحجوب فارسی ص۲۸)

پھر یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ط (سورۃ آلِ عمران، آیت ۱۴۴)

"محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور آپ سے پہلے بھی رسول گزرے ہیں۔ اگر آپ انتقال فرما جائیں یا شہید ہو جائیں تو کیا تم ایڑیوں پر پلٹ جاؤ گے۔"

جب یہ الفاظ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کانوں میں پڑے تو ایسا معلوم ہوا، جیسے ایک دم اُن کی آنکھیں کھُل گئیں اور حقیقتِ حال منکشف ہو گئی اور پورے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ گم صم دیوار سے لگے بیٹھے تھے اور یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کمال تھا کہ نہ صرف اپنے آپ کو قابو میں رکھا بلکہ دوسروں کو بھی حوصلہ دیا، اُن کی سوچ میں توازن پیدا کیا۔ یہ سب فہم و فراست، عقل و دانائی اور علم و فضل اسی فیض کا نتیجہ تھا، جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عطا فرما کر ارشاد فرمایا کہ جو معارف و حقائق اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالے وہ میں نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں ڈال دیئے:

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارثِ خیر الوریٰ علیہ التحیۃ والثناء ہیں۔

〃 〃 〃 〃 〃 ہمراز 〃 〃 〃 〃 〃 〃

〃 〃 〃 〃 〃 واقفِ اسرار 〃 〃 〃 〃 〃 〃

〃 〃 〃 〃 〃 دمساز 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۵ چوں ابو بکر از محمد برد بو
گفت ھٰذَا لَیْسَ وَجْہُ کَاذِبٍ

ابوبکر مُشیرِ رسُول

وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ۔ (پ ۴، سورۃ آل عمران، آیت: ۱۵۹)

"اور کاموں میں ان سے مشورہ لو۔"

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِیْ حَقِّ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرَ۔

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں نازل ہوئی۔"

اور حضور سید العالمین ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَسْتَشِيْرَ اَبَابَكْرٍ وَّعُمَرَ (صواعق المحرقہ ص ۶۶)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے مشورہ کرلیا کروں۔"

اگرچہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کسی مشورہ کی ضرورت نہ تھی، لیکن صحابہ کرام علیہم الرضوان کی دل جوئی اور عزت افزائی کے لئے مشورہ فرماتے تھے تاکہ مشورہ میری اُمت کے لئے میری سُنت ہو؛ اور سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مشورہ میں اس قدر بلند مقام تھا کہ ان دونوں کو اپنا وزیر مقرر فرمایا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ نَبِیٍّ وَّلَهٗ وَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ وَوَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ وَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرَئِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرَ۔ (ترمذی شریف ج ۲، ص ۲۰۸)

"کوئی نبی ایسا نہیں کہ جس کے دو وزیر آسمان والوں سے اور دو وزیر

زمین والوں سے نہ ہوں، میرے دو وزیر آسمان والوں میں سے جبرائیل و میکائیل (علیہما السلام) ہیں اور زمین والوں میں سے دو وزیر ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔"

برادرانِ اسلام! مشورہ تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دیگر صحابہ سے بھی فرماتے تھے، مگر وزیر کی حیثیت کا مشورہ سیدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرماتے تھے۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشیر تھے۔
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وزیر تھے۔
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سفیر تھے۔
سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے امیر تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرَ فَقَالَ هٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۸)

"حضرت عبداللہ بن حنطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا تو فرمایا بیشک یہ دونوں میری آنکھیں اور کان ہیں۔"

خدا نے مرتبہ بالا کیا صدیق اکبر کا ۔۔۔ کلام اللہ نے خطبہ پڑھا صدیق اکبر کا
کہا رُوح الامیں نے حاضرِ دربارِ شہ ہو کر ۔۔۔ صحابہ میں ہے عالی مرتبہ صدیق اکبر کا

مثالی ہے جہاں میں زندگی فاروق اعظم کی ۔۔۔ وہ عظمت اور وہ سادگی فاروق اعظم کی
وہ جس کی بات تعمیری، وہ جس کی بات تسخیری ۔۔۔ حقیقت بن کے اُبھری خواجگی فاروق اعظم کی

ایہہ اصحاب بزرگ پیارے رب دے خاص سخی اے
جس دا خود داماد تے دوست سوہنا پاک نبی اے

تواضع اور انکساری

وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى (سورۃ اللیل، آیت ۱۷-۱۸)

"اور بہت اس سے دُور رکھا جائے گا، جو سب سے بڑا پرہیزگار ہو، جو اپنا مال دیتا ہے کہ ستھرا ہو۔"

ارشادِ رب العالمین ہے، جہنم سے پرہیزگار کو بہت زیادہ دور رکھا جائے گا۔ اور یہ آیت سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں آئی ہے۔

قال ابن مسعود، یعنی ابا بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (تفسیر قرطبی ص۸۲ ج۲)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ 'اتقیٰ' سے مراد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مالک اُمیہ بن خلف حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایمان لانے کی وجہ سے طرح طرح کی اذیتیں دیتا تھا۔ ایک دن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ اُمیہ بن خلف سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرم ریت پر لٹا کر پتھر ان کے سینہ پر رکھ کر ہاتھ پاؤں میں رسی باندھ کر گھسیٹ رہا ہے اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی حال میں کلمہ طیبہ کا ورد کر رہے ہیں۔ حضرت سیدنا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے بدنصیب امیہ! خدا پرست پر اس قدر سختی کر رہا ہے؟ امیہ نے کہا کہ اگر تمہیں اس کی تکلیف گوارا نہیں ہے تو اسے خرید لو۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گراں قیمت پر خرید فرما کر انہیں آزاد کر دیا۔ اس پر یہ پوری سُورت نازل ہوتی۔ اسی پر بخاری شریف کی ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں:

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِنَ الْاَشْيَاءِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دُعِيَ مِنْ اَبْوَابٍ يَعْنِي الْجَنَّةَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ بَابِ الرَّيَّانِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ مَا عَلٰى هٰذَا الَّذِيْ يُدْعٰى مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ وَقَالَ هَلْ يُدْعٰى مِنْهَا كُلِّهَا اَحَدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ يَا اَبَا بَكْرٍ۔ (بخاری شریف ج۱، ص۵۱۷)

"جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں دو چیزیں ایک قسم کی دے، وہ جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا۔ اے اللہ کے بندے یہ بہتر ہے! پس جو شخص نماز والوں سے ہوگا، وہ نماز کے دروازے سے بُلایا جائے گا اور جو مجاہدین سے ہوگا، وہ جہاد والے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو صدقہ والوں سے ہوگا، وہ صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو روزہ داروں سے ہوگا، وہ روزہ کے دروازے باب الریان سے بُلایا جائے گا۔ سیدنا ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کیا، یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا کوئی شخص ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟ فرمایا ہاں! اور میں اُمید کرتا ہوں اے ابوبکر! (رضی اللہ عنہ) تم اُن میں سے ہوگے۔"

۵۔ قبولش کن ز راہِ دل نوازی — کہ من غیر از دلے چیزے ندارم

Scanned with CamScanner

ﮯ یہی ہے اَکْرَمَکُمْ اور یہی اَتْقَاکُمْ   یہی ہیں ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ
نہیں ہے کچھ احسان ان پہ دُنیا میں   کہ اس کے بدلے میں کرتے ہیں حمتیں ایثار

ﮯ مومن پاک نمازی غازی، عاشق ہے اللہ دا
پاک صدیق امیر اسلامی خادم یار رسول اللہ دا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مِنْكُمُ الْیَوْمَ صَائِمًا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا۔ قَالَ فَمَنْ اَتْبَعَ مِنْكُمُ الْیَوْمَ الْجَنَازَةَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا۔ قَالَ فَمَنْ اَطْعَمَ مِنْكُمُ الْیَوْمَ مِسْكِیْنًا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا۔ قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْیَوْمَ مَرِیْضًا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اجْتَمَعْنَ فِیْ امْرِءٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

(مسلم شریف ج ۲، ص ۲۸۲)

"حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: آج تم میں سے کون روزہ دار ہے؟ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں! فرمایا: آج جنازے کے ساتھ کون گیا۔ انہوں نے عرض کیا میں! فرمایا: آج مسکین کو کس نے کھانا کھلایا؟ عرض کیا: میں نے۔ فرمایا: آج مریض کی عیادت کس نے کی؟ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میں نے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ خصلتیں جنتی شخص ہی میں جمع ہو سکتی ہیں؟

- ○ نماز کے دروازے سے بلائے جانے والے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں
- ○ جہاد 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
- ○ صدقات 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
- ○ باب الریان 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

- ○ بلکہ جنت کے تمام دروازوں سے بلائے جانے والے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اس لیے کہ تمام جنتیوں والی صفات آپ میں پائی جاتی ہیں اور آپ ہر نیکی میں برابر شریک ہوتے تھے۔

روزہ رکھنے والے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔
جنازہ پڑھنے والے 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
مسکین کو کھانا کھلانے والے 〃 〃 〃 〃 〃 〃
مریض کی عیادت کرنے والے 〃 〃 〃 〃 〃 〃
بلکہ ہر نیکی کرنے والے 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
اتقیاء کی تفسیر 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

سخاوتِ ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔
اس وقت میرے پاس کافی مال تھا، میں نے دل میں سوچا کہ آج میں صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر سبقت لے جاؤں گا اور میں نصف مال لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا مَا اَبْقَیْتَ لِاَهْلِكَ۔ بال بچوں کے لئے کتنا باقی رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا: مِثْلَهٗ۔ یعنی جتنا لایا ہوں، اتنا ہی گھر چھوڑ آیا ہوں (اتنے میں) حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا مال لے کر حاضر خدمت ہوئے، تو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
مَا اَبْقَیْتَ لِاَهْلِكَ۔ اپنے بال بچوں کے لئے کتنا باقی رکھا ہے؟
حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی،

Scanned with CamScanner

اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔ میں اُن کے لئے اللہ اور رسول چھوڑ آیا ہوں۔
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے دل میں سوچا،
لَا اَسْبِقُہٗ اِلٰی شَیْءٍ اَبَدًا۔ میں کسی بات میں ان سے سبقت نہیں لے سکتا۔
(مشکوٰۃ شریف ج ، ص۵۵۲)

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اس ایثار کے بارے میں فرماتے ہیں: ؎

اک دن رسولِ پاک نے اصحاب سے کہا — دیں مال راہِ حق میں جو ہوں تم میں مالدار
لائے غرض کہ مالِ رسولِ امیں کے پاس — ایثار کی ہے دستِ نگر ابتدائے کار
ارشاد سُن کے فرطِ محبت سے عمر اٹھے — اس روز اُن کے پاس تھے درہم کئی ہزار
پوچھا حضور سرورِ عالم نے اے عمر — اے کہ وہ جوشِ حق سے ترے دل کو ہے قرار
رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے مال — مُسلم ہے اپنے خویش و اقارب کا حق گزار
کی عرض نصف ہے فرزند و زن کا حق — باقی جو ہے وہ ملتِ بیضا پہ ہے نثار
اتنے میں وہ رفیقِ نبوت بھی آگیا — جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرشت — ہر چیز جس سے چشمِ جہاں میں ہو اعتبار
بولے حضور چاہیئے فکرِ عیال بھی — کہنے لگے وہ عشق و محبت کا رازدار
اے تجھ سے دیدہ مہ و انجم فروغ گیر — اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار
پروانہ کو چراغ، بُلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

برادرانِ اسلام! سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تقویٰ کا حال یہ تھا کہ باوجود خلیفۂ وقت ہونے کے اپنے تمام کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے اور دوسروں سے کام کروانا پسند نہ فرماتے تھے۔ آپ اپنے اُونٹ کو نکیل خود ڈالا کرتے تھے۔ بوقتِ رحلت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: اے بیٹی! جب میں

مسلمانوں کے امور کا والی بنا، تو اپنے لئے درہم و دینار نہ لئے، بیت المال سے معمولی کھانا کھایا، موٹے اور سادہ کپڑے پہنے۔ میرے پاس مسلمانوں کا کچھ مال ہے سوائے حبشی غلام، ایک اونٹ اور پرانی چادر کے کچھ نہیں۔ جب میں وفات پاجاؤں، تو یہ امانت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دینا۔ حسبِ وصیت جب آپ کا انتقال ہوگیا، تو مسلمانوں کی اس امانت کو حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا، تو آپ نے دیکھ کر ارشاد فرمایا: رَحِمَ اللّٰہُ اَبَابَکْرٍ لَقَدْ اَتْعَبْتَ مَنْ بَعْدَہٗ۔ "تم پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اے ابوبکر! بیشک بعد والوں پر تم نے کام بہت سخت کر دیا۔"
(طبقات الکبریٰ ج ۳، ص۱۹۲، تاریخ الخلفاء ص۶۵)

؎ ملی صدیق نوں حق توں صداقت — محمد دی ملی جس نوں خلافت
بنائے آپ امام آقا نے صائم — مُسلّم ہے تدھے اوہدی امامت

؎ میری فطرت کو ساقی بے نیازِ دو جہاں کر دے
پیالہ سامنے دھر دے قلم میں زندگی بھر دے

؎ زمانے میں نہیں مقصود میرا جز خدا کچھ بھی
میرے مُنہ سے نہ نکلے گا صداقت کے سوا کچھ بھی

عظمتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کتبِ شیعہ کی شہادت

برادرانِ اسلام! سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضل کو شیعہ حضرات نے اپنی کتب میں تحریر کیا: اَلْفَضْلُ مَا شَھِدَتْ بِہِ الْاَعْدَاءُ۔
"فضیلت وہ ہوتی ہے جس پر دشمن بھی گواہی دے۔"

سُئِلَ الْاِمَامُ اَبُوْجَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنْ حِلْیَۃِ السَّیْفِ هَلْ یَجُوْزُ قَالَ نَعَمْ قَدْ حلّٰی اَبُوْبَکْرِ نِ الصِّدِّیْقُ سَیْفَہٗ فَقَالَ الرَّاوِیْ اَتَقُوْلُ ھٰکَذَا فَوَثَبَ الْاِمَامُ عَنْ مَقَامِہٖ فَقَالَ نَعَمْ اَلصِّدِّیْقُ نَعَمْ اَلصِّدِّیْقُ نَعَمْ اَلصِّدِّیْقُ فَمَنْ لَّمْ یَقُلْ لَہٗ الصِّدِّیْقُ فَلَا صَدَّقَ اللّٰہُ قَوْلَہٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ (کشف الغمہ ص)

"حضرت امام جعفر علیہ السّلام سے تلوار کو چاندی سے مرصّع کرنے کے متعلق دریافت کیا گیا، تو فرمایا جائز ہے، کیونکہ ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کو مرصّع کیا ہے۔ راوی کہنے لگا: آپ اُن کو صدّیق کہتے ہیں۔ امام جعفر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ فرمایا: ہاں صدّیق، ہاں صدّیق، ہاں صدّیق، جو اُن کو صدّیق نہ کہے، خدا تعالیٰ اُسے دُنیا و آخرت میں جھوٹا کرے۔"

دُوسری روایت ملاحظہ فرمائیں:

سَمِعْتُ اَبَادَاوٗدَ یَقُوْلُ حَدَّثَنِیْ بُرَیْدَۃُ الْاَسْلَمِیُّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَنَّ الْجَنَّۃَ مُشْتَاقٌ اِلٰی ثَلٰثَۃٍ فَجَآءَ اَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ اَنْتَ الصِّدِّیْقُ اَنْتَ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ فَسُئِلَتْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ھٰؤُلَاءِ الثَّلٰثَۃِ۔ (رَجْعُ الْمقال ص)

"ابوداؤد کہتے ہیں کہ حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے بتایا کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے سُنا فرمایا کہ بہشت تین آدمیوں کی مشتاق ہے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آ گئے تو حضور اکرم

صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا تو صدّیق ہے اور غار میں دو کا تو دُوسرا ہے۔ راوی کہتا ہے کاش کہ میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے تیسرے کا پوچھتا کہ وہ تیسرا کون ہے؟"

معلوم ہوا کہ غیروں نے بھی سیّدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق لکھا۔ انہیں اپنی کتب کی بات مان لینی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حاملِ رضوانِ اکبر

کُلُّ النَّاسِ یُحَاسَبُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِلَّا اَبُوْبَکْرٍ۔ (کنز العمال ج ۱۲، ص ۱۶۹)

"حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ہر آدمی کا حساب ہوگا، مگر ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حساب نہ ہوگا۔"

یَا اَبَابَکْرٍ اَعْطَاكَ اللّٰہُ رِضْوَانَ الْاَکْبَرِ قَالَ وَمَا رِضْوَانُ الْاَکْبَرُ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَتَجَلّٰی لِلْخَلْقِ عَامَّۃً وَیَتَجَلّٰی لَكَ خَاصَّۃً (کنز العمال ص ۱۶۸، ج ۱۲)

"حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا، اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اللہ تعالیٰ نے تجھے رضوانِ اکبر عطا فرمایا ہے۔ عرض کیا: رضوانِ اکبر کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ مخلوق کے لئے عام تجلّی فرمائے گا، اور تیرے لئے خاص۔"

- ○ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقوٰی بے مثال تھا اسے غیروں نے بھی مانا
- ○ 〃 〃 〃 〃 〃 کے دل میں خوفِ خدا تھا۔
- ○ 〃 〃 〃 〃 〃 کا قیامت میں حساب نہ ہوگا۔
- ○ 〃 〃 〃 〃 〃 کو اللہ تعالیٰ نے رضوانِ اکبر عطا کیا۔

؎ ہے وارث خُلد دا صدّیق اکبر — تے ساڈا آسرا صدّیق اکبر
بنے صائم دا خود آ کے سہارا — بھنور وِچ یا خدا، صدیق اکبر

اللہ تعالیٰ ہمیں سیّدنا صدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبّت نصیب فرمائے۔ آمین!

وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○

Scanned with CamScanner

ماخذِ کتاب

القرآن الحکیم؛
تفسیر کبیر؛ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ
تفسیر خازن؛ امام علی بن محمد خازن رحمہ اللہ تعالیٰ
تفسیر رُوح البیان؛ علامہ اسمٰعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ
تفسیر مظہری؛ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ
تفسیر درِ منثور؛ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ
تفسیر قرطبی؛ امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ
صحیح بخاری؛ امام محمد اسماعیل بخاری علیہ الرحمہ
صحیح مسلم؛ امام مسلم بن حجاج قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ
ترمذی؛ امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ
مستدرک للحاکم؛ امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ علیہ الرحمہ
کنز العمال؛ علی بن حسام الدین علیہ الرحمہ
مشکوٰۃ شریف؛ امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ
شفاء شریف؛ امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ
مُسند امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ
ابو داؤد؛ امام سُلیمان بن اشعث علیہ الرحمہ
طبری؛ محب الطبری رحمہ اللہ تعالیٰ
شواہد النبوۃ؛ ملّا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ
دلائل النبوۃ؛ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ
اسد الغابہ؛ 〃 〃 〃 〃 〃
حلیۃ الاولیاء؛ ابو نعیم احمد بن عبداللہ علیہ الرحمہ
کراماتِ اولیاء؛ حافظ ابی نعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی
ارشاد الساری؛ شہاب الدین احمد قسطلانی علیہ الرحمہ
عمدۃ التحقیق بشائر آلِ صدیق؛ علامہ ابراہیم مکی علیہ الرحمہ
زرقانی علی المواہب؛ محمد بن عبدالباقی علیہ الرحمہ
ریاض النضرۃ؛ محب طبری رحمہ اللہ تعالیٰ
نزہۃ المجالس؛ عبدالرحمٰن صفوری رحمہ اللہ تعالیٰ
ازالۃ الخفاء؛ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ
معارج النبوۃ؛ ملا معین کاشفی رحمہ اللہ تعالیٰ
مدارج النبوۃ؛ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ
سیرتِ حلبیہ؛ علی بن برہان الدین حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ
سیرۃ النبویہ لابن ہشام؛ امام ابی محمد عبدالملک بن ہشام علیہ الرحمہ
فتح الباری؛ امام شہاب الدین بن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ
طبقات الکبریٰ؛ امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ
خصائص الکبریٰ؛ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ
طبقات لابن سعد؛ (و دیگر کتب)